کتاب مستطاب نایاب ولاجواب

انیس الغربا

[illegible]

مصنف:

پیشوائے اصحاب طریقت، مقتدائے اصحاب حقیقت، قدوۃ العارفین، امام السالکین مولینا
مرشدنا حضرت شاہ نور الحق المعروف بہ شیخ نور قطب عالم پنڈوی بنگالی علیہ الرحمہ

مترجم:

عبدالخبیر اشرفی مصباحی

حسب فرمائش:

شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

ناشر

تاج الاصفیاء دارالمطالعہ "مخدوم اشرف مشن" پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، مغربی بنگال

نام کتاب: انیس الغرباء
مصنف حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ
ترجمہ وتخریج: عبدالخبیر اشرفی مصباحی
حسب فرمائش: پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرفی مدظلہ العالی
سن اشاعت: مئی ۲۰۱۳ء بمطابق رجب المرجب ۱۴۳۴ھ
تعداد: ایک ہزار
ایڈیشن: اول
قیمت:

ملنے کے پتے

☆ تاج الاصفیاء دار المطالعہ، مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، بنگال۔
☆ اجالا پریس راسا کھوا بازار، تھانہ کرن دیگھی، ضلع اتر دیناج پور، بنگال۔
☆ حافظ مہدی حسن، برکاتی ٹوپی سینٹر، تین پل اسلامپور، اتر دیناج پور، بنگال۔
☆ دار العلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام التفات گنج امبیڈکر نگر یو.پی.

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

ولسوف يعطيك ربك فترضى

انتساب

☆ مخدوم العالم گنج نبات شیخ علاء الحق پنڈوی، غوث العالم سلطان سید جہانگیر سمنانی اور نور قطب عالم شیخ نور الحق پنڈوی علیہم الرحمہ کے مشن کا علم

☆ اشرف الاولیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد مجتبیٰ اشرف الجیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی دینی وعلمی یادگار

☆ مذہبی وعصری علوم کا مرکز اور قدیم صالح وجدید نافع کا سنگم

یعنی

مخدوم اشرف مشن

پنڈوہ شریف ضلع مالدہ مغربی بنگال کے نام

تیری خدمات پہ نثار

عبدالخبیر اشرفی مصباحی

کلمات تقدیم

شیخ طریقت تاج الاولیاء حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی (قادری میاں) مدظلہ العالی

سربراہ اعلی مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال۔

مبسملا حامدا مصلیا

سرزمین ہند کی تقدیر بھی سعادت وفیروز بختی سے کیا خوب روشن ہے جہاں ہر سمت ظاہری علوم کی نہر بہتی ہے تو باطنی علوم کا دریا بھی موجزن ہے۔ اولیاء، صلحاء، اغواث واقطاب کی آمد واقامت کا شرف حاصل ہے، ملاجیون، محب اللہ بہاری جیسے شہسواروں سے میدان علم مرکزِ انوار بنا ہوا ہے تو خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی، اور تارک السلطنت غوث العالم سید اوحد الدین اشرف جہانگیر سمنانی علیہم الرحمہ کے ارشادات وہدایات سے پورا ہندوستان رشک چمن و گلزار جنت بنا ہوا ہے۔

مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی ہند میں آمد

جب آپ کی عمر شریف بیس یا پچیس سال کی تھی رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا، ستائیسویں شب تھی اور آپ عبادت وریاضت میں مشغول تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: اشرف! سلطنت کے امور کے ساتھ اس کام کو سرانجام دینا بہت مشکل ہے اگر دوست کا وصال چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندوستان جاؤ کیونکہ تمہارا ہادی ومرشد شیخ علاء الحق والدین گنج نبات عمر ابن اسعد لاہوری پنڈوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں ہیں یہ سنتے ہی آپ نے سلطنت کو خیر آباد کہہ دیا۔

(ماخوذ از مراۃ الاسرار)

اور بخارا وسمرقند کے راستے مخلوق خدا میں رشد وہدایت کا گوہر لٹاتے ہوئے سرزمین ہند میں داخل ہوئے، آگے کا واقعہ اہم شبیہ غوث الثقلین سید علی حسین اعلی حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی تحریر منیر میں مطالعہ کیجئے۔ رقمطراز ہیں: "سفر کرتے ہوئے خطۂ اوچھ تشریف لائے جو نواب بھاولپور کی ریاست میں واقع ہے وہاں حضرت سید مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ کی ملازمت حاصل کی، حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا ایک مدت کے بعد خوشبوئے طالب صادق میرے دماغ میں پہنچی اور ایک زمانے کے بعد گلزار سیادت سے نسیم تازہ چلی، فرزند نہایت مردانہ راہ خدا میں نکلے ہو مبارک ہو اور جلدی پورب ملک بنگال کی طرف جاؤ برادرم علاء الدین قدس سرہ تمہارے مقدم شریف کے منتظر ہیں خبردار خبردار کہیں راستے میں زیادہ نہ ٹھہرنا" (صحائف اشرفی ص ۷۶) وہاں سے رخصت ہوکر محبوب یزدانی رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے راستے قطع مسافت کرتے ہوئے بہار شریف پہنچے یہاں مخدوم الملک سید شرف الدین یحی منیری قدس سرہ کی روح پرواز کر چکی تھی اور بوقت وصال اپنے اصحاب سے وصیت کی تھی کہ خبردار کوئی میرے جنازے کی نماز نہ پڑھائے کیونکہ ایک سید صحیح النسب تارک السلطنت، ساتوں قرات کا حافظ وقاری، چودہ علوم کا عالم یہاں آئے گا وہی میری نماز جنازہ پڑھائے گا۔ الحتصر آپ نے شیخ شرف الدین یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر وہاں سے رخصت ہوئے اور وادی بنگال میں قدم مبارک رکھا ادھر آپ کے ہادی ومرشد کو اشتیاق دیدار اس طرح ہو رہا تھا کہ اس کی شرح بیان سے باہر ہے اعلی حضرت اشرفی صحائف اشرفی

جلداول ص: ۸۳ پر رقم طراز ہیں ’’کہ حضرت مخدومی بعد نماز چاشت آرام فرمارہے تھے کہ یکبارگی خواب سے چونک پڑے بے تابانہ خانقاہ سے باہر نکل آئے اور فرمانے لگے کہ یار کی خوشبو آرہی ہے اور وہ قریب آپہنچا ہے القصہ مختصر اپنی سواری کی پالکی اور اپنے مرشد گرامی شیخ اخی سراج الحق والدین کی عطا کردہ پالکی لیکر شہر سے چار کوس دور تشریف لے گئے وہاں کچھ مسافروں کی جماعت آتی نظر آئی حضرت مخدومی نے جلدی سے اپنے خادم کو دوڑایا خادم دوڑتا ہوا گیا جلدی سے استفسار کر کے حضرت مخدومی کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اشرف نامی سمنانی نورانی شکل والے آرہے ہیں اعلی حضرت اشرفی میاں رقمطراز ہیں۔‘‘ یہ سن کر حضرت مخدومی بے حد خوش ہوئے اور چند قدم پیشوائی کو آگے بڑھے دونوں جانب سے جذبۂ محبت نے اثر دکھایا حضرت محبوب یزدانی دوڑ کے آئے اور حضرت شیخ کے قدم پر سر رکھدیا حضرت مخدومی نے سر اٹھایا اور پیار سے اپنے سینے سے لگایا تھوڑی دیر سینے سے لگائے رہے پھر محبوب یزدانی کا ہاتھ پکڑے ہوئے درخت کے نیچے جہاں اترے تھے لائے۔ حضرت مخدومی سے تمام خلفاء نے مصافحہ ومعانقہ کیا‘‘ (صحائف اشرفی جلداول ص ۸۶)

نور الحق والدین شیخ احمد معروف بہ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مبارکہ

آپ کی ولادت باسعادت ۷۲۲ھ میں ہوئی منقول ہے کہ آپ کی پیدائش سے قبل ایک روز آپ کی پیرانی ماں (دادی) نے مخدوم العالم سے فرمایا میں ایک نور دیکھتی ہوں جو اشرف کی دعاء سے ہے چنانچہ حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم جہانگیر سے فرمایا دعاء کرو کہ وہ نور ضرور آئے پھر آپ نے یوں دعاء فرمائی ’’کہ مرشد کو مرشد کے وسیلے سے اولاد عطا فرما‘‘ یہاں تک کہ حضور نور قطب عالم کی پیدائش ہوتی ہے۔ مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی حضور نور قطب عالم پر توجہ برقرار اور

دلچسپی بنی رہتی ہے۔ ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ علوم دینیہ سے آراستہ وپیراستہ ہوگئے ’آپ کے تبحر علمی کا شہرہ دور دور تک ہونے لگا دریں اثنا شیخ کے حکم سے مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی بارہ سال تک پیر و مرشد کی خدمت گزاری کے بعد شیراز ہند جونپور کی ولایت حاصل فرما کر کچھوچھہ شریف متمکن ہوئے، شیخ کی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ شریف سے روانہ ہوکر دوبارہ پنڈوہ شریف تشریف لائے اسی اثنا میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ علائیہ میں تشریف لائے جنکی معیت وہمراہی میں مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چلہ کیا (اسلئے اس چلہ خانہ کو چلہ خانۂ جلال الدین بخاری و چلہ خانۂ مخدوم سمنانی سے موسوم کیا جاتا ہے) جو آج بھی لب تالاب مرجع خلائق وانام ہے۔ مخدوم العالم کا وصال ہوگیا تو مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور مخدوم سمنانی کو سلسلۂ جلالیہ قادریہ کی خلافت واجازت مرحمت فرمائی۔

لیکن مخدوم العالم کے وصال کے بعد خلافت وسجادگی کے معاملے میں آپکے لڑکوں نے اختلاف کیا اور یہ قصہ بہت طویل ہوگیا جسکا حل لطائف اشرف کے حوالے سے صاحب مراٰۃ الاسرار نے ص ۱۱۶۹ پر یوں تحریر کیا ہے ’’شیخ علاء الحق کی وفات کے بعد آپ کے دوسرے لڑکوں نے حضرت نور الحق کی خلافت وسجادگی کے بارے میں جھگڑا کیا اتفاقاً ان ایام میں میر سید اشرف جہانگیر قدس سرہ اپنے شیخ کی فاتحہ کی خاطر وہاں تشریف لے گئے انکو معلوم تھا کہ حضرت شیخ کی وصیت کے مطابق شیخ نور الحق ہی حق پر ہیں اس لئے ایک دن آپ شیخ نور الحق کو باہر لے گئے اور ایک پہاڑ کے قریب جا کر فرمایا یہ لوگ آپ کی مخالفت ہرگز نہ چھوڑیں گے مصلحت یہ ہے کہ کل آپ یہاں ان کو لے آئیں اور ان سے کہیں کہ جو شخص اس پہاڑ کو ہلادے والد

بزرگوار کی سجادگی کا وہی مستحق ہوگا"۔

آپ نے ابھی بات ختم نہ فرمائی تھی کہ پہاڑ ہلنے لگا، میر سید اشرف جہانگیر نے فرمایا میں ابھی مخدوم زادہ سے بات کررہا ہوں تم فی الحال ساکن رہو۔ پہاڑ ساکن ہوگیا دوسرے دن فریقین مع خلقت پہاڑ کے قریب پہنچ گئے دوسرے قریب کے لوگوں نے جس قدر کوشش کی اور مراقبے کئے پہاڑ میں کوئی جنبش نہ ہوئی لیکن جونہی شیخ نورالحق نے اشارہ کیا پہاڑ کو جنبش ہوئی اور چلنے لگا اسی دن سے مخالفت ختم ہوگئی اور آپ تربیت مریدین میں مشغول ہوگئے۔

حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ جہاں بڑے کشف وکرامت کے حامل بزرگ تھے وہیں آپ اصحاب السیر میں سے بھی تھے یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ آنِ واحد میں پرواز کرکے پہنچنے کی خوبی اللہ رب العزت نے آپ کو عطا کی تھی۔ چنانچہ منقول ہے کہ آپکو جب کوئی دینی وملی مشکل درپیش ہوتی تو کبھی آپ بذریعہ مکتوب مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی طرف رجوع فرماتے جیسا کہ مکتوبات اشرفی میں حضور نور قطب عالم کی طرف سے مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے نام ایک مکتوب یوں درج ہے۔ "کہ راجا گنیش نے جب پنڈوہ کی سلطنت پر حملہ کیا تو آپ نے مخدوم سمنانی کے توسط سے بادشاہ جونپور کی امداد طلب کی تاکہ راجا گنیش کا دفاع کیا جاسکے اور اس کی سرکوبی کی جاسکے" اور کبھی پرواز کرتے ہوئے مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی تک پہونچتے اور اپنا اشکال پیش کرکے اسے حل فرماتے۔

غوث العالم محبوب یزدانی حضور سید اوحد الدین مخدوم اشرف سمنانی کچھوچھوی کے مرشد حق ودیں مخدوم العالم حضور شاہ علاء الحق والدین گنج نبات لاہوری پنڈوی کی آنکھوں کی ٹھنڈک، اصحاب علم شریعت وارباب علم طریقت کے عظیم رہبر

حضور مولانا شاہ نورالحق نور قطب عالم پنڈوی (قدست اسرارھم العالیہ) قدوۃ السالکین امام العارفین اس عظیم شخصیت سے عبارت ہے جنھوں نے کتاب مستطاب "انیس الغرباء" بزبان فارسی تصنیف فرمائی اور مسائل سلوک وطریقت (تصوف) کو قرآن کریم کی آیات کریمہ، احادیث مبارکہ اور اقوال ارباب طریقت سے مبرہن فرمایا ہے جس سے واضح اور بین ثبوت ملتا ہے کہ جس طرح مسائل شریعت کے اصول کتاب اللہ پھر حدیث رسول اللہ پھر اجماع علمائے امت پھر اجتھاد مجتھدین ہیں اسی طرح مسائل طریقت کے اصول بھی حسب ترتیب چار ہیں۔

مصنف علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے مربی کامل کی تربیت کاملہ اور مرشد برحق والد بزرگوار علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارشادات عالیہ کے فیضان سے انھیں چاروں مآخذ ومادۂ استدلال سے اخذ واستدلال کرتے ہوئے سلوک ومعرفت کے مسائل کا ایسا استخراج واستنباط فرمایا ہے کہ نہ شریعت سے سرمو انحراف ہے اور نہ شریعت وطریقت کے درمیان کچھ تعارض۔ بلکہ یہی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ اسلام کی دو شیریں نہریں ہیں۔(۱) شریعت (۲) طریقت

جس نے حسب استطاعت دونوں سے جتنی سیرابی حاصل کی وہ تنا بار اور کامیاب ہوا۔ سچ ہے

این سعادت بزور بازنیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

تصوف:۔ علوم شریعت میں کمال ودسترس کے ساتھ ساتھ تصوف میں بھی آپ کو یدطولیٰ اور اعلیٰ قدر ومنزلت حاصل تھی جس پر آپ کی زیر تذکرہ کتاب نایاب "انیس الغرباء" شاہد وصادق ہے۔

حق بردوش:۔ والد بزرگوار اشرف الاولیاء شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ پنڈوہ شریف میں رب تعالیٰ کے فضل وکرم اور بزرگوں کے فیضان وعطا سے "مخدوم اشرف مشن" جیسا دینی وعلمی ادارہ قائم فرما کر جس طرح مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی، غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی اور نور قطب عالم شیخ احمد نور الحق پنڈوی علیہم الرحمہ کے مشن کو فروغ بخشا ہے اور اس کی تجدید ونشاۃ ثانیہ فرمائی ہے حقیر راقم الحروف (قادری میاں مدظلہ العالی) کے کاندھے پر یہ حق بلکہ قرض تھا کہ کتاب مستطاب "انیس الغرباء" کا اردو زبان میں ترجمہ کرا کے قوم کے سامنے استفادہ کی خاطر پیش کیا جائے۔ مگر اس راہ میں اولین مرحلہ اصل فارسی زبان والے نسخہ کی دستیابی تھی۔ شدت سے تلاش جاری رہی آخر کار یہ تلاش پائے تکمیل کو پہونچی کہ مولانا عبد السبحان لطفی نے کتاب نایاب مہیا کرائی۔ مولیٰ تعالیٰ موصوف کو دارین کی لازوال نعمت سے مالامال فرمائے۔

اب باری تھی ترجمہ نگاری کی جس کے لئے زیادہ مشقت نہ اٹھانی پڑی بلکہ عزیز القدر مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی سلمہ ربہ القوی (سابق لائق وفائق استاذ و صدر مدرس مخدوم اشرف مشن حال پرنسپل مدرسہ عربیہ اہلسنت منظر اسلام، التفات گنج، امبیڈکر نگر، یو.پی) کو یہ کتاب ترجمہ نگاری کے لئے حوالے کردیا موصوف نے بڑی محنت وعرق ریزی کے ساتھ اردو ترجمہ وتخریج احادیث کا کام بحسن وخوبی انجام دیا کمپوزنگ وسیٹنگ کا کام بھی خود ہی مکمل کیا ترجمہ صاف، شستہ اور زبان سہل وآسان ہے جو سراہے جانے کے لائق ہے۔

یہاں پر مولانا عبد الودود اشرفی مصباحی استاذ مخدوم اشرف مشن بھی قابل ستائش ہیں جنھوں نے اصل فارسی عبارت سے ترجمہ کا موازنہ کرنے، چیدہ چیدہ

مقام پر ترجمہ کی اصلاح کرنے اور حذف واضافہ میں موصوف کا مکمل ساتھ دیا۔ نیز مفتی عبد القدوس اشرفی مصباحی (موجودہ پرنسپل ادارہ ہذا) نے کمپوز شدہ ترجمہ کا تعمق نظر سے مطالعہ کیا اور جہاں سقم وتعلیل نظر آئی نشان زد کیا جس سے ترجمہ کو معیاری بنانے میں بڑی مدد ملی اور تمام اساتذۂ ادارہ ہذا بھی قابل مبارک باد ہیں کہ جن سے جس طرح ہو سکا تعاون کیا بالخصوص مولانا الفت حسین اشرفی جامعی نے برابر رابطہ قائم رکھا اور کتاب کو منظر عام پہ لانے کے لئے بڑی محنت کی۔

اب جبکہ پہلی بار ترجمہ شائع ہونے جارہا ہے میں بہت ہی مسرور وشاداں ہوں اور مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ سبھی معاونین ومخلصین کو دونوں جہان میں شاد کام فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

سید محمد جلال الدین اشرفی جیلانی

۱۰ر جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ

کلمات تکریم

ماہر علوم لسانیات، حضرت علامہ ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مدظلہ العالی۔
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد

الحمد لله الذی فتح لأولیائه طرقه الهدی، وأجری علی أیدیهم الفیوض ونجاهم من المهالك والردی فمن تتبع خطواتهم فاز واهتدی ومن أعرض عنهم هلك وتردی والصلوة والسلام علی سیدنا محمد المنقذ منه الضلالة والردی وعلی آله وأصحابه وأولیائه نجوم الهدی۔

فاضل گرامی عزیزی ومحبی مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی سلمہ اللہ ورعاہ کا نام وکام دونوں علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہیں۔ انکے کئی علمی کام زیور طبع سے آراستہ ہوکر اصحاب دانش وبینش سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ ان کا تازہ علمی تحقیقی شاہکار بے حد گراں قدر وما بہ الامتیاز علمی کارنامہ ہے جس کے لیے وہ تمام اہل علم کے عموما اور وابستگان سلسلہ چشتیہ علائیہ کے خصوصا شکریے کے مستحق ہیں اور یہ کارنامہ عبارت ہے حضور نور قطب عالم پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب ''انیس الغرباء'' کے ترجمہ وتحقیق سے۔ اگر چہ یہ کتاب 1892 میں ایک بار طبع ہو چکی ہے لیکن ایک سو بیس سال قبل چھپنے والی کتاب کو مخطوطہ ہی سمجھنا چاہیے۔

اس کتاب کی اہمیت وانفرادیت ہے کہ یہ بیک وقت حدیث کی بھی کتاب ہے اور تصوف کی بھی۔ اس کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کتاب نہ صرف ان تمام

دعووں کا بطلان کرتی ہے جن کے مطابق عہد سلطنت میں علم حدیث کبریت احمر یا عنقا کی مانند تھا بلکہ یہ اہل تصوف کی حدیث شریف سے وابستگی کی بھی پختہ دلیل ہے۔ اس کتاب کے حدیثی ماٰخذ متنوع ہیں جن میں کتب ستہ کے علاوہ حدیث کی درجنوں کتابیں شامل ہیں جیسے مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی، طبرانی کی معاجم، حلیۃ الاولیاء للاصبہانی اور مجمع الزوائد اور الجامع الصغیر وغیرہ۔ اس کتاب کی بعض مرویات تفسیر، تاریخ اور ادب کی کتابوں سے بھی ماخوذ ہیں جیسے احکام القرآن، البدایۃ والنہایہ اور نفح الطیب۔

جس ملک میں اور جس عہد میں تصوف کے موضوع پر لکھی جانے والی ایک کتاب کی حدیثی مصادر وماٰخذ اس قدر متنوع اور کثیر ہوں اس کے بارے میں یہ کہنا انصاف پر مبنی کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ''علم حدیث میں لوگوں کا مبلغ علم صغانی کی مشارق الانوار تک محدود تھا اور اگر کوئی مصابیح السنۃ اور مشکوۃ پڑھ لیتا تھا تو وہ خود کو محدث سمجھنے لگتا تھا''۔

یہ انداز فکر صرف اس ایک طبقے کا ہے جو علم حدیث کے علاوہ کسی اور فن تعلیم وتدریس کو حدیث کی مخالفت سمجھتا ہے خواہ وہ فن قرآن وحدیث پر ہی مبنی کیوں نہ ہو۔ ہندوستان میں علم حدیث کبھی بھی کبریت احمر نہیں رہا ہے۔ ابتدائی چار صدیوں میں علم حدیث کا اس ملک میں خوب بول بالا تھا اور دسویں صدی سے تیرھویں صدی تک تو اس ملک نے اس فن میں عالم اسلام کی قیادت وریادت کی تھی۔ البتہ درمیانی پانچ قرون میں خاص اس علم میں تصنیف وتدریس کا خصوصی اہتمام کم ہوا جیسا کہ ایک ایسے ملک کے احوال تقاضہ کرتے ہیں جہاں سب کے سب مقلدین بستے ہیں۔ لیکن

مختلف علوم اسلامیہ کے ضمن میں حدیث شریف کی تعلیم وتدریس کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا ہے۔ لطف یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ اور انکے تلامذہ کے جس عہد کو علم حدیث کے عروج وترقی کا عہد ذہبی کہا جاتا ہے آج ایک طبقہ اس سے بھی راضی نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلام، علم حدیث نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام اور تصوف ہندوستان میں ساتھ ہی ساتھ داخل ہوئے اور ہمیشہ ساتھ ہی ساتھ رہے۔ تصوف کی ساری تعلیمات کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں اگرچہ فقہائے کرام کی طرح صوفیاء بھی ''قال قال'' کہتے ہوئے نظر نہیں آتے ہیں۔ علم حدیث کی پہلی کتاب مدون کرنے والے حضرت ربیع ابن صبیح متوفی ۱۶۰/ھ اسی سرزمین میں مدفون ہیں، حاجی خلیفہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ: ''ھو اول من صنف فی الاسلام '' [وہ پہلا اسلامی مصنف ہیں، مترجم غفرلہ] ابتدائی اسلامی فتوحات کے وقت سے بیشمار محدثین اور رواۃ حدیث نے اس سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کیا۔ ان میں اسرائیل ابن موسی بصری، عمر بن مسلم باہلی، منصور بن حاتم نحوی، ابو العباس احمد بن محمد، ابراہیم بن محمد، خلف بن محمد اور علی بن موسی وغیرہ شامل ہیں۔ امام عسقلانی نے ان میں سے کئی کا ذکر تہذیب میں کیا ہے۔ اسماء الرجال وغیرہ کتابوں میں متعدد ایسے نام ملتے ہیں جن کے ساتھ منصوری، دیلبی، ملتانی اور لہاوری [لاہوری] کی نسبتیں ملتی ہیں۔

غزنوی عہد میں جب سیاسی مرکزیت کے ساتھ علم کا مرکز بھی منصورہ اور ملتان سے لاہور منتقل ہوا تو یہ شہر علم کا مرکز بن گیا اور جب فخر الدین مبارک شاہ نے اپنی کتاب بحر انساب کے لیے ماخذ ومصادر جمع کرنا شروع کیا تو اسی ایک شہر میں انھیں اس فرعی علم پر ایک ہزار سے زیادہ مصادر ومراجع دستیاب ہوگئے، اس نے لاہور میں

علوم اصلیہ یعنی علوم قرآن وحدیث اور فقہ وکلام وغیرہ پر کتابوں کی فراوانی اور کثرت انداز ہ لگایا جاسکتا ہے۔ علم حدیث کے حوالے سے اس شہر کی فضیلت کو یہی کافی ہے اس نے رضی الدین صغانی حنفی متوفی ۶۵۰/ھ جیسا جلیل القدر محدث دنیا کو دیا۔

اور جب دسویں صدی ہجری میں پورے عالم عرب میں یا کم از کم اس مشرق جناح میں علم حدیث شریف کا سورج مائل بہ غروب ہوا تو سرزمین ہندوستان اسکے لیے مطلع جدید بن گئی۔ اس عہد میں بہت سارے محدثین ہندوستان تشریف لائے جن میں سرفہرست عبد المعطی مکی متوفی ۹۸۹/ھ بہ احمد اباد، شہاب الدین محمد متوفی ۹۹۲/ھ بہ احمد اباد اور محمد بن محمد فاکہی حنبلی متوفی ۹۹۲/ھ وغیرہ ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱/ھ اور امام ابن حجر ہیثمی بھی مختصر عرصہ کے لیے یہاں تشریف لائے تھے۔

دوسری طرف ہندوستانی نژاد محدثین کی ایک جماعت تیار ہوئی جس نے عرب وعجم کو فیض یاب کیا ہے۔ ان میں سرفہرست شیخ علی متقی برہان پوری متوفی ۹۷۵/ھ کی ذات ہے، جنھوں نے امام سیوطی کی جمع الجوامع کو فقہی ابواب پر مرتب کرکے اسے کنز العمال کا نام دیا اور لازوال شہرت حاصل کی۔ یہ ایک ایسا کارنامہ ہے کہ خود انکے استاذ شیخ بکری فرماتے تھے کہ'' للسیوطی منة علی العالم وللمتقی منة علیه [دنیا پر سیوطی کا احسان ہے اور سیوطی پر علی متقی کا احسان ہے، مترجم غفرلہ] دوسرے ہندوستانی محدثین میں شیخ حسام الدین متقی گجراتی، شیخ محمد بن طاہر پٹنی گجراتی صاحب مجمع بحار الانوار، غریب احادیث کے موضوع پر لکھی جانے والی ایسی نایاب تصنیف ہے جس کا مسلمانوں کے پوری علمی میراث میں کوئی جواب نہیں۔

اس کے بعد فضل ایزدی نے ہندوستان کو ایک ایسی ذات سراپا برکات

نوازا جس کے سر اس ملک میں علم حدیث کے ازدہار وانتشار کا سہرا بندھتا ہے اور وہ ذات منبع خیرات ستودہ صفات حضرت محقق علی الاطلاق ومحدث الہند بالاتفاق شیخ عبد الحق دہلوی متوفی ۱۰۵۳ھ کی ہے۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ علم حدیث میں درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں بلکہ درس حدیث کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا جس نے اس فن منیف اور علم شریف کو ملک کے گوشے گوشے میں پہنچادیا اور ہندوستان میں مسلم حکومت کے خاتمے تک قائم رہا۔ آپ کی تعلیمات وتصنیفات اور سلسلہ تدریس نے ایک طرف اکبری الحاد اور حکمرانوں کے فساد کا مقابلہ کیا اور دوسری طرف سواد اعظم کی فکری وعملی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ برصغیر کا سواد اعظم جس مسلک کی اعتقادی اور عملی طور پر اتباع کر رہا ہے اس کی بنا شیخ محقق نے ہی ڈالی ہے اور اس کے تمام اصول وفروع اعتقادی ہوں یا عملی شیخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔

شیخ عبدالحق کے بعد ملک کے گوشے گوشے میں علم حدیث سے شغف رکھنے والوں کی معتد بہ تعداد ملتی ہے جن میں شیخ کے اولاد وتلامذہ کے علاوہ مسند الہند شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ، خاتم المحدثین سید محمد مرتضی زبیدی بلگرامی متوفی ۱۲۰۵ھ اور شیخ عبدالحئی فرنگی محلی متوفی ۱۳۰۶ھ وغیرہ کی شخصیات نے عرب وعجم اور مشرق ومغرب میں شہرت وقبولیت حاصل کی۔

ان چار صدیوں میں علم حدیث کی خدمت اور تصنیف وتدریس میں علمائے ہند کا حصہ سب سے نمایاں ہے اس کا اعتراف اہل عرب نے بھی کیا ہے۔ شیخ رشید رضا منشی مجلہ "المنار" مفتاح کنوز السنۃ کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ: "لولا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث لقضى عليها بالزوال من امصار الشرق فقد

ضعفت في مصر والشام والعراق والحجاز"۔ [ہمارے ہندوستانی علما برادران نے اگر علوم حدیث کی طرف توجہ نہ کی ہوتی تو وہ مصر وشام اور عراق وحجاز کی طرح مشرقی ممالک میں بھی زوال پزیر ہوجاتے، مترجم غفرلہ]

خدمت حدیث شریف کے زریں سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب بھی ہے واضح رہے کہ اس کا موضوع عقائد واحکام نہیں بلکہ تصوف اور تزکیۂ نفس واخلاق ہے اور اس نقطۂ نظر سے اس کتاب کو دیکھنا چاہیے۔ علماء نے ایسے موضوعات پر لکھی جانے والی کتابوں میں ہمیشہ تسہیل اور نرمی کا موقف اختیار کیا ہے روایت کے اعتبار سے ہو یا درایت کے اعتبار سے ہو۔ اور اسی نقطۂ نظر کو پیش نظر رکھ کر محقق کتاب نے ترجمہ وتحقیق کا کام کیا ہے۔ ترجمہ بے حد شستہ اور سلیس ہے۔ کہیں کہیں قوسین میں توضیحی عبارتوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اشعار کا ترجمہ بے حد وقت طلب ہوتا ہے مگر وہ اس مہم سے بھی سرخرو ہوکر نکلے ہیں۔ تخریج کا کام انھوں نے جس عرق ریزی اور جگر سوزی کے ساتھ کیا ہے اس پر ان کی جتنی ستائش کی جائے کم ہے، اس کام کے لیے انھوں نے پورے اسلامی مکتبے کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے اتنے کثیر اور کثیر الجہات مآخذ تک رسائی حاصل کرنا بڑے صبر کا متقاضی ہے۔ میں دل کی گہرائی سے عزیز القدر مولانا عبدالخبیر اشرفی مصباحی کو اس کام بلکہ کارنامے پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ علم وتحقیق اور بحث ونظر کا ان کا یہ سفر جاری رہے۔

والله الهادي له زوادي وعليه اعتمادي في مبدائي ومعادي وصلى الله تعالى وسلم على خير خلقه سيدنا محمد وآله واصحابه ومن سار على دربه ونسج على منواله الى يوم الدين۔

اپنی بات

"**انیس الغربا**" قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، نورقطب عالم حضرت شیخ نورالحق ابن شیخ علاء الحق پنڈوی علیہا الرحمہ کی نادر ونایاب تصنیف ہے- اس تصنیف لطیف میں آپ نے چند حدیثوں کی صوفیانہ تشریح فرمائی ہے اور یہ تشریحات انیقہ خود آپ کی طبع زاد ہیں- آپ نے تصوف ومعرفت کے باریک مسائل کو تشبیہات وامثال کی روپ میں ایسا سہل بنادیا ہے کہ عام قاری انھیں باآسانی سمجھ سکتا ہے- دقیق و پیچیدہ مسائل کو عمدہ صفائی وستھرائی کے ساتھ سلجھا کر بیان کیا ہے- زندگی وموت، حشر ونشر، حساب وکتاب اور جنت ودوزخ کی منزلوں کو خوب صورت انداز میں تحریر کا جامہ پہنایا ہے- رضائے الٰہی کی جستجو اور دنیائے فانی کی ناپائیداری کو نہایت دل پذیر انداز میں بیان کیا گیا ہے- دنیائے فانی کی خساست ورذالت اور دنیا طلب انسانوں کو وعظ ونصیحت کرنے کے لیے حکمت ودانائی سے بھرپور طریقہ اختیار کیا گیا ہے- احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر سے علم وحکمت کے ایسے آبدار موتیوں کو کھنگال نکالا گیا ہے جن کی چمک دمک سے دل ودماغ روشن ہوتے ہیں- اصل کتاب فارسی زبان میں ہے- مطبع گلزار احمدی مراد آباد میں ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء کو چھپی ہے- یہ رسالہ کتنی بار زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے فقیر کے علم نہیں آسکا- البتہ اس کا ایک نیا ایڈیشن ۲۰۱۰ء میں ایران سے شائع ہوا ہے- جسکا اشتہار ہندوایران سے متعلق علمی وادبی مواد کو شائع کرنے والی ویب سائٹ www.hindiran.com میں دیا گیا ہے- ترجمہ کے لیے فقیر کے پیش نظر مطبع گلزار احمدی والے ایڈیشن کا عکس ہے-

انیس الغربا کا یہ عکس شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف

اشرفی جیلانی [عرف قادری میاں] مدظلہ العالی سربراہ اعلی مخدوم اشرف مشن شریف ضلع مالدہ نے ترجمہ کے لیے آج سے تقریبا چار سال پہلے عنایت فرمایا۔ دو مہینے کے اندر ترجمہ کا کام مکمل ہوگیا- بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت شیخ طریقت مد العالی نے فقیر کے علاوہ اور بھی علمائے کرام کو ترجمہ نگاری کے لیے یہ رسالہ عنا کیا ہے- اپنی کم مائیگی کا خیال کرتے ہوئے میں نے اس کام کو پس انداز کردیا- لیکن ایک ملاقات میں حضرت شیخ طریقت مدظلہ العالی نے کرم فرمایا اور ترجمہ کا حا دریافت کیا- حضرت موصوف کے اس دریافت حال نے میری حالت بدلی، حوصلہ اور پھر سے اس کام کی طرف توجہ مبذول کیا- اپنا کیا ہوا ترجمہ اپنے ہم درس و تدریس حضرت مولانا عبدالودود مصباحی صاحب جن کی فارسی زبان اچھی ہے کو پڑھ کر سنانا شروع کیا اور انھوں نے ترجمہ کا اصل کتاب سے موازنہ کیا- مختلف جگہوں حذف واضافہ کیا گیا اور مختلف جگہوں پر لفظوں کو حسن دیا گیا- اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو دارین میں انکے اس نیک عمل کا بہترین بدلہ عطا فرمائے-

ترجمہ کی تکمیل کے بعد اس کی کمپوزنگ کا مسئلہ آیا، خود ہی کمپوز کرنا شر کیا- درس وتدریس اور آفس کے امور کی ذمہ داریوں کے ساتھ تقریری پروگرام کی مصروفیتوں کی وجہ ترجمہ سے زیادہ کمپوزنگ میں ٹائم لگ گیا- جب کمپوزنگ مکم ہوئی تو پروف ریڈنگ کے بغیر ہی اس کی ایک کاپی میرے مربی ومشیر حیات، لسانیات حضرت علامہ ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی جیلانی کو e-mail کردیا اور اص کتاب کا عکس رجسٹری ڈاک سے حیدرآباد روانہ کیا- حضرت نے کام د اظہار مسرت فرمایا اور احادیث کریمہ کی تخریج کا حکم صادر کیا- حضرت کا حکم معق تھا- مگر اس کے لیے وسائل، وقت اور علم تینوں چیز کی ضرورت تھی- جن سے فقیر داماں تھا- آخرکار حضرت کے حکم کی تعمیل کے لیے انھیں کی ہدایت پر عمل کیا، انٹر

عظیم شخصیت کی کتاب کے ترجمہ کے لیے مجھ جیسے حقیر سراپا تقصیر کا انتخاب کیا اور اپنے محبوب ادارہ "مخدوم اشرف مشن" کے شعبۂ نشر واشاعت سے اسکی طباعت کا حکم صادر فرمایا، ساتھ ہی ماہر لسانیات حضرت علامہ ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبدالودود مصباحی صاحب قبلہ کا بھی ہم شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ترجمہ کی تصحیح میں اپنا قیمتی وقت دیا بلکہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے تو قدم قدم پر رہنمائی فرمائی اور اپنے مصروف ترین اوقات میں سے تھوڑا سا وقت اس حقیر سراپا تقصیر کی گزارش پر نکال کر ایک اعلیٰ مضمون اس کتاب کے لیے رقم فرمایا۔ جس سے مترجم غفرلہ اور ترجمہ دونوں کی قدر میں اضافہ ہوا۔ حضرت علامہ مفتی عبدالقدوس اشرفی مصباحی صدر المدرسین مخدوم اشرف مشن، حضرت مولانا الفت حسین جامعی اشرفی اور اساتذۂ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف بھی ہماری طرف سے بہت بہت شکریے کے مستحق ہیں کہ ان حضرات نے رسالہ کو حوالۂ پریس کرنے سے پہلے اصل کتاب کے ساتھ موازنہ کیا اور بڑی ژرف نگاہی سے اسکی املا و کتابت کی غلطیوں کی اصلاح فرمائی۔ اللہ عزوجل ان سب کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ و أزواجه و ذریته کما صلیت علی سیدنا إبراهیم وعلی آل إبراهیم إنك حمید مجید۔

عبدالخبیر اشرفی مصباحی
پرنسپل مدرسہ عربیہ اہل سنت منظر اسلام
التفات گنج، امبیڈکر نگر، یو. پی.
سابق پرنسپل وسپروائزر
مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ بنگال

آبائی وطن
مہاں خاں، بوڑھی جاگیر
اسلام پور، اتر دیناجپور، بنگال

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ - ایک تعارف

پس منظر: ہندوستان کا قدیم ومشہور صوبہ مغربی بنگال کا ضلع مالدہ کئی اعتبار سے مشہور و معروف ہے۔ آم اور ریشم کی تجارت میں یہ شہر عالمی شہرت کا حامل ہے سیاسی میدان میں بھی اس کا قد بہت اونچا ہے، لیکن اس شہر کو دائمی شہرت جس چیز سے حاصل ہوئی وہ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کا ورود مسعود ہے۔ اس مشہور ومعروف شہر سے تقریباً ۱۷ر کیلومیٹر کے فاصلہ پر بنگال و بہار کو جوڑنے والی قومی شاہراہ نمبر ۳۴ر کے کنارے پنڈوہ شریف آباد ہے۔ یہاں سب سے پہلے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کے خلیفہ اعظم حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقت وتصوف کی شمع فروزاں کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس شمع نے پورے علاقے کو روشنی کا مینارہ بنا دیا اور آنے والی نسلوں کے لیے ایسے راہنما خطوط ونشانات چھوڑ گئے جو آج بھی لوگوں کی رہنمائی کے لیے تاباں وتابندہ ہیں۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روشن کردہ شمع کی لو جب مدھم پڑنے لگی تو حضرت سلطان الاولیاء سیدنا سرکار نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس میں رنگ و روغن چڑھانے کے لیے اپنے خلیفۂ خاص حضرت شیخ سراج الدین عثمان نظامی چشتی علیہ الرحمہ کو "آئینۂ ہند" بنا کر بھیجا، پھر کیا تھا سہروردی چراغ میں چشتی رنگ وروغن نے وہ ضیا پاشی کی جسکی کرنیں ہندوستان سے دور سات سمندر کے پار پہنچی اور سمنان وایران کا تاجدار حسنی سادات کا قافلہ سالار سیدنا سرکار اوحد الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت بھی اس ضیا کے گرد منڈلانے کو اپنے لیے سعادت مندی وفیروز بختی سمجھنے لگی اور مختلف اوقات میں بار

سال تک انکی روشنی سے مستفید و مستنیر ہوتی رہی-یہ عظیم الشان چراغ جس ذات والاصفات کے دم قدم سے روشن تھا ان کو دنیا مخدوم العالم گنج نبات شیخ علاء الحق والدین ابن عمر ابن اسعد لاہوری کے نام سے جانتی پہچانتی ہے-حضرت خضر علیہ السلام نے انھیں اپنا دوست مانا ہے انکی ولایت کو لانہایت، انکی عنایت کو بے غایت انکے سراپا کو خُلق محمد کہا ہے-چنانچہ حضرت محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے اشرف! اگر تختِ سلطنتِ دیدارِ خدا چاہتے ہو اور گل مقصود، گلزار معبود سے چننے چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندوستان کی طرف رخ کرو کہ وہاں میرے دوستوں میں سے ایک دوست رہتے ہیں، انھیں کے باغ ولایت سے تمہارا گل مقصود ملے گا، انکی ولایت لانہایت سے عالم بھرا ہوا ہے اور انکی عنایت بے غایت کی مقراض، عالم اور بنی آدم سے گمراہی کو تراش رہی ہے-گروہ اخیار انکو صاحب قدم کہتے ہیں اور گروہ ابرار انکو واجب قدم کہتے ہیں اور اوتادان کو یحی صادق کہتے ہیں اور ابدال انکو عیسیٰ نفس کہتے ہیں اور اصحاب وجدان اور ارباب عرفان انکو شیخ علاء الحق والدین گنج نبات اور بعض آدمی شیخ علاء الدین تل کہتے ہیں، عالم ملکوت میں انکو موسیٰ آثار کہتے ہیں اور عالم جبروت میں انکو خلیل انوار کہتے ہیں اور عشاق انکو یوسف ثانی کہتے ہیں جبکہ میں خضر انکو خلق محمد کہتا ہوں'' [۱] حضرت شیخ مخدوم العالم کے والد محترم حضرت عمر کی شخصیت بھی نہایت دین دار پرہیزگار تھی، سیاست کے میدان میں بھی ان کا قد بہت اونچا تھا-بادشاہ وقت کے آپ وزیر مالیات تھے-

جائے پیدائش: حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی پیدائش مالدہ شہر کی مشہور و معروف زیارت گاہ پنڈوہ شریف میں ہوئی-پنڈوہ شریف کو تاریخ

[۱] شیخ المشائخ علی حسین اشرفی میاں، صحائف اشرفی، حصہ اول، ص: ۱۰۷، ۲۰۷، مطبوعہ دار العلوم محمدیہ مینارہ مسجد ممبئی

نگاروں نے مختلف ناموں سے یاد کیا ہے؛ کسی نے پڑوا، کسی نے پروا، اور کسی نے پانڈا لکھا اور کسی نے پنڈوہ لکھا ہے-بنگال میں پنڈوہ نام کی دو جگہیں ہیں ایک ضلع ہگلی میں اور دوسری ضلع مالدہ میں-اور دونوں جگہوں میں ''آثار قدیمہ'' ہیں لیکن ضلع مالدہ میں واقع پنڈوہ شریف کو بزرگوں کی پابوسی کا شرف زیادہ حاصل ہے، اس لیے بعض وقائع نگاروں نے اس پنڈوہ کو ''حضرت پنڈوہ'' کے نام سے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے-لیکن اب عوام میں ''پنڈوہ شریف'' کے نام سے مشہور و معروف ہے-اس شہر مقدس کی اہمیت کا پتہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے کبھی اس کی طرف پاؤں نہیں پھیلایا، کبھی اس شہر میں بول و براز نہیں کیا-چنانچہ شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''حضرت محبوب یزدانی جس تاریخ سے حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نبات سے شرف ارادت حاصل کیا سفر و حضر میں کبھی مرشد کے شہر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے اور نہ کبھی اس طرف رخ کر کے تھوکا، اگرچہ سرحد ولایت مغرب میں دو ہزار کوس کی مسافت طے کی ہوتی تو بھی شہر مرشد ملحوظ خاطر رکھتے تھے-بارہ برس متفرق طور سے درگاہ عالم پناہ حضرت مخدومی مرشدی میں قیام فرما ہوئے تھے، کبھی سرزمین شہر جنت آباد عرف پنڈوہ شریف میں پاخانہ پیشاب کو نہیں گئے''-[۱]

پیدائش: مخدوم العالم مرشد غوث العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا دربار مرد و عورت، امیر و غریب، عالم و جاہل سب کے لیے مرجع و حاجت روا تھا-ایک دن کا واقعہ ہے کہ دربار لگا ہوا ہے، لوگ ہاتھ باندھیں کھڑے ہیں، اپنی اپنی عرضیاں پیش کر رہے ہیں، حضرت شیخ علیہ الرحمہ ضرورت مندوں کی

[۱] صحائف اشرفی مرجع سابق، حصہ اول ص: ۱۴۳، ۱

ضرورتیں سماعت فرمارہے ہیں اور ان کا حل پیش کررہے ہیں، ایک خاتون لباس حیا میں ملبوس، حاجت مندوں سے الگ تھلگ کھڑی ہیں اور یہ منظر دیکھ رہی ہیں، حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی نگاہ التفات جب اس پر پڑی، تو فرمایا: محترم خاتون تم بھی اپنی ضرورت بیان کرو، کس مقصد کے لیے آئی ہو، کیا چاہتی ہو، بلاخوف وخطر حال دل بیان کرو، تمہاری ضرورت انشاء اللہ پوری کی جائے گی- اس خاتون نے کہا: حضور کے دربار میں خودنہیں آئی، بغداد سے بھیجی گئی ہوں- مجھے بشارت دی گئی ہے کہ اس مقدس سرزمین پر ایک چمکتا ستارہ نمودار ہونے والا ہے، اسکی نگاہ داشت وپرورش مجھے سپرد کی گئی ہے- اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد ہی حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ جلوہ آرائے عالم ہوئے، آپ کی ولادت کے بعد آپ کی والدۂ محترمہ کا وصال ہوگیا اور حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی پرورش ونگاہ داشت اس بغدادی خاتون کی سپردھوئی -فارسی وار دوزبان میں لکھی گئی تاریخ کی معتبر کتابوں میں اگر چہ اس بغدادی خاتون کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا- مگر بنگلہ زبان کے بعض تذکرہ نگاروں اس کا ذکر اپنی تالیفات میں کیا ہے-[۱] بتاتے ہیں کے اس بغدادی خاتون کا مقبرہ درگاہ شریف کے احاطہ میں میٹھا تالاب کے مغربی کنارے پر واقع ہے-

حضرت شیخ نور قطب عالم کی تاریخ پیدائش تلاش بسیار کے بعد بھی راقم کو دریافت نہ ہوسکی [تلاش جاری ہے] البتہ وقائع نگاروں نے سن ولادت ۷۲۲ھ ہجری مطابق ۱۳۲۲ء عیسوی درج کیا ہے- محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ نے اخبار الاخیار میں صرف ہجری سن درج فرمایا ہے- عیسوی سن ہم نے بنگلہ زبان کی تصنیفات سے لیا ہے-[۲]

---

[۱] دیکھیے: محمد بجل رحمٰن کرمانی، نور الحق والدین، ص:۱، ۲۰۰۲ء مطبوعہ خانقاہ کرمانیہ بیر بھوم [۲] دیکھیے: محدث عبدالحق دہلوی، اخبار الاخیار قسط سوم، ص:۵۹ مطبوعہ دانش بک ڈپو دیو بند-

نام ونسب اور القاب وآداب: حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے القاب وآداب نام ونسب کے سلسلے میں حضرت شیخ عبدالرحمان چشتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: ''آپ کا اصلی نام شیخ احمد اور لقب نور الحق ہے، آپ کے والد کا نام شیخ عمر اور لقب علاء الحق ہے، آپ کے دادا کا نام شیخ عمر ابن اسعد لاہوری ہے- آپ کو شیخ نور قطب عالم کہتے ہیں کیوں کہ آپ سرحلقۂ اقطاب تھے- آپ بڑے عالی مقام بزرگ تھے، غایت سوز ودرد سے آپ پر ہر وقت گریہ جگر سوز طاری رہتا تھا، ذوق سماع میں آپ کو بے انتہاء شوق تھا، تربیت مریدین اور انکے معاملات حل کرنے میں آپ بے نظیر تھے- ابتدائے حال سے انتہا تک آپ اپنے والد کے مرید وخلیفہ اور جانشیں رہے''-[۳]

تعلیم وتربیت- حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ حصول علم کے لیے اپنے والد محترم کی خانقاہ سے کبھی باہر نہیں گئے- مکمل تعلیم ظاہری وباطنی اپنے والد محترم شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کی خانقاہ میں رہ کر ہی تحصیل فرمائی اور اپنے ہم عصر علماو مشائخ پر تفوق لے گئے- آپ کے تبحر علمی کا اندازہ آپ کی اس تحریر دل پذیر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جسے آپ نے اپنی کتاب ''انیس الغرباء'' کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے: ''چند معانی کہ دریں احادیث بدل کباب خود یافتم نہ درکتاب شارحان دیدم ونہ از استادان شنیدم درقلم آرم''[۱] احادیث کریمہ کے چند معانی، جنھیں میں نے خود اپنے جلے ہوئے دل میں محسوس کیا ہے، سپرد قرطاس کردیا ہے، ان معانی وبیان کو نہ شارحین احادیث مبارکہ کی کتابوں میں دیکھا ہے اور نہ ہی اساتذہ سے سنا ہے''

احادیث مبارکہ کے وہ کون سے معانی ہیں جنھیں حضرت شیخ نور قطب عالم

---

[۳] شیخ عبدالرحمٰن چشتی، مرآۃ الاسرار ص:۱۱۶۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور- [۱] انیس الغربا ص:۳۰ مطبوعہ گلزار احمدی مراد آباد سن اشاعت ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء-

علیہ الرحمہ نے اپنے قلب وذہن سے استنباط کر کے سپرد قرطاس کیا ہے، اس کا علم تو آپ کو زیر نظر رسالہ کے مطالعہ کرنے سے ہوگا۔ ان معانی مبارکہ کے فوائد واثرات کیا مرتب ہو سکتے ہیں اسے خود حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔"شاید کہ کسے راز مطالعہ ایں اوراق آتش فراق بیفزاید وجذبہ حقش برباید وکلید سعادت وتوفیق بدستش آید وقفل شقاوت غفلت از دلش بکشاید ودرو بحق آرد وپشت بدنیا کند وسر در میدان عشق چوں گوی انداز دو پا در راہ طلب مردانہ بنہد از بند ماسوی اللہ رہد واز شر نفس خود جہد وما التوفیق الا باللہ" [۲] امید ہے کہ ان اوراق کا مطالعہ کسی [عاشق زار] کی آتش فراق کو تیز کر دیگا، اس کے جذبۂ حق کو ابھار دیگا، سعادت مندی وتوفیق الٰہی کی کلید اس کے ہاتھ آجائیگی۔ اس کے دل کی غفلت وبدبختی کا تالا کھل جائیگا،۔ وہ اپنا رخ جانب حق کرلے گا، دنیا سے روگرداں ہوجائیگا، سر میدان عشق میں گیند کی طرح رکھ دیگا، پاؤں راہ طلب میں مردانہ وار اس طرح بڑھائے گا کہ غیر اللہ کے فکر وخیال سے چھٹکارہ پاجائیگا اور نفس امارہ کے شر سے محفوظ ومامون ہوجائے گا۔

فرض نمازوں کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا مسلمانوں میں زمانۂ قدیم سے رائج ہے۔ ہمارے ہندوستان کی اکثر مساجد میں خصوصاً نماز فجر وعصر کے بعد مسلمان ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس مصافحہ میں کیا راز ہے؟ اس حکمت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت شیخ نور قطب عالم بیان فرماتے ہیں کہ:"اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا ہے تو وہ اپنے دوستوں سے مصافحہ کرتا ہے اور درویش جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اس میں اس قدر مستغرق ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور جب نماز ختم کرتا ہے تو گویا اس نے باطنی سفر طے کرلیا

[۲] نفس مرجع نفس صفحہ۔

اور نماز میں سلام پھیرنے کے بعد اس کو اپنا شعور ہونے لگتا ہے اس لیے مشائخ باہم یکے دیگر سلام ومصافحہ کرتے ہیں" [۱]

مذکورہ اقتباسات سے اہل نظر بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کا علم صرف "علم الاحکام" نہیں تھا بلکہ آپ علم الاحکام کے ساتھ ساتھ "علم الاسرار" میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔ احکام شرع کے اسرار ورموز کو اس قدر سہل وآسان انداز میں بیان کرنے پر قدرت رکھتے تھے کہ کم علم اور عام انسان بھی اسے باآسانی سمجھ سکے۔

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد مرشد کامل نے نفس کشی کے لیے خانقاہ معلّٰی اور لنگر خانہ کی ذمہ داری آپ کے سپرد فرمائی تقریباً آٹھ سالوں تک آپ نے لنگر خانے کا انتظام انصرام سنبھالا۔ اناج وغلہ فراہم کرنے، جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر لانے کا کام آپ خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے تھے۔ اس طرح آپ نے آٹھ سالوں تک فقراو مساکین اور قلندر ودرویشوں کی خوب ضیافت فرمائی۔ پھر والد محترم نے خانقاہ معلّٰی میں علم حاصل کرنے والے علماء ومشائخ اور درویش مہمانوں کی خدمت آپ کے سپرد فرمائی، انکے وضو وغسل، پیشاب وپاخانہ کے لیے پانی مہیا کرنا، سردیوں میں وضو وغسل کے لیے پانی گرم کرنا، انکے کپڑے صاف کرنا اور دیگر ضروریات زندگی کے سامان مہیا کرنا آپ کے ذمہ میں دے دیا گیا۔ اس خدمت کو بھی آپ نے بحسن وخوبی انجام دیا۔ اس دوران مراقبہ ومشاہدہ، ذکر وفکر اور ریاضت ومجاہدہ کی مشق وتمرین بھی ہوتی رہی۔ جب شیخ کو یقین ہوگیا کہ نور الحق راہ سلوک کی شہسواری کے لائق بن چکے ہیں اور معرفت وسلوک کی منزلوں میں پڑاو کرنے کے قابل ہوگئے ہیں

[۱] محدث عبد الحق دہلوی، اخبار الاخیار قسط سوم ص:۶۱ مطبوعہ دانش بکڈپو دیوبند، بحوالہ رفیق العارفین از شیخ حسام الدین مانکپوری علیہ الرحمہ۔

تو آپ کو ان خدمتوں سے بری کر دیا گیا، اور آپ راہ سلوک و معرفت کے مکمل طالب ہو گئے۔ اور منازل سلوک کی باریکیوں سے آگاہ ہونے لگے۔ اس راہ طلب میں اپنے مشفق والد حضرت شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ سے حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کتنی نعمتیں حاصل کیے ہوں گے۔ منازل سلوک کی کتنی منزلیں آپ نے طے کی ہوں گی؟ اس کا اندازہ قارئیں مندرجہ ذیل حوالہ سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں۔ ”میرے شیخ نے فرمایا کہ: بزرگان سلف نے اسماء الحسنی کی طرح سلوک کی بھی ننانوے منزلیں مقرر کی ہیں تا کہ سالک ان تمام پر چل کر مکمل ہو سکے اور ہمارے بزرگوں نے سلوک کی پندرہ منزلیں مقرر کی ہیں“ [۱] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے والد محترم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ سے سلوک و معرفت کی ننانوے یا کم از کم پندرہ منزلوں کی تعلیم حاصل فرمائی۔ مگر آپ نے اپنے مریدین و متوسلین کے لیے صرف تیں منزلیں مقرر فرمائی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ: ”اس فقیر نے مختصر کر کے صرف تین منزلیں مقرر کر دی ہیں:

منزل اول یہ کہ خدا کے ہاں حساب ہونے سے پہلے ہی اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا جائے۔

منزل دوم یہ کہ جس کے دو دن برابر رہے [نیکی نہ کرنے میں] وہ خسارے میں ہے۔

منزل سوم یہ ہے کہ فقیر اس طرح عبادت کرے کہ دل کے تمام خیالات ختم ہو جائیں۔

ان تین طریقوں کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ سالک کی اپنی منزل بھی مکمل ہو جائے گی [۲]

[۱] اخبار الاخیار، مرجع سابق، ص: ۵۸۔ [۲] اخبار الاخیار، مرجع سابق، ص: ۵۸، ۵۹۔

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ اپنے مشفق و ولی کامل والد کی تربیت میں رہ کر طریقت و معرفت میں اتنا ممتاز ہوئے کہ اللہ تعالی نے آپ کو ”مقام قطبیت“ پر فائز فرمایا اور بے شمار مخلوق کو آپ کی ذات سے فائدہ پہنچا۔

بیعت و خلافت: حضرت شیخ نور قطب عالم اپنے والد محترم مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہیں سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ اپنے شفیق والد کے وصال کے بعد انکے جانشیں اور صاحب سجادہ ہوئے۔ سجادگی کے معاملہ میں آپکے بھائیوں نے آپ سے نزاع کیا گیا غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی حسن تدبیر سے معاملہ رفع دفع ہوا اور سجادگی آپ کے سپرد ہوئی۔ اس سلسلے میں حضرت شیخ عبد الرحمن چشتی علیہ الرحمہ نے جو تفصیل دی ہے، ہم اسی کو یہاں من وعن نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ: ”صاحب لطائف اشرفی [حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی] فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ کی وفات کے بعد آپ کے دوسرے لڑکوں نے حضرت شیخ نور الحق سے خلافت و سجادگی کے بارے میں جھگڑا کیا اور قصہ بہت طویل ہو گیا، اتفاقاً ان ایام میں میر سید اشرف جہانگیر قدس سرہ اپنے شیخ کے فاتحہ کی خاطر وہاں تشریف لے گئے ان کو معلوم تھا کہ حضرت شیخ کی وصیت کے مطابق شیخ نور الحق حق پر تھے، اس لیے ایک دن آپ شیخ نور الحق کو باہر لے گئے اور ایک پہاڑ کے قریب جا کر فرمایا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت ہرگز نہ چھوڑیں گے، مصلحت یہ ہے کہ کل آپ ان کو یہاں لے آئیں اور ان سے کہیں کہ جو شخص ان پہاڑ کو ہلا دے والد بزرگوار کے سجادہ کا وہی مستحق ہوگا۔ آپ نے ابھی بات ختم نہ فرمائی تھی کہ پہاڑ ہلنے لگا، میر اشرف جہانگیر نے فرمایا کہ: میں ابھی مخدوم زادہ سے بات کر رہا ہوں تو فی الحال ساکن رہ، پہاڑ ساکن ہو گیا۔

دوسرے دن فریقین مع خلقت پہاڑ کے قریب پہنچ گئے، دوسرے فریق کے لوگوں نے جس قدر کوشش کی اور مراقبے کیے پہاڑ میں کوئی جنبش نہ ہوئی لیکن جوں ہی شیخ نور الحق نے اشارہ کیا پہاڑ کو جنبش ہوئی اور چلنے لگا، اسی دن سے مخالفت ختم ہوگئی اور آپ تربیت مریدین میں مشغول ہوگئے، سلاطین وقت اور بہت لوگ آپ کے گرد جمع ہونے لگے اور آپ کی شہرت مشرق سے مغرب تک پھیل گئی- ان کمالات کے باوجود آپ سجادہ پر نہیں بیٹھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کا حق ادا نہیں کرسکتا- سجادہ کا حق یہ ہے کہ جو اس پر بیٹھے اسے دائیں بائیں نہیں دیکھنا چاہیے"[۱]

شیخ المشائخ مولانا الشاہ الحاج سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے اسی طرح کا ایک واقعہ آپ کی قطبیت سے متعلق اپنی کتاب "صحائف اشرفی" میں درج کیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعہ بھی یہیں درج کر دیا جائے، ممکن ہے کہ ایک ہی نوعیت کے یہ دونوں واقعے الگ الگ موقعوں پر واقع ہوئے ہوں-

مقام قطبیت پر فائز ہونا

غوث العالم حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے پنڈوہ شریف کی سرزمین پر مختلف اوقات میں بارہ سال گزارے، اتنی لمبی مدت میں آپ نے اپنے شیخ کامل سے کیا کیا حاصل کیا، حیطہ تحریر میں نہیں آسکتا- البتہ شیخ نے اپنے اس چہیتے مرید کو اطلاع دے دی تھی کہ اللہ عز و جل انکو "غوثیت" کا مقام عطا فرمائے گا- چنانچہ شیخ نے اپنے مرید خاص سے ایک دن بشارت کے ساتھ ساتھ شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے لیے "مقام قطبیت" کی وصیت فرمائی جس کو حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر نے خود بیان فرمایا، چنانچہ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت محبوب یزدانی نے

[۱] مرأۃ الاسرار، مرجع سابق، ص:۱۱۶۹، ۱۱۷۰-

فرمایا: حضرت سیدی و مخدومی و مرشدی کی ملازمت اور خدمت کے زمانے میں آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ: فرزند اشرف! جب اللہ تعالی آپ کو شرف تاج غوثیت سے مشرف فرمائے تو اپنے بھائی فرزند نور کے لیے قطبیت کی کوشش کرنا"-[۱]

ولایت بنگال کے قطب کا جب انتقال ہوگیا تو دوسرے قطب کی تقرری کے سلسلے میں محبوبان خدا جو اس امر کے حامل ہیں کی رائیں مختلف ہوگئیں بعض نے حضرت شیخ شرف الدین علیہ الرحمہ کے بارے میں کہا اور دیگر بعض نے حضرت شیخ نور الحق کے بارے میں رائے دی- حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی خواہش تھی کہ مخدوم زادہ نور الحق کے سر قطبیت کا تاج سجایا جائے- آگے کا حال حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی تحریر میں پڑھئے لکھتے ہیں کہ: "حضرت مخدوم کے انتقال کے بعد ایک مدت گزر گئی کہ ولایت بنگالہ کا قطب انتقال کر گیا اور میں [میر سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ] نے سرہنگان بارگاہ سبحانی اور سرداران درگاہ ربانی اہل خدمت کو جمع کیا تا کہ باہمی اتفاق سے مرشد زادہ حضرت نور کو تاج قطبیت سے مشرف کریں، بعض دانش مندوں نے قطب کی دلیل طلب کی، اس فقیر نے حضرت مخدوم زادہ سے کہا کہ ان کی درخواست پوری کیجیے اور کلمے کی انگلی سے پہاڑ کو اشارہ کیجیے کہ وہ چلا آوے اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی کے فرمانے کے موافق مخدوم زادہ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا کہ: یہاں آ! پہاڑ جلدی سے چلنے لگا، لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اسکو دیکھا، ادب سے سر کو زمین پر رکھ دیا"[۱]

اسی صحائف کے صفحہ ۳۷ ر پر ہے کہ "جس وقت حضرت مخدوم زادہ کو قطبیت کا عہدہ عطا ہو رہا تھا، بارگاہ خداوندی کے بعض نوابوں کی رائے تھی کہ شیخ

[۱] صحائف اشرفی، مرجع سابق، ص:۱۳۶-

شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اس شرف سے مشرف کریں مگر شیخ شرف الدین کو عجیب بے قراری ہوئی، ایک رات خانقاہ میں پھرتے تھے اور اس پر ہمت اور کوشش قائم کی کہ اگر اس مرتبہ اس بار کو دوسرے پر ڈالیں تو بہتر ہو، ایک ساعت کے بعد ان کی بے چینی فرو ہوئی بعض اصحاب نے بے چینی کے ساتھ ٹہلنے کی وجہ پوچھی، فرمایا کہ: آج کے دن عہدۂ قطبیت کو بعض لوگ چاہتے تھے کہ میرے سپرد کریں اور میں اس سے الگ رہنا چاہتا تھا، الحمدللہ کہ بھائی نور قطب عالم نے اس بار کو اٹھالیا"۔

مذکورہ اقتباسات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ "مقام قطبیت" کتنا اونچا ہے، جلیل القدر اولیا بھی اس بار کو اٹھانے سے گریز کرتے ہیں۔ اور شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کا مقام کتنا بلند ہے کہ انھوں نے اس عظیم بار کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا۔ انکی رفعت ومنزلت کو سلام!۔

شیخ نور قطب عالم اور غوث العالم کے تعلقات۔

مذکورہ سطور کے مطالعہ کے بعد قارئین پر بخوبی عیاں ہو گیا ہوگا کہ حضرت شیخ نور قطب عالم کی سجادگی اور مقام قطبیت پر انکی تقرری میں غوث العالم حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا کتنا بڑا تعاون رہا ہے! اس قسم کا تعاون وفیضان زندگی کے ہر اہم اور مشکل مرحلہ میں تھا۔ کیوں کہ حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے لیے حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کی ذات "مربی ثانی" کی حیثیت رکھتی تھی۔ حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کو جب بھی کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کی طرف توجہ فرماتے تھے۔ گھریلو، سماجی، سیاسی اور دینی ومذہبی ہر اہم مسئلہ میں حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کی شخصیت حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے لیے مشیر اعلی کی حیثیت رکھتی تھی۔ چنانچہ سرزمین بنگال میں

برسوں سے حکومت سنبھالنے والے سلطان حاجی الیاس المقلب بہ سلطان شمس الد بھنگڑہ کے خاندان کے آخری چشم وچراغ سلطان شمس الدین کی ۷۸۸ھ میں ج وفات ہوئی۔ اور انکے بعد صحیح جانشیں نہ ہونے کی وجہ سے اس خاندان سے حکومت خاتمہ ہوا تو مسلمانوں کی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس وقت کے ایک بڑ زمین دار راجا گنیش نے حکومت پر حملہ کردیا اور سلطنت پر قبضہ حاصل کرلیا۔ اس اپنے دور حکومت میں مسلمانوں کو ذہنی وجسمانی تکلیفیں دینا شروع کیا اور جہاں تک ہوسکا اسلامی شعائر کو نیست ونابود کرنے کے درپے ہوا۔ ان حالات سے کبیدہ خا ہوکر مسلمان ترک وطن کرنے پر مجبور ہوئے اور بنگال چھوڑ کر دوسری جگہ پناہ شروع کی۔ مسلمانوں کی اس حالت زار کو دیکھ کر حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحم دردمند دل دھڑک اٹھا اور غوث العالم حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کی روحانی سے امداد طلب فرمائی۔ حضرت مخدوم پاک کے اشارہ سے آپ نے والیٔ جون سلطان ابراہیم شرقی کو مکتوب روانہ کیا۔ اس طرح اللہ عزوجل نے اپنے فضل خاص حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے فیضان کرم سے راجا گنیش کو اسکے انجام ت پہنچایا۔ چنانچہ صاحب مرآۃ الاسرار اس واقعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طر ہیں "ایک ہندو راجا گنیش نے حملہ کرکے مملکت پر قبضہ کرلیا اور اہل اسلام کو سخت تکلیف دی چنانچہ مسلمان وہاں سے بھاگنے لگے۔ اس کا ظلم اس حد تک تھا کہ شیخ نور قطب ع نے تنگ آکر سلطان ابراہیم والیٔ جونپور کے ہاں شکایت کا خط لکھا اور حضرت میر جہانگیر سمنانی سے روحانی امداد طلب کی، چنانچہ گنیش فوت ہوگیا اور اسکے لڑکے اسلام قبول کرکے سلطان جلال الدین کا لقب اختیار کیا اور سلطنت کی باگ سنبھالی، اس نے شیخ نور قطب عالم سے بیعت کرلی اور ساری عمر معتقد رہا اور

سال حکومت
حضـ
وتکریم اس طر
ہمہ وقت آپ
آپ کا تعلق گھ
اور اولاد حضرت
السلطنت ہوکر
اپنا تعلق وابستہ
تھی کہ آپ
نور قطب عالم
اولاد سے بھی ز
نور قطب عالم
تھے جن کی بنا
اشرف جہانگیر

ریاضت و

ورسول کی محبت
ہوتے ہیں، محبو
پر فائز ہوتے ہیں
الرحمہ فرماتے ہیں

(۱) مرآۃ الاسرار نفس مر

مقلب بہ سلطان شمس الد
الدین کی ۷۸۸ھ میں ج
ے اس خاندان سے حکومت
ے اس وقت کے ایک بز
ر قبضہ حاصل کرلیا۔ اس
ینا شروع کیا اور جہاں
ان حالات سے کبیدہ خا
چھوڑ کر دوسری جگہ پناہ
شیخ نور قطب عالم علیہ الرح
نان علیہ الرحمہ کی روحا
سے آپ نے والئ جون
جل نے اپنے فضل خا
راجا گنیش کو اسکے انجا
ی ڈالتے ہوئے رقم
یا اور اہل اسلام کو سخت
عد تک تھا کہ شیخ نور قطب
ی کا خط لکھا اور حضرت
ت ہوگیا اور اسکے لڑ
کیا اور سلطنت کی باگ
ر ساری عمر معتقد رہا

سال حکومت کرنے کے بعد ۸۱۲ھ میں فوت ہوگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ'' [۱]

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کی تعظیم وتکریم اس طرح کرتے تھے جس طرح لوگ اپنے مربی ومرشد کی تعظیم کرتے ہیں۔ ہمہ وقت آپ کی رضامندی وخوشنودی کے جویاں رہتے تھے۔ اسکی ایک وجہ تو یہ تھی کہ آپ کا تعلق گھرانۂ رسول کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم تھا۔ آپ آل حسنین کریمین اور اولاد حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ تارک السلطنت ہوکر راہ سلوک کے متلاشی ہوئے تھے۔ دنیا چھوڑ کر خالق دنیا سے آپ نے اپنا تعلق وابستہ کیا تھا اور یہ یقیناً قابل قدر ولائق احترام کارنامہ تھا اور سب بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی والدی بزرگوار حضرت شیخ نور قطب عالم کے چہیتے اور محبوب مرید وخلیفہ تھا۔ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ آپ کو عزیز رکھتے تھے۔ والد گرامی کے وصال کے بعد حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے مربی ونگہدار آپ ہی کی ذات گرامی تھی۔ یہی وہ وجوہات تھے جن کی بنا پر حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی تعظیم وتکریم اپنے پیر ومرشد کی طرح کی کرتے تھے۔

ریاضت ومجاھدہ عبادت وبندگی، تقوی وپرہیزگاری، اتباع سنت، اللہ ورسول کی محبت، یہ ایسے عام صفات ہیں جو تقریباً ہر صادق وکامل مومن کے اندر موجود ہوتے ہیں، محبوبان خدا کے رتبے اس سے سوا ہوتے ہیں۔ وہ درجات کی آخری بلندی پر فائز ہوتے ہیں اور تقوی کی آخری منزل ان کا مقصود ہوتا ہے۔ امام بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں '' تقوی کے تین مراتب ہیں (۱) شرک سے پاک ہوکر ہمیشگی کے

[۱] مرأۃ الاسرار، نفس مرجع ص: ۱۰۱۸۔

عذاب سے بچنا (۲) ہر اس چیز سے اجتناب کرنا جو گناہ میں ملوث کرنے والی ہو خواہ وہ چیز فعل ہو یا ترک فعل، ایک جماعت نے صغائر سے پرہیز کرنا بھی اسی مفہوم میں داخل مانا ہے۔ شریعت مطہرہ میں تقوی کے نام سے یہی درجہ مشہور ہے۔ اور (۳) بندہ ہر اس چیز سے دور رہے جو انکے باطن کو حق سے غافل کردے اور مکمل طریقے سے اللہ کی طرف متوجہ ہوجائے۔ یہی تقوی حقیقی تقوی ہے اور یہ اخص الخواص کا درجہ ہے [۱]

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے ملفوظات ومکتوبات کے مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ تقوی کے اس آخری درجہ پر فائز تھے جو اخص الخواص کا درجہ ہے۔ امید ہے کہ رسالہ مبارکہ انیس الغربا کے مطالعہ کے بعد قارئین حضرات میرے اس دعوی کی برملا تصدیق کریں گے۔

حضرت شیخ نور قطب عالم نے نفس کشی اور مجاہدہ میں ایسی ایسی مشقتیں برداشت کیں جنکے بارے میں عقل فیصلہ کرنے سے قاصر ہے۔ چنانچہ صاحب مرأۃ الاسرار رقم طراز ہیں: '' آپ عبادات وریاضات میں اس قدر مجاہدہ کرتے تھے کہ طاقت بشری سے باہر تھا۔ حضرت گنج شکر کی متابعت میں آپ کنویں میں الٹا لٹک کر ''صلوۃ معکوس'' ادا کرتے تھے۔ پہلی رات آپ نے چار سو رکعت پڑھی۔ ایک رات آپ کی دستار مبارک کنویں میں گرگئی شیخ علاء الحق کو یہ بات معلوم ہوئی، آپ کنویں سے باہر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ شیخ نور الحق ننگے سر کنویں سے باہر آرہے ہیں آپ نے فرمایا: اے نور! دوسری دستار ہم سے طلب نہ کرنا۔ یہ کہنا تھا کہ دستار کنویں سے باہر آپڑی اور آپ نے اٹھا کر سر پر باندھا'' [۲] یہ تھی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی ریاضت ومجاہدہ کی ایک جھلک۔

[۱] ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی، تفسیر بیضاوی، ص: ۱۶ ار ملخصا مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔ [۲] مرأۃ الاسرار، ۱۱۵۹ ار۔

خدمت خلق

حضرت شیخ نورقطب عالم علیہ الرحمہ کی حیثیت صرف ایک شیخ کامل اور میدان سلوک ومعرفت کے ایک عظیم شہسوار ہی کی نہیں تھی بلکہ آپ بحر شریعت ومعرفت کے ماہر غواص ہونے کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کے سچے خادم، اسلام وسنیت کے علم بردار، دین وسنت کے حامی ومددگار اور حالات حاضرہ وبساط سیاست کے ایک عظیم لیڈر بھی تھے- آپ کے زمانے کے زیادہ تر امراوسلاطین آپ کے دربار کے خوشہ چیں تھے- اس مختصر مضمون میں تفصیل کی گنجائش نہیں [اس کے لیے فقیر کا غیر مطبوعہ رسالہ "نورقطب عالم حیات اور کارنامے" کی طباعت کا انتظار کیجیے] شیخ نورقطب عالم علیہ الرحمہ کے سماجی خدمات کو پیش کرنے لیے دفتر کی ضرورت ہے سر دست ہم یہاں صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتے ہیں- حافظ محمد سعد اللہ پاکستانی رقم طراز ہیں کہ "شیخ نورالحق جو بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے، اپنے والد محترم کی خانقاہ کے درویشوں اور فقیروں کی خدمت کرتے تھے، انکے کپڑے بھی اپنے ہاتھ سے دھویا کرتے تھے- ایک روز آپ کے والد شیخ علاء الحق نے کہا: نورالحق! دیکھو، یہ عورتیں جہاں پانی بھرتی ہیں، وہ زمین گیلی ہونے کے سبب چکنی ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے پاؤں پھسلنے اور گھڑوں کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہے، اس لیے تم بھرے ہوئے گھڑوں کو اپنی گردن پہ اٹھا کر عورتوں کو پار لا کر دیا کرو، چنانچہ شیخ نورالحق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خدمت چار سال تک انجام دی، اس حالت پر بنگالی لوگ آپ پر ہنسا کرتے تھے" [۱]

قوت سیر وطیر

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے تین خلفا اصحاب سیر وطیر تھے- ہوا کے دوش پر سوار ہو کر جہاں چاہتے آتے جاتے

[۱] حافظ محمد سعد اللہ، صوفیا اور حسن اخلاق، ص: ۲۳۳، مطبوعہ مکتبہ انوار مدینہ لاہور-

تھے- حضرت مخدوم شیخ نورقطب عالم علیہ الرحمہ کو بھی اللہ عزوجل نے یہ قوت عطا فرمائی تھی- چنانچہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ جب مرض وفات میں تھے، دار فانی سے دار بقا کے لیے سامان سفر تیار کر رہے تھے- اس وقت حضرت نورقطب عالم علیہ الرحمہ سرزمین بنگال میں مریدین ومتوسلین کی تعلیم وتربیت میں مشغول تھے بذریعہ مکاشفہ حضرت محبوب یزدانی کے مرض کا علم ہوا اور ہوا کے دوش پر سوار ہو کر بغرض عیادت کچھوچھہ مقدسہ تشریف لائے- آگے کا حال حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں: "جب حضرت مخدوم زادہ شاہ نورقطب عالم، عالم سیر میں پرواز کر کے تشریف لائے، بعد مزاج پرسی وعیادت کے فرمانے لگے کہ برادر اشرف! آپ یادگار جامع الاسرار حضرت مخدومی والد ماجد قدس سرہ ہیں، خدا آپ کی حیات زیادہ کرے اور شفائے کامل عطا فرمائے کہ خرقہ گم گشتگان بادیہ طلب آپ سے بہرہ مند ہوں-

وجودت درجہاں باقی بماند
کہ مردم بہرور گردند از تو
توئی آں چشمہ خورشید عرفاں
درانند نیرو مند از تو

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ بعد اسکے بقا اور صحت مخدوم زادہ کو نصیب ہو کہ درمیان میرے اور محبوب کے ایک حجاب باریک رہ گیا ہے، کیا چاہتے ہو کہ دوست دوست سے نہ ملے!

وصال

۸۱۳ھ کو
شریف قط
کے قلوب
ہوتی ہیں-
آپ کی ذا
قطب شاہ
اس در کا پھ

دل وتن عریاں شدہ جاں از خیال
می خرامد در نہایات ِ خیال

[صحائف اشرفی، مرجع سابق، حصہ دوم، ص:۱۲۹، ۱۳۰/]

وصال پرملال آخرکار اس عظیم مردِ مجاہد کا آفتاب حیات ۱۱/ ذی قعدہ ۸۱۳ھ کو ظاہری نظروں سے اوجھل ہوگیا لیکن آپ کا مزار پر انوار سرزمین پنڈوہ شریف قطب شہر، مالدہ بنگال پر تابندہ ودرخشاں ہے۔ہزاروں تاریک دل زائروں کے قلوب واذہان کو منور کررہا ہے۔ہر سال گیارہ ذی قعدہ کو عرس کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔سال کے بارہ مہینے زائروں کی آمد ورفت رہتی ہے۔مزار پاک کے قریب آپ کی ذات بابرکات سے منسوب آثار قدیمہ ہیں جن میں ''ایک لاکھی مقبرہ'' اور'' قطب شاہی مسجد'' بہت مشہور ہیں۔جنھیں دیکھنے کے لیے بیرونی ممالک کے سیاح بھی اس درکا پھیرا لگاتے ہیں۔

ع ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے

عبدالخبیر اشرفی مصباحی

مقدمۂ مصنف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف وتوصیف اسی بزرگ وبرتر کی ہے جس نے مہاجرین کو انصار پر بلندیٔ درجات اور رفعت مراتب کی فضیلت عطا کی اور بے وطنوں کو وطن والوں پر قبولیتِ دعا اور مرتبۂ شہادت کا شرف بخشا۔اور رسول مقبول، فخر انبیاو رسل، ہادی احسن سبل پر بے پایاں درود اور بے نہایاں سلام اور ان کے اصحاب کرام وآل عظام پر بے پناہ صلوٰۃ وسلام۔

آپ ﷺ مہاجرین کے سردار، بے وطنوں کے قافلہ سالار، سارے جہان والوں کے لیے رحمت اور گنہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں۔آپ نے فرمایا: ''إن الدین بدأ غریبا وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء ''[۱] دین اجنبی بن کر ظاہر ہوا اور اسی اجنبیت کی طرف لوٹ جائیگا جیسا کہ ظاہر ہوا، تو مبارک ہو بے وطنوں کو۔اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ہجرت وبے وطنی کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے، اس لیے کہ ایمان کی ابتدا مکہ سے ہوئی اور مکہ حضرت رسول کریم ﷺ کی پیدائش اور اعلان نبوت کی جگہ ہے۔مکہ تہامہ کا ایک خطہ ہے اور تہامہ سرزمین یمن کا ایک حصہ ہے، اس لیے کہا جاتا ہے کہ: الکعبة یمانیة، کعبہ یمانی ہے۔منبع ایمان

[۱] مسلم: کتاب الایمان، باب بیان أن الاسلام بدأ غریبا سیعود غریبا حدیث نمبر ۲۰۸، مسلم شریف میں سیعود کے بعد ''غریبا'' کا لفظ ہے۔

وحکمت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ: ''الایمان یمانی والحکمۃ یمانیۃ'' [۱] ایمان وحکمت یمانی ہیں۔ آپ ﷺ دنیا میں امین رہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''کنت فی الصغر یتیما وفی الکبر غریبا'' [۲] میں بچپن میں یتیم تھا اور بوڑھاپا میں بے وطن۔ آپ دنیا میں بے وطن رہے۔

آشیانہء لامکاں اور قرب خداوندی میں پرواز کرنے والا آپ کا طائر روح جب جسمانی شکل وصورت کے پنجرے میں مقید ہوا تو آپ کا مبارک دل بے چین بیقرار ہوگیا چنانچہ بارگاہ خداوندی میں آپ فریادی ہوئے: ''یالیت رب محمد لم یخلق محمدا'' [۳] کاش! رب محمد، محمد کے وجود کو موجود نہ فرماتا۔ [مجھے] دنیا کے قید وبند میں نہ بھیجتا کہ میں بے وطنی کی تکلیف ومشقت اور رب تعالیٰ کی جدائی کا غم برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا [اس کے جواب میں] اللہ عزوجل کا فرمان پہنچا کہ: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [۴] اور ﴿وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ [۵] اے محمد! تم کبیدہ خاطر اور رنجیدہ دل نہ ہو، اپنے دل عزیز کو ہرگز اس اندیشہ میں مبتلا مت کرو کہ ہم نے تم کو جدائی کے واسطے بھیجا ہے کہ تم ہم سے الگ تھلگ ہو جاؤ، ہم تو تم سے تمہاری رگ جاں سے زیادہ قریب ہیں ﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ

[۱] صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب قدوم الاشعریین واہل الیمن۔ مسلم: کتاب الایمان، باب تفاضل اہل الایمان فیہ ورجحان اہل الیمن فیہ۔ [۲] علی حلبی، سیرت حلبیہ، باب وفات والدہ ﷺ۔ [۳] لم اطلع علیہ [۴] سورۃ الانبیاء: ۱۰۷/ [۵] سورہ شوریٰ: ۵۲/۔

حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ [۱] اور حدیث قدسی میں ہے کہ: ''عبدی انا اقرب الیك منك'' [۲] میرے بندے! میں تم سے تمہاری ذات سے زیادہ قریب ہوں۔ بلکہ میں نے تم کو جملہ عالم کے لیے رحمت بنایا ہے اور اہل جہاں کی ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجا ہے، تاکہ پریشان حال کمزور لوگ جو ہم سے الگ تھلگ ہوگئے ہیں، اپنے وطن سے دور ہوگئے ہیں، ان کے دل جدائی کی آگ سے جلتے ہوئے ہیں، ان کے جگر تپش فرقت سے پک چکے ہیں، اور ان کی آنکھیں ہمارے غیر کی وجہ سے بند ہو چکیں ہیں، آپ ایسے لوگوں کی رہنمائی کریں، انھیں ہماری نشانی وعلامت کی طرف واپس لے آئیں۔ اور کوچہ بے وطنی میں پڑے افراد کی اور منزل حیرت [دنیا] کی جانب چلنے والے لوگوں کی دستگیری فرمائیں۔ مجھ سے تمہاری یہ جدائی چند روزہ ہے، زمانے تک نہ رہے گی، تمہارا وجود مسعود سارے جہان والوں کے لیے سودمند ہے۔

ذلیل وحقیر بندہ بیچارہ **نور** کہتا ہے کہ: وجود کی تاریکی اور غم واندوہ کا نشتر اس کے جگر کو چھلنی کر رہا ہے، اس کے دل میں رنج والم کی ٹیسیں اٹھ رہی ہیں، آتش فرقت اس کے دل میں شعلہ ماتم برسا رہی ہے۔ بے وطنی ایسا درد ہے جسے بے وطن لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں، جدائی ایسا شعلہ ہے جسے [وطن سے] دور رہنے والے لوگ اور ہجر یار میں دل جلانے والے افراد ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ [۳]

(۱) سورہ ق: ۱۶/ [۲] لم اطلع علیہ [۳] اس عبارت کو بار بار پڑھئے اور حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمۃ کی شخصیت کا اندازہ کیجیے۔ یقیناً آپ کی ذات ستودہ صفات اپنے زمانے کے اولیائے میں ممتاز ونمایاں تھی۔ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی تعلیم وتربیت اور تارک السلطنت غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ کی سنگت وصحبت نے آپ تارک دنیا بنا دیا تھا۔ نفس کشی، دنیا سے دوری اور خالق دنیا سے وابستگی آپ کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔

جدائی
شماری کر۔
روح
صحرائے لا
کر رہا تھا، ا
اور وصال یا
تو خودا
میں تڑپے گا،
بے وطن
نبوی واقوال م
متعلقات سے
کے معانی کے

حکایت شب ہجران کہ باز داند گفت
مگر کسے کہ چوسعدی ستارہ بشمارد

جدائی کی رات کی کہانی کون بیان کرسکتا ہے مگر وہ شخص جوسعدی کی طرح ستارہ شماری کرے۔

روح کا پرندہ جسمانی شکل وصورت کے پنجرے میں مقید ہونے سے پہلے صحرائے لامکاں میں پرواز کررہاتھا اور گلستان وصال میں فرحت وسرور حاصل کررہاتھا، اچانک جسمانی شکل وصورت کا قیدی ہوگیا تو اس پنجرے کو توڑ کر باہر آنے اور وصال یار کی آرزو میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔

تو خود انصاف بدہ بلبل جان مشتاق
بے گلستانِ رخت چند طپید. درقفسے
ہمچو مرغ نیم بسمل بر ورت
درمیان خاک وخون پر میزند

تو خود انصاف کر! بلبل جاں مشتاق تیرے گلستاں رخ کے بغیر کب تک پنجڑے میں تڑپے گا، مرغ نیم بسمل کی طرح خاک وخوں کے درمیاں کب تک پھڑ پھڑائے گا۔

بے وطنوں کی بے وطنی اور قیدیوں کی قید کی وحشت کے بیان میں وارداحادیث نبوی واقوال مصطفوی کی آگ کا شعلہ، فقیر کے دل پر یوں پڑا کہ یہ شعلہ دنیا اور اسکے متعلقات سے بے تعلقی اور خالق دنیا سے وابستگی کا سبب بن گیا۔ ان احادیث کریمہ کے معانی کے شعلوں نے حق تعالی کے علاوہ دوسرے تعلقات کو، اس عاشق کے

صحرائے دل سے اس طرح جلاڈالے کہ اللہ کے نقش کے علاوہ دل میں کوئی نقش باقی نہ رہا۔☆

اللہ بس است عاشقان را
ایں جملہ کتاب فاسقان را
ماراکہ نقش روئے توبنشست درضمیر
بعد از تو ہیچ نقش نیفتاد دل پزیر

عاشقوں کے لیے اللہ ہی کافی ہے، یہ ساری کتابیں اطاعت الہی سے منہ موڑنے والوں کے لیے ہے۔ ہمارے دل میں تیرے رخ زیبا کی صورت گھر کرگئی ہے اب تیرے بعد کوئی دل لبھانے والی صورت جگہ نہیں پاسکتی۔

اے عزیز! اگر میں اپنے دل کو حق تعالی کی محبت وشوق سے خالی کرلوں تو پھر اس دل کو کسے سونپوں؟ اور کس سے چین وسکون پاؤں؟

تاتوورخاطرمنی کس نہ گذشت در دلم
مثل تو کیست درجہان زتومہر بگسلم
دستے کہ دوتاماندبابالین فراقت
گرباز کشم ازتوبہ پہلوئے کہ دارم

☆مذکورہ اقتباس اور اسکے بعد کی عبارتوں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کس پایہ کے بزرگ تھے اور تصوف ومعرفت میں آپ کا مقام کیا تھا، دنیا سے آپ کی بے تعلقی اور خالق دنیا سے آپ کی وابستگی کتنی مستحکم اور مضبوط تھی!

جب تک تو میرے دل میں ہے، دل میں کسی کا گزر نہیں ہوسکتا، دنیا میں تجھ جیسا کون ہے کہ میں تجھ سے محبت نہ کروں، ہاتھ جو تیرے ہجر و فراق کے سراہانے ٹیڑھا ہو چکا ہے اگر اسے تجھ سے کھینچ لوں تو کس کے پہلو میں رکھوں۔

کوئی شخص کس قوت اور کس تقویت کے بل بوتے خالق و مالک سے دل برداشتہ ہوجائیگا اور دل کو مخلوق کے پیچھے لگا دیگا، یہ کیا ہی بے یقینی اور سخت دلی کی بات ہے۔

کس این کندکہ دل ازیارخویش بردارد
مگر کسے کہ دل از سنگ سخت تردارد

کون ہے جو اپنے یار سے دل برداشتہ ہوجائیگا مگر وہ شخص جو پتھر سے زیادہ سخت دل ہو۔

جو بھی فرحت و سرور اور شادی و بے غمی یاد مولی کی وجہ سے نہ ہو اس نشاط کو غم، اس لذت کو ماتم اور اس خوشی کو الم شمار کرنا چاہیئے۔

دلے کزیاد مولی نیست خورم
مبادا ہر گزآن دل خالی ازغم

جو دل یاد مولی سے خوش نہیں ہوتا وہ کبھی بھی غم سے خالی نہیں ہوتا۔

میں نے چاہا کہ اسی شراب محبت کے خم خانہ سے اپنے دوستوں کو مقصد حیات کے واسطے، ایک گھونٹ پیش کروں اور ان کے دلوں میں آتش طلب کے شعلہ کو اور بھڑکاؤں، اس کے لیے ان احادیث کریمہ کے چند معانی، جنھیں میں نے خود اپنے جلے ہوئے دل میں محسوس کیا ہے، سپرد قرطاس کر دیا ہے، ان معانی و بیان کو نہ شارحین

احادیث مبارکہ کی تالیفات وتصنیفات میں دیکھا ہے اور نہ ہی اساتذہ سے سنا ہے، اس کا نام میں نے "**انیس الغرباء**" رکھا ہے۔ امید ہے کہ ان اوراق کا مطالعہ عاشق زار کی آتش فراق کو تیز کر دیگا، اس کے جذبہ ءحق کو ابھار دیگا، توفیق الہی کی کلید سعادت اس کے ہاتھ آجائیگی۔ اور اس کے دل کی غفلت و بدبختی کا تالا کھل جائیگا، -- وہ اپنا رخ جانب حق کر لے گا، دنیا سے روگرداں ہوجائیگا، سرمیدان عشق میں گیند کی طرح رکھ دیگا، پاؤں راہ طلب میں مردانہ وار اس طرح رکھ دیگا کہ غیر اللہ کے فکر و خیال سے چھٹکارہ پاجائیگا اور نفس امارہ کے شر سے محفوظ و مامون ہوجائے گا۔ [انشاء اللہ تعالی]



ہی اساتذہ ے
ہے کہ ان اوراق کا
ھار دیگا، توفیق الہی
و بدبختی کا تالا کھل
سرمیدان عشق میں
، دیگا کہ غیر اللہ کے
و مامون ہوجائے

دنیا ایک مسافر خانہ ہے

حدیث نمبر ۱/ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں کاندھوں پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ: "کن فی الدنیا کأنك غریب أو کأنك عابر سبیل وعد نفسك من أصحاب القبور" [۱] دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو مسافر ہے، یعنی جس طرح مسافر دوسروں کے شہر میں نہ عمارت تعمیر کرتا ہے اور نہ ہی کوئی بنیاد رکھتا ہے، بلکہ وہاں اس کا گھر عارضی ہوتا ہے، اور اسکی رہائش بضرورت ہوتی ہے، اسی طرح تو بھی دنیا میں ایک مسافر ہے، اپنے وطن اصلی سے دور ہے، لہذا دنیا میں گزر بسر کی ضرورت کے علاوہ نہ کسی عمارت کی بنیاد رکھ اور نہ کوئی مکان تعمیر کر۔

دنیا میں بندۂ مومن کا رہن سہن مسافر کی طرح ہونا چاہیے

حدیث نمبر ۲/ قال النبی ﷺ: "الا کل بناء وبال علی صاحبه الا ما لا بد منه" [۲] جان لو اور خبردار جاؤ! دنیا کی ہر عمارت و بنیاد اس کے بانی کے لیے وبال ہے مگر جو ضروریات زندگی کے لیے ہو۔

---

[۱] بخاری، صحیح البخاری: حدیث نمبر ۶۴۱۶ بروایت عبد اللہ بن عمر۔ ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء ۳/۳۳۳۔ دونوں کی روایتوں میں "وعد نفسك من أصحاب القبور" کے الفاظ نہیں ہیں۔ حدیث پاک صحیح ہے اور علما کے درمیان متفق علیہ ہے۔ زرقانی، مختصر المقاصد: حدیث نمبر ۸۴۷، احمد شاکر مسند احمد، ج: ۶، ص: ۳۳۳، صحیح ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۳۸۔ لفظ "اصحاب" کے ساتھ یہ حدیث نہیں ملی، لفظ "اہل" کے ساتھ مختلف روایتیں موجود ہیں۔

[۲] ابوداؤد، سنن ابوداؤد: حدیث نمبر ۵۲۳۷، منذری، الترغیب والترہیب: ج: ۳، ص: ۷۵، منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔ سیوطی، الجامع الصغیر: حدیث نمبر ۶۲۷۸، سیوطی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ یہ حدیث لفظ "الا" کے ساتھ نہیں ملی، "اما" اور "ان" کے ساتھ روایتیں ملتی ہیں۔

مسافر ہمیشہ اپنے وطن پہنچنے کو تیار اور منتظر رہتا ہے، آرائش دنیا اور دیار غیر کے ساتھ دل نہیں لگاتا اور اس میں آرام و قرار نہیں پاتا، تو بھی ایک مسافر ہے لہذا اپنے وطن اصلی پہنچنے کے لیے تیار اور خواہش مندرہ، دنیا کی آرائش و زیبائش کے ساتھ دل نہ لگا اور اس میں آرام و قرار حاصل نہ کر۔ ع

غافل نہ دہد سر الہی بملا ہی.

مسافر کا دل اپنے وطن میں لگا رہتا ہے اور وہ واپسی و روانگی کا پیاسا رہتا ہے تا کہ حالت سفر کی تکالیف سے نجات پائے، تو بھی اپنے دل کو پروردگار عالم کے دیدار کے لیے لگا دے اور مرنے والوں کی طرح اس کے دیدار کا پیاسا رہ۔

حدیث نمبر ۳/ قال النبی ﷺ: "من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه" [۱] (جو اللہ عزوجل کی ملاقات کا خواہش مند رہے اللہ عزوجل اسکی ملاقات کو پسند فرماتا ہے) اس حدیث میں "لقاء اللہ" سے مراد "موت" ہے

حدیث نمبر ٤/ قال النبی ﷺ: "الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب" [۲] موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے۔

مسافر اپنے منافع و مقاصد کے حصول کے لیے دل و جان سے پیش قدمی اور جلد بازی کرتا ہے تا کہ اپنے اہل خانہ کے پاس لاچار و تہی دست ہو کر نہ پہنچے۔ تو بھی وحدانیت کی معرفت اور اعمال صالحہ کے لیے پیش قدمی و جلد بازی کر، تا کہ کل بروز

---

[۱] بخاری، صحیح البخاری: حدیث نمبر ۶۵۰۷، مسلم، صحیح مسلم: حدیث نمبر ۶۲۸۶، ہیثمی، مجمع الزوائد: ج: ۲، ص: ۳۲۳، ہیثمی نے کہا ہے کہ: اس حدیث کی سند حسن ہے۔ [۲] ابجد العلوم: ج: ۳، ص: ۲۰۳، بحوالہ مآثر الکرام، سید غلام آزاد بلگرامی، فیض القدیر شرح جامع الصغیر حرف م، ص: ۱۲۰۔

قیامت معبود برحق کے حضور تہی دست اور ناکام ونامراد ہو کر نہ پہنچے۔

مسافر راہ سفر کی تکلیف، بے وطنی اور احباب وطن کی جدائی کی تپش سے ہمیشہ غم واندوہ میں مبتلا اور بے چین و بے قرار رہتا ہے تو بھی مسافرت [دنیا] کی تکلیف، محبوب [خدائے تعالیٰ] کی فرقت اور وطن [قرب باری تعالیٰ] کی جدائی میں نمناک واشک بار رہ اور اپنے دل کو اس نظم سے چھلنی کر:

گر دولت و بختی یار بودے مارا
در مسکن خود قرار بودے مارا
گر چشم بد زمانہ برما نہ زدی
در شہر کساں چہ کار بودے مارا

اگر دولت ونصیبہ ہمارا مددگار ہوتے تو اپنے مسکن میں ہمیں قرار نصیب ہوتا، اگر زمانے کی نظر بد ہم پر نہ پڑی ہوتی تو دوسروں کے شہر میں ہمارا کیا کام ہوتا۔

میں مصلحتاً دنیا کی قید میں ہوں، میں کس کا مال ہوں! کہاں سے چرایا گیا ہوں!!

مسافر ہمیشہ شکستہ دل، غمگین و بے قرار اور مسکین رہتا ہے تو بھی دنیا میں شکستہ دل، غمگین اور بے قرار رہ۔ دنیائے فانی کے غرور وسرور سے مغرور ومسرور مت ہو۔

در عشق دلے شکستہ باید
کز طاعت خشک ہیچ نباید

عشق میں دل شکستہ ہونا چاہیے، بے لذت طاعت سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔

آتش فرقت کی تپش اور بے وطنی کی تکلیف کا سوز وگداز مسافر کے دل میں ہر صبح

وشام زیادہ ہو جاتا ہے، اس کا جگر اہل وطن کے اشتیاق کی آگ سے جل اٹھتا ہے، بے وطنی کا زہر آلود شربت مجبوری میں حلق کے نیچے اتارتا ہے اور اس کے دل کے میں ہزاروں جاں گداز درد کا شور اٹھتا رہتا ہے۔

زہر است بجائے بادہ درجام غریب
زاں روے کہ تلخ باشد ایام غریب
ہنگام بے دفاد ساعات درددل
یا صبح قیامت است یا شام غریب

مسافر کے جام میں شراب کی بجائے زہر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسافر کے سخت ہوتے ہیں- اسکے اوقات ناموافق اور لمحات دردِ دل کے ہوتے ہیں، ہر صبح قیامت کے صبح وشام ہوتے ہیں۔

تو بھی اللہ عزوجل کی فرقت کے سوز وگداز میں ہے جیسا کہ کتاب میں ہے کہ: کئی ہزار سال تک روح، اللہ عزوجل کی قربت وجوار میں رہی اور اس کے سے فیض حاصل کرتی رہی۔ اسی بات کی طرف ایک بزرگ نے یوں اشارہ کیا ہے

تو آں نورے کہ پیش از صحبت خاک
ولایت، داشتی بربام افلاک

تو وہ نور ہے کہ خاک وتنی کی صحبت سے پہلے بام افلاک پر تیری حکومت تھی

اسی مفہوم کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں جامہ پہنایا ہے:

ما بفلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم
باز ہمانجا رویم منزل ما کبریا است

ہم آسمان کے باشندے رہے ہیں، فرشتوں کے ہم نشیں رہے ہیں، پھر وہیں واپس جانے والے ہیں ہماری منزل بارگاہ خداوندی ہے۔

لہذا تو بھی مسافر کی طرح تمام دن خاص طور سے صبح وشام کے وقت اشک بار رہا کر اور اس شعر کو نوحہ کے طور پر پڑھا کر:

یاد آر از غریبے رنجور بے طبیبے
از ہجر دل نگارے از وصل بے نصیبے

بے طبیب مریض اور مسافر کو یاد کر، فراق سے زخمی دل اور وصال سے محروم شخص کو یاد کر۔

اور [وطن اصلی کی] جدائی کے درد سے، بے وطنی کے غم سے اور تنہائی کے الم سے ساری رات رویا کر، آنکھوں سے سیل اشک رواں کر، سوز جگر کی وجہ سے گرم آہیں باہر کر اور پرنم آنکھوں اور پُر درد دل سے اس نظم کی تکرار کر:

مدتے شد کہ من غمزدۂ سودائے
میکشم بار فراقی وستم تنہائی
جرعہ زہر غریبی چو شکر می نوشم
از کف ساقی دور فلک مینائی

مدت ہوئی کہ میں غم زدہ، دیوانہ جدائی کا بوجھ اور تنہائی کا ستم سہ رہا ہوں، ساقی کے ہاتھ سے گردش افلاک کا جام اور بے وطنی کے زہر کا گھونٹ شکر کی طرح پی رہا ہوں۔

حدیث نمبر ۵/ قال النبی ﷺ: " أو کأنك عابر سبیل"[۱]

مسافر جب کسی شہر میں آتا ہے تو شہر اور اہل شہر سے اسکی ایک گونہ آشنائی ہو جاتی ہے اور جب واپسی کی راہ پر قدم رکھتا ہے تو اہل خانہ اور وطن کے اشتیاق میں اس شہر سے اور شہر والوں سے دل اٹھا لیتا ہے اور وہ کسی کو دل نہیں سونپتا۔ تو بھی بے وطن ہے شہر دنیا سے نکل کر راہ خدا پر قدم رکھ چکا ہے لہذا اپنا دل کسی کے ساتھ ہرگز نہ لگا۔

بہیچ یار مدہ خاطر بہیچ دیار
کہ بر و بحر فراخ است آدمی بسیار
ازین درخت چو بلبل بر آن درخت نشیں
بدام گل چہ فرو ماندۂ چو بوتیمار
چو ماکیان بدر خانہ چند چینے جو
چرا سفر نہ کنی چوں کبوتر طیار

کسی یار و دیار سے اپنا دل مت لگا کہ خشک وتر [دنیا] بہت وسیع ہیں اور انسان بہت ہیں۔ بلبل کی طرح اس درخت سے اس درخت پر بیٹھ، بگلے کی طرح کسی تالاب کی قید میں کیوں پھنسا ہوا ہے؟ گھر کی مرغی کی طرح چند دانے جو کے لیے کیوں بیٹھا ہوا ہے؟ اڑنے والے کبوتر کی طرح کیوں سفر نہیں کرتا!

حدیث نمبر ۶/ قال النبی ﷺ: "سافروا فان الماء اذا وقف نتن "[۲] جس طرح مسافر راہ سفر کو اپنی رہائش وقیام گاہ نہیں بناتا ہے، سفر سے روکنے والے بوجھ اور سامان سفر کی وجہ سے سفر سے باز نہیں رہتا ہے بلکہ اپنے آپ کو سامان

[۱] اس حدیث کی تخریج حدیث نمبر ۱ کے تحت گزر گئی۔ [۲] اس حدیث کے ماخذ تک رسائی نہ ہو سکی۔

سے خالی اور ہلکا کر لیتا ہے، تو بھی ایک مسافر ہے دنیا کو اپنی رہائش وقیام گاہ مت بنا۔

دنیا پلے ست برگزر ازراہ آخرت
اہل تمیز خانہ نہ کردند بر پلے
بر پل خانہ مساز کہ ایں خانہ بے تمیز
روزے بود کہ سیل برد خانہ با پلے

دنیا راہ آخرت سے گزرنے کا ایک پل ہے، عقل مند پل پر گھر نہیں بناتا، اے بیوقوف! پل پر گھر مت بنا کہ ایک دن ایسا ہوگا کہ سیلاب پل کے ساتھ گھر کو بھی بہالے جائیگا۔

اللہ عزوجل کے علاوہ ہر بوجھ وبار سے الگ تھلگ اور خالی ہوجا اور خلوت وتنہائی اختیار کر۔

ہلکا پھلکا اور ہوشیار انسان ہی کامیاب ہوتا ہے

حدیث نمبر ۷/ قال النبی ﷺ: "سیروا أسبق المفردون "[۱] راہ سفر میں تیز چلو! کیوں کہ وہ لوگ سبقت لے گئے جو غیر اللہ سے کنارہ کش اور الگ تھلگ ہو گئے۔

ع سبک برخیز چہ جائے انتظار است
تیز چل، انتظار کا کون سا موقع ہے!

مسافر اپنے اہل خانہ اور وطن کے اشتیاق میں سفر کی سختی اور حضر کی تکلیف اختیار

[۱] مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۶۷۶؛ ترمذی، سنن الترمذی، حدیث نمبر ۳۵۹۶۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔ بیہقی، شعب الایمان ۱/۳۳۲۔

کرتا ہے تا کہ اپنے اہل وعیال اور وطن والوں سے جلد از جلد ملاقات کرے اور راہ کی مصیبتوں سے محفوظ و مامون ہوجائے۔ تو بھی مجاہدہ کر اور نفس امارہ کی مخالفت کی مشقت برداشت کر جیسا کہ حدیث شریف میں اشارہ کیا گیا ہے: "اقتلوا انفوسکم بسیوف المجاهدات والمخالفات "[۱] نفس امارہ کو مجاہدہ کی تلواروں سے قتل کر ڈالو۔ رات ودن سفر کرنے سے راہ فرار اختیار مت کر، راہ سفر میں چین وقرار مت لے اور عاجزی ووارفتگی کے ساتھ یہ شعر گنگنا:

یارب تو مدہ قرار مارا
کز بے رخ تو قرار داریم

اے اللہ! تو ہمیں ایسا چین وقرار مت دے کہ تیرے دیدار کے بغیر ہم قرار پالیں۔

مسافر ہمیشہ راہ سفر میں ڈاکوؤں، چوروں اور رہزنوں سے ہوشیار اور باخبر رہتا ہے، اپنے ساز وسامان کی خود پاسبانی کرتا ہے، رات ودن ڈرا وسہما رہتا ہے، ایک گھڑی بھی غافل وبے پرواہ نہیں ہوتا ہے، تو بھی ہوشیار اور جاگتے رہا کر، اپنے دل کی حفاظت و پاسبانی کرتا رہ، اور عبادت میں "پاس انفاس" کی کوشش کرتا کہ شیطان راہ نہ پا سکے، متاع ایمان اور معرفتِ حق کی دولت تجھ سے چھیننے نہ پائے اور پاس انفاس والی عبادت میں خلل نہ ڈال سکے۔

مسافر رہزنوں اور راستے کی مصیبتوں کے خوف سے رات کو سفر کرتا ہے اور رات کے آخری حصہ میں آرام کرتا ہے، تا کہ آفات راہ سے نجات پائے اور منزل

[۱] یہ حدیث یا اثر کے ماخذ تک رسائی نہ ہو سکی۔

جلد از جلد پہنچ جائے، تو بھی شب بیداری کر اور آخری شب میں آرام کر تا کہ راہ آخرت کے خوف سے محفوظ ہو جائے اور مقصد تک پہنچ جائے۔

حدیث نمبر ۸/ قال النبی ﷺ: "من خاف أدلج ومن أدلج بلغ المنزل "[۱] جو ڈرتا ہے وہ شب بیداری کرتا ہے اور جو شب بیداری کرتا ہے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ وفقنا الله وایاکم قیام اللیل۔ اللہ تعالی ہم کو اور آپ سب کو قیام لیل کی توفیق عطا فرمائے۔

بندۂ مومن کو مردہ انسان کی طرح ہونا چاہیے

حدیث نمبر ۹/ قال النبی ﷺ: "وعد نفسك من أصحاب القبور "[۲] اپنے آپ کو اہل قبر [مردہ] سے شمار کرو۔ اسی معنی کی ایک دوسری حدیث ہے:

حدیث نمبر ۱۰/ قال علیہ السلام "موتوا قبل أن تموتوا "[۳] موت سے پہلے موت اختیار کرو۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "دنیا میں مسافر اور راہ گزر کی طرح رہا کرو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو" اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مردے کو دنیا کی کوئی خواہش ولالچ اور حرص وطمع نہیں ہوتی اور کسی سے کوئی حسد وکینہ نہیں ہوتا اسی

[۱] ترمذی، سنن ترمذی: حدیث نمبر ۲۴۵۰، ترمذی نے کہا ہے کہ: یہ حدیث حسن غریب ہے، ابو النضر کی سند کے علاوہ کسی دوسری سند سے اس حدیث کو ہم نہیں جانتے۔ ابو نعیم، حلیۃ الاولیا: ۸/۳۷۲، ابو نعیم نے اس حدیث کو غریب کہا ہے، وکیع نے حضرت ثوری سے اس حدیث کی تنہا روایت کی ہے۔ [۲] اس حدیث کی تخریج حدیث نمبر ا رکے ضمن میں گزر چکی۔ [۳] اس کی تخریج علامہ ابن حجر عسقلانی، زرقانی اور ملا علی قاری نے کی ہے، دیکھیے: اسئلہ واجوبہ ص: ۵۹، مختصر القاصد: حدیث نمبر ۱۱۱۰ اور الاسرار المرفوعہ ص: ۳۴۸۔

طرح تم بھی اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو، اپنے دل کو دنیا کی خواہش ولالچ، حرص وطمع اور حسد وکینہ سے پاک رکھو اور اسے حضرت خواجہ نظامی قدس سرہ السامی کے اس شعر کے ساتھ وابستہ کرلو۔

بے طمعم از ہمہ سازندۂ
جز تو نداریم نوازندۂ

کسی بھی بنانے والے سے کوئی خواہش نہیں رکھتا تیرے سوا کوئی دوسرا نوازنے والا نہیں رکھتا۔

مردے کو کسی مخلوق کی کوئی ضرورت وحاجت نہیں ہوتی تم بھی اپنے آپ کو مردہ شمار کرو اور کسی مخلوق کی طرف توجہ نہ کرو۔ مردہ کو دنیا میں کوئی تصرف واختیار نہیں ہوتا اور نہ دنیا سے اسکا کوئی کام رہتا ہے تم بھی لوگوں کے درمیان سے اپنا اختیار اٹھالو اور سارے کام اپنے خالق کے سپرد کردو۔

ع تو کار بروگزار وخوش باش

تو سارے کام اسی کے بھروسے چھوڑ دے اور خوش رہ۔

موت کی سختیوں اور تکلیفوں کا مزہ چکھ لینے کے بعد مردہ کے سامنے سے غیب کی باتوں کا پردہ اٹھ جاتا ہے۔ تو بھی مجاہدات کی سختیوں اور ریاضت کی تکلیفوں کا مزہ چکھ لے تاکہ تیرے سامنے سے غیب کی باتوں کا پردہ اٹھ جائے۔ اور مردے کے حواس ظاہری جب بیکار ہو جاتے ہیں تو عالم غیب کی باتیں اس پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ تو بھی ریاضت کے ذریعہ حواس ظاہری کو بیکار کرلے تاکہ غیب کے اسرار ورموز تجھ پر کھل جائیں۔

لب بہ بند چشم بند وگوش بند
گر نہ بینی سرِّ ما برما بخند

ہونٹ، آنکھ اور کان بند کرلے اگر تو اسرار ورموز نہ دیکھ پائے، تو ہم پر ہنس۔

یہ حدیث ترغیب وترہیب کے لیے ہے۔ یاد رکھ! مومن کو دنیا میں ہمیشہ خوف ودہشت کے ساتھ رہنا چاہیے، دنیا سے گریزاں اور اس کے مکر وفریب سے لرزاں وترساں رہنا چاہیے، دنیا کی قدر ومنزلت، آرائش وزیبائش پر مغرور ومسرور اور فریفتہ نہ ہونا چاہیے، قیمتی اوقات جو سرمایۂ زندگی ہیں انھیں ہرگز طلب دنیا میں صرف نہ کرنا چاہیے مگر بقدر ضرورت۔ اور دنیا کے ساتھ ہرگز دل نہ لگانا چاہیے۔

دل بریں پیر زن عشوہ گر دہر مبند
کایں عروسے است کہ در عقد بسے داماد است

زمانے کو دھوکا دینے والی اس بوڑھی عورت (دنیا) سے دل مت لگا کہ یہ ایسی دلہن ہے جو بہت سے داماد کے عقد میں رہی ہے

میرے عزیز! جب گاؤں دیہات میں رہنے والا مسافر کسی بڑے شہر میں پہنچتا ہے، شہر کی قسم قسم کی نعمتوں کا مزہ چکھتا ہے، پھر بھی اپنے اہل ووطن کی فرقت وجدائی کی وجہ سے اس کے دل کو اس شہر میں آرام وقرار نصیب نہیں ہوتا اور وہ اس شہر کو اپنے لیے قید خانہ تصور کرتا ہے۔ تو بھی اللہ عزوجل کی بارگاہ سے دور ہوکر بے قدر وکمینی دنیا کے کوڑے دان میں پڑا ہوا ہے، تو پھر کیوں دنیا کو قید خانہ تصور نہیں کرتا اور بعجز وانکساری اور گریہ وزاری اس سے رہائی کا راستہ نہیں ڈھونڈتا، حالانکہ مخبر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے

حدیث نمبر ۱۱ / ''الدنیا سجن المؤمن'' [۱] دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قید خانہ محبوب کے مشاہدہ اور مطلوب تک پہنچنے سے مانع ہوتا ہے۔ (اسی طرح دنیا اللہ عزوجل کے مشاہدہ اور اس کے دیدار سے مانع ہے)

اس حدیث پاک میں بہت سے فوائد اور بے شمار تنبیہات ہیں:

تنبیہ نمبر ۱ / اللہ کے رسول علیہ السلام نے تنبیہ کردی ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ جو مومن صرف دنیوی نعمتوں سے فرحت وسرور حاصل کرتا ہے اور فراق مولی کے غم میں دل پریشاں نہیں رکھتا، اللہ تعالی اس کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ جیسا کہ اس کا فرمان عالی شان ہے: ﴿لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ﴾ [۲] کیا دنیا راحت کی جگہ ہے؟ دنیا سے خوش مت ہو اور اس میں راحت وسکون کی سانس نہ لو ورنہ ہمارے قرب سے دور، ہماری جدائی میں گرفتار اور خطر عظیم میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اگر ہم فضل کریں تو ہم تک پہنچ جاؤ گے ورنہ ہمیشہ کی جدائی میں پڑے رہو گے اور ''ہاویہ دوزخ'' کے گڈھے میں پہنچ جاؤ گے۔ ہمیشہ ہماری جدائی کے غم اور وصال کے الم میں رہا کرو اور اپنے دل کو ہمارے قرب کی تمنا کے درد سے زخمی رکھا کرو، ہمارے بنا ہر شکر کو ایلوا اور ہر شربت کو زہر تصور کرو، ہمارے بغیر جو بھی سانس لو اسے اپنے لیے بوجھ اور ندامت محسوس کرو۔

---

[۱] مسلم، صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۹۵۶، ابو حاتم رازی، العلل لابن ابی حاتم، رازی نے کہا ہے کہ: محدثین اس حدیث کو مرفوع قرار نہیں دیتے، ہمارے نزدیک اس کا موقوف ہونا زیادہ قرین اصل ہے۔ سیوطی، الجامع الصغیر، حدیث نمبر ۴۲۷۶، سیوطی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابو نعیم، حلیۃ الاولیا ۶/ ۳۸۶، ۳۸۹، ۸/ ۱۹۹، ابو نعیم نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ [۲] سورۂ قصص آیت ۷۶۔

گر آبے خورم از کوزہ خیالت را درودیدم
اگر یک دم زنم بے تو پشیمانم بجان تو

اگر پیالہ سے ایک گھونٹ پانی پیتا ہوں تو اس میں تیرا تصور پاتا ہوں اور اگر تیرے بغیر ایک سانس لیتا ہوں تو تیری قسم شرمندہ ہوتا ہوں۔

تنبیہ نمبر ۲/ رسول کریم ﷺ نے تنبیہ فرمادی ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ اگر قیدی قید خانے میں محل یا عمارت کی بنیاد رکھے اور عیش وعشرت اختیار کرے تو داروغۂ جیل کو غیرت وغصہ آتا ہے کہ میں نے اس کو قید خانہ میں تنبیہ اور عبرت حاصل کرنے کے لیے رکھا تھا نہ کہ آرام کے ساتھ رہنے کے واسطے۔ (اسی طرح اگر مومن دنیا میں عمارت کی بنیاد رکھتا ہے اور آرام وعشرت اختیار کرتا ہے تو اللہ عزوجل کو غصہ آتا ہے) حضرت شیخ عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ دنیا عبرت کی جگہ ہے اور عقبیٰ حسرت کی جگہ ہے، تو عبرت وحسرت کے درمیان عشرت کیسی؟

تنبیہ نمبر ۳/ رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور مومن اس میں محبوس ومقید ہے، بال بچے، اہل وعیال اور خویش واقارب قید کرنے والے کی طرح ہیں، جس طرح قیدی کو صرف ضروری حد تک قید کرنے والے سے انسیت ہوتی ہے اسی طرح مومن کو بھی غیر خدا سے ضروری حد تک ہی محبت وانسیت ہونی چاہیے، کسی سے بالقصد واختیار محبت نہیں ہونی چاہیے، کیوں کہ محبوب حقیقی اور مقصود اعظم اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔ اسی معنی کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے:

حدیث نمبر ۱۲/ قال النبی ﷺ: "لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت أبابکر خلیلا ولکن خلیلی اللہ" [۱] رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں

احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ ص: ۱۵۷، مسلم، صحیح مسلم: حدیث نمبر ۴۳۹۸، ۴۳۹۹، ۴۴۰۰، ۴۴۰۱، ۴۴۰۲، ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر ۹۰، ترمذی: جامع الترمذی: حدیث نمبر ۳۶۱۸، بخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر ۳۴۰۷، ۳۴۰۸، ۳۴۰۹، ۳۴۵۰۔ یہ حدیث پاک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے تقریباً ایک سو سند کے ساتھ مرفوعاً مروی=

اللہ کے علاوہ کسی اور کو دوست بناتا تو یقیناً ابوبکر کو اپنا دوست بناتا لیکن اللہ تعالیٰ میرا دوست ہے۔

باہر کہ انیس گیری زوسوختہ شوی
بنگر کہ آتش است مصحف نہ آتش است

جس سے انسیت رکھو اسی کی یاد میں جلتے رہو دیکھو آگ ہے آگ مصحف نہیں ہے۔

تنبیہ نمبر ۴/ رسول کریم ﷺ نے تنبیہ کردی ہے کہ قیدی ہمیشہ نجات کی امید اور ہلاکت کے خوف کے درمیان الجھا رہتا ہے کیوں کہ قیدی کا انجام یا تو نجات ورستگاری ہے یا ہلاکت وبربادی۔ مومن کو بھی چاہیے کہ دنیا کی قید میں ہمیشہ نجات کی امید یا ہلاکت کے خوف میں زندگی بسر کرے، کہ خاتمہ کا انجام کیا ہو، کس کو پتہ ہے؟

حدیث نمبر ۱۳/ قال النبی ﷺ: "والذی نفسی بیدہ لیس بعد الدنیا الا الجنۃ أو النار" [۱] نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ دنیا کے بعد یا تو جنت ہے یا جہنم ہے۔

اس خوف سے عارفوں کے جگر پارہ پارہ، انکی آنکھیں سیل رواں اور ان کے قد

= ہے۔ اور حضرت سعد بن مالک، عائشہ بنت عبداللہ، جندب بن عبداللہ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم سے مرسلاً مروی ہے، شیخین نے روایت کی ہے، اس کے باوجود "البانی" نے اسکو "منکر" کہا ہے!۔

(۱) لم اطلع علیہ۔

موت فنائے محض کا نام نہیں ہے کہ آدمی مرنے کے بعد معدوم ہوجائے بلکہ ایک جہان سے دوسرے جہان میں، ایک زندگی سے دوسری زندگی میں اور ایک دور سے دوسرے دور میں منتقل ہونے کا نام موت ہے پہلے دور کو "دنیاوی زندگی" کہتے ہیں اور دوسرے دور کا نام قرآن کریم نے "برزخ" رکھا ہے۔ برزخ کے حالات کا اس=

وقامت نحیف وناتواں ہوگئے ہیں۔

جان ہمہ زیرکان عالم ریش است
زان یک منزل کہ ہمہ رادرپیش است

دنیا کے تمام ہوش مندوں کے دل زخمی ہیں اس ایک منزل کے سبب جو سب کو درپیش ہے۔

اگر ہم اس دنیا سے ایمان کے ساتھ گئے تو سعادت وفلاح کے ساتھ گئے ورنہ تو مستعمل ڈھیلے اور مردار کتے کی طرح ہاویہ جہنم کی گہرائی میں پھینک دیئے جائیں گے۔

گہ شرم کند فرشتہ از پاکی ما
گہ خندہ زن دیو زناپاکی ما
ایمان چو سلامت بلب گور بریم
أحسنت بدیں چستی وچالاکی ما

کبھی فرشتہ ہماری پاک دامنی سے حیا کرتا ہے، کبھی شیطان ہماری ناپاکی پر ہنستا ہے، جب ہم ایمان کی سلامتی کے ساتھ قبر میں پہنچ جائیں گے تو ہماری اس چستی وچالاکی کی تو تعریف کریگا۔

= جہان میں سمجھنا ممکن نہیں۔قرآن کریم میں سورۂ مومنون میں ہے"[مرنے والوں] کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی تک"۔ یہ دوسری زندگی بعث ونشر کی زندگی ہے۔اس زندگی کا نام آخرت ہے۔یہاں ہر شخص کا فیصلہ اس کی دنیاوی زندگی کے اعمال کے مطابق کیا جائے گا اور اس کا بدلہ چکایا جائے گا۔بدلہ میں یا تو جنت ملے گی یا جہنم یا جہنم کے بعد پھر جنت۔لیکن بعض اعمال کی کچھ سزا وجزا دنیا میں بھی ملتی ہے اسی طرح بعض اعمال پر قبر میں بھی سزا وجزا ہوتی ہے۔

اللھم انی أسئلك حسن الخاتمة اے اللہ! میں تجھ سے حسن خاتمہ مانگتا ہوں۔

"النوم أخ الموت" والی حدیث کا بیان"عد نفسك من أصحاب القبور" والی حدیث کے بیان سے مناسبت رکھتا ہے اور حدیث پاک"عد نفسك من أصحاب القبور" کی ترجمانی"موتوا قبل أن تموتوا" والی حدیث سے ہورہی ہے۔

نیند موت کی نظیر ہے

حدیث نمبر ۱۴/ قال النبی ﷺ:"النوم أخ الموت"[۱] اخ"نظیر" کو کہتے ہیں چنانچہ [عربی زبان میں]"اخوانھا" کا ترجمہ"نظائرھا" سے کیا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: موت نیند کی نظیر ہے۔یعنی جس طرح موت کی حالت کا دارومدار حیات کی حالت پر ہے اسی طرح حشر کی حالت کا دارومدار موت کی حالت پر ہے۔

(۱) ہیثمی، مجمع الزوائد: ۱۰/ ۴۱۸، ہیثمی نے کہا ہے کہ: بزار نے جن سے یہ حدیث لی ہے وہ سب حدیث صحیح کے راوی ہیں۔بزار، الاحکام الشرعیۃ: ۳/ ۴۱۰، بزار نے کہا ہے کہ: جہاں تک ہماری معلومات ہے اس حدیث کو بروایت منکدر عن جابر صرف ثوری نے اور بروایت ثوری عن جابر صرف عربانی نے روایت کی ہے۔ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان: ۴/ ۵۵۵، عسقلانی نے کہا ہے کہ: اس حدیث کی سند میں عبداللہ ابن محمد بن مغیرہ ہیں، ان کے بارے میں مدینی نے کہا ہے کہ: وہ امام ثوری سے چند حدیثیں تنہا روایت کرتے ہیں، عقیلی نے کہا ہے کہ: وہ بعض حدیثوں کی روایت میں [ثقہ راویوں] کی مخالفت کرتے ہیں اور بے اصل حدیثوں کی روایت کرتے ہیں۔ابن عدی، الکامل فی الضعفاء: ۵/ ۳۶۳، ابن عدی نے کہا ہے کہ: اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن محمد بن مغیرہ ہیں، ان کی عام حدیثوں کے"متابع" نہیں ملتی، ان کے اندر ضعف ہے، اس کے باوجود ان کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔"اخ الموت" بغیر واو کوئی روایت نہیں ملی، روایتوں میں"اخو الموت" واو کے ساتھ ہے۔

آخرت کی زندگی کا مدار دنیاوی زندگی پر ہے

حدیث نمبر ۱۵ / قال النبی ﷺ: "کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون "[۱] جس طرح تم زندگی گزاروگے اسی طرح مروگے اور اسی طرح اٹھائے جاؤگے۔

نیند موت کی نظیر ہے، جس طرح حالت بیداری میں رہوگے اسی طرح حالت نیند میں رہوگے اور جس طرح نیند میں رہوگے اسی طرح نیند سے بیدار ہوگے۔ اگر تم حالت بیداری میں حق تعالیٰ کے ذکر وفکر، محبت والفت اور شوق وعبادت میں مشغول رہوگے تو اسی استغراق ومشغولیت کی حالت میں تمہاری موت واقع ہوگی اور اسی استغراق ومشغولیت کی حالت میں تم اٹھائے جاؤگے۔

مپنداری کہ مہرت از دلے عاشق رود ہرگز
چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

یہ ہرگز مت سمجھ کہ تیری محبت عاشق کے دل سے نکل جائیگی، عاشق جب مرے گا مبتلائے عشق مرے گا اور جب اٹھے گا مبتلائے عشق اٹھے گا۔

اللہ کی پناہ! اگر حالت بیداری میں اللہ عزوجل سے غافل اور غیر حق میں شاغل ہوگا تو حالت موت میں بھی غیر حق میں شاغل، اللہ تعالیٰ سے غافل اور اس سے دور ومہجور ہوکر مرے گا اور اسی حالت میں اٹھایا بھی جائے گا۔ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "دنظم" میں لکھا ہے کہ: ایک گدھا والا بستر مرگ پہ تھا کہ اسکے پاس

(۱) رضا بمجی راہ، زدبان خوش بختی۔ بحوالہ عوالی اللآلی ۴/۲۷۔

موت کا فرشتہ آیا، جانکنی کی حالت میں گدھا کو آواز دیتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ میرے گمشدہ گدھا کو کون پایا ہے؟ اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان سکندر کے زمانے میں ان کا ایک معتبر وزیر تھا، سلطان نے اس کو 'بتیا گڑھ' مال وصولی کے لیے بھیجا، جب وہ 'کالی خورہ' پہنچا تو اس کے پاس موت کا فرشتہ آگیا اور سکرات موت اس پر طاری ہونے لگیں، جب حالت نزع میں پہنچا تو چلانے لگا: بتیا گڑھ کا مال پہنچ گیا؟ اسی حالت میں اس کی روح تن سے جدا ہوگئی۔ خداہی جانتا ہے کہ اس ناعاقبت اندیش کا کیا انجام ہوا۔

یکے بوداست زین خیاط مردے
بوقت مرگ سوزن یاد کردے
ہر آں چیزے کہ یک دم شغل داری
بوقت مرگ اے جان یادش آری

ایک درزی تھا موت کے وقت سوئی یاد کرنے لگا، اے جان عزیز! جس چیز کے ساتھ مکمل شغل ہوگا موت کے وقت اسی کو یاد کریگا۔

اس طرح کی بہت سی حکایتیں کتابوں میں پڑھنے کو ملتی ہیں اور بزرگوں سے سنی گئی ہیں، جو سمجھدار ہے اس کے لیے ایک حرف ہی کافی ہے۔

نیند کے موت کی نظیر ہونے کی ایک انوکھی توضیح

رسول کریم ﷺ نے نیند کو موت کی نظیر قرار دیا ہے اس کا مطلب یہ کہ: لوگ حالت حیات وبیداری میں جس طرح ذکر وشوق اور عبادت ومحبت میں مشغول و

مستغرق رہیں گے اسی استغراق و مشغولیت میں نیند میں چلے جائیں گے اور اسی استغراق و مشغولیت کی حالت میں وہ بیدار بھی ہونگے، اسی سے ان کو ''عبادت پاس انفاس'' اور ''عبادت نفی خواطر'' میسر ہوگی۔ شیخ بایزید قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: فقیر کی عبادت پاس انفاس ہے، پاس انفاس کا مطلب یہ کہ: جو سانس بھی لے اس میں یہ لحاظ رکھے کہ حق تعالی کی محبت و شوق اور اس کے ذکر و فکر کے بغیر نہ لے۔

اور مشائخ نے کہا ہے کہ: ''عبادة الفقير نفي الخواطر'' فقیر کی عبادت نفی خواطر ہے۔ نفی خواطر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا جو خیال بھی دل میں گزرے اس کی نفی کرے، اپنے دل میں اللہ عزوجل کے ذکر و یاد اور شوق و محبت کے علاوہ کسی چیز کو جگہ نہ دے اور نہ [باطل خیالات دل میں] آنے دے۔ چنانچہ شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جز نقش ونگار ہر چہ بینی
از لوح ضمیر پاک بتراش
باشد کہ بہ بینی اے عراقی
در نقش وجود خویش نقاش

جو بھی نقش ونگار تو دیکھے دل کی تختی سے اسے بالکل کھرچ ڈال، اے عراقی! ہو سکتا ہے کہ تو اپنے وجود میں نقاش [خدا] کو دیکھ لے۔

ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ:

عروس چہرۂ قرآن نقاب آنگاہ بکشاید
کہ دار الملک ایمان را مجرد یابد از غوغا

دلہن قرآن جیسے چہرہ سے اس وقت نقاب ہٹائے گی جب کہ ایمان کے دار السلطنت کو شور و غوغا سے خالی پائے۔

یہ حسی قاعدہ ہے جو بیان کیا گیا کہ انسان بیداری میں جس خیال میں مشغول ہوتا ہے نیند میں بھی اسی خیال میں رہتا ہے اور اسی خیال میں بیدار ہوتا ہے، چنانچہ مکتب میں بچے حالت بیداری میں قرآن کریم یا کوئی کتاب بڑھتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نقش ہو جاتا ہے تو حالت خواب میں بھی پانچ دس آیتیں یا کتاب کے ایک دو ورق پڑھ لیتے ہیں۔ اسی طرح کوئی عالم مدقق جب بیداری میں بیانِ علم یا کسی کتاب کے مشکلات کو حل کرنے میں لگا رہتا ہے تو خواب میں بھی نکات و دقائق بیان کرتا ہے اور فقیر ربانی جب حالت بیداری میں دقائق معرفت اور حقائق وحدانیت بیان کرتا ہے تو خواب میں بھی حق حق ہی بولتا ہے، حق ہی کی جستجو کرتا ہے اور عالم ذوق و شوق میں مگن رہتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث نمبر ۱۶/ قال النبی ﷺ: ''نوم العالم عبادة'' [۱]

حضرت رسالت پناہ ﷺ نے نیند کو موت کی نظیر قرار دیا ہے۔ اس حدیث کا ایک احتمالی معنی بھی ہے کہ مومن جب مرجاتا ہے تو بشریت کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے، اس کے جوارح ظاہرہ معطل اور بیکار ہو جاتے ہیں، اس کا دل غیر اللہ سے صاف و ستھرا ہو جاتا ہے

(۱) عراقی، تخریج الاحیا: ۱/۲۵۲، عراقی نے کہا ہے کہ: [''نوم العالم'' کی بجائے] ''نوم الصائم'' مشہور ہے۔ سبکی، طبقات الشافعیۃ الکبری: ۶/۳۰۷، سبکی نے کہا ہے کہ: اس روایت کی کوئی [معتدبہ] سند مجھ کو نہیں ملی۔ قاری، الاسرار المرفوعۃ ص: ۳۵۹، ملا علی قاری نے کہا ہے کہ: مرفوع روایتوں میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ... نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

وہ عالم غیب وکشف میں پہنچ جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ روحانیوں، مقربوں اور فرشتوں کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے اور ان کیساتھ گھل مل جاتا ہے۔ اسی طرح نیند موت کی نظیر ہے کہ انسان حالت نیند میں بشریت کی قید سے اور غیر اللہ کی فکر سے نجات پا جاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنے کا موقع نہیں پاتا ہے۔ اور مومن جب مرجاتا ہے تو اس کی روح اور جسم دونوں حقیقی مومن ہوتے ہیں، ایمان اور مومن کی صفت اس سے زائل نہیں ہوتی ہے، اگرچہ فی الحال صفت تصدیق اور صفت اقرار اس میں موجود نہیں ہوتی، اسی طرح مومن جب نیند میں ہوتا ہے تو مومن حقیقی ہی رہتا ہے مجازی نہیں ہوتا۔

رسول کریم ﷺ نے ترغیب فرمائی کہ مومن کو چاہیے کہ زندگی میں حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ومستغرق رہے تاکہ اسی حال میں مرے اور اسی حال میں اٹھایا جائے۔ اور مومن کو چاہیے کہ حالت بیداری میں اللہ عزوجل کی یاد میں کھویا رہے اور اسی حال میں سوئے اور اسی حال میں خواب سے بیدار ہو۔ اگر یہ حالت اپنے اوپر طاری نہ پائے تو افسوس کرے اور مشغول ومستغرق ہونے کی کوشش کرے نہ کہ غافلوں کی طرح سوئے اور غافلوں کی طرح مرے کہ غافل اپنا قبلۂ دل حق کی طرف نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی پشت غیر حق سے پھیرتا ہے۔ وہ نہ حق کو پہنچا ہوتا ہے اور نہ غیر حق سے دور رہتا ہے۔ مرنے کے بعد غسل دینے والے آئیں گے، اس کا چہرہ سمت قبلہ کردیں گے اور اس کو قبرستان اور منکر ونکیر کے حوالے کردیں گے۔ جب اس کا دل حق تبارک وتعالیٰ سے بیگانہ تھا، اب اس کا چہرہ سمت قبلہ کردینے کا کیا فائدہ ہوگا؟ اسی معنی کی ترجمانی کرتے ہوئے شیخ فریدالدین عطار نے کہا ہے کہ:

پاک دینے گفت مستے حیلہ جوے
مردہ را در نزع گردانیدہ روئے
پیش ازیں آں بے خبر را بر دوام
روئے گردانیدہ بایستے مدام
برگ ریزان شاخ بیفشانی چہ سود
روئے او اکنوں بگردانی چہ سود
ہر کہ را ایں لحظہ گردانند روئے
او خبث میرد ازو پاکی مجوئی

ایک پرہیزگار مست حیلہ جو [عارف باللہ] نے حالت نزع میں مردہ کا چہرہ [جانب قبلہ] کرتے دیکھ کر کہا: اس بے خبر کو اس سے پہلے ہی اپنا چہرہ ہمیشہ [جانبِ قبلہ] رکھنا چاہیے۔ جس شاخ کی پتیاں گر چکی ہیں اسے ہلانے سے کیا فائدہ! اسی طرح اب اس کے چہرے کو [سمت قبلہ] پھیرنے سے کیا فائدہ! جو لوگ اس وقت اسکے چہرے کو پھیرتے ہیں ان سے کہو کہ وہ ناپاکی میں مرا ہے اس میں پاکی تلاش نہ کریں۔

میرے عزیز! چند دن کی زندگی جو باقی ہے، اس کو غنیمت سمجھ، زندگی کے ان بقیہ لمحات میں اپنے دل کو خدائے تعالیٰ کی یاد میں لگائے رکھ، غیر حق سے دل کو بالکل خالی کرلے، اوقات عزیز جو زندگی کا سرمایہ ہیں انھیں ضائع مت کر، جو سانس بھی لے اسے اپنے دوست [خدائے پاک] کی یاد وشوق میں بسا کے لے۔

خوش وقت آں کساں کہ شب وروز، روز وشب
تسبیح ورد ساخت ہمیں دوست دوست دوست

وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو رات و دن اور دن و رات اللہ اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔

غیر حق کی مداخلت سے اپنے دل کی حفاظت کر، کسی شخص یا چیز کی طرف ہرگز توجہ مت کرتا کہ تو خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول، دنیا میں عزت والا اور دنیا والوں سے بے نیاز ہو جائے اور تجھے مخلوق خدا میں سے کسی کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے۔

طاعت الٰہی سے رزق میں کشادگی آتی ہے

حدیث نمبر ۱۷/ عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ أنه قال: "إن الله يقول یاابن آدم تفرغ لعبادتی أملأصدرك غنی وأسد فقرك ان لا تفعل ملأت يديك شغلا ولم أسد فقرك "[۱] حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اے فرزند آدم خود کو میری عبادت کے واسطے فارغ رکھ، میں تیرے دل کو مالداری سے بھر دونگا یعنی تجھے بے نیاز کر دونگا اور تیری محتاجی کو ختم کر دونگا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تیرے ہاتھ کو کاموں سے بھر دونگا اور تجھ سے محتاجی دور نہ کرونگا۔

(۱) ترمذی، سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۴۶۶، ترمذی نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے-احمد شاکر، مسند احمد: ۱۶/۲۸۴، احمد شاکر نے اس روایت کو صحیح کہا ہے-ابونعیم، حلیۃ الاولیا: ۱/۱۸۹، ابونعیم نے کہا ہے کہ: یہ حدیث ضعیف ہے حضرت معاویہ سے صرف زید روایت کرتے ہیں، ابن مفلح، الآداب الشرعیۃ: ۳/۲۶۲، حدیث کی سند جید ہے-یہ حدیث پاک حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معقل بن یسار اور حضرت ابوہریرہ جیسے جلیل القدر صحابہ سے مروی ہے۔ حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے حضرت ابوہریرہ والی روایت نقل کی ہے-اس حدیث میں کتنا صاف لکھا ہے کہ عبادت الٰہی سے منہ موڑنے والا مومن محتاج و تنگ دست رہے گا-کاش کوئی غور و فکر کرتا!

اللہ کے نیک بندے دنیا سے محبت نہیں کرتے ہیں

حدیث نمبر ۱۸/ قال النبی ﷺ: "تفرغوا من الدنیا مااستطعتم "[۲] رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے خود کو دنیا کی الجھنوں سے آزاد رکھو۔ حوصلہ مند لوگوں کو کمینی، مردار دنیا کی الجھنوں سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہیے اور اپنے دل کو دنیا کی ناپاکی سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے، میدان سعادت میں کامیاب و کامراں ہو کر نکل آنا چاہیے اور ہر نا ہنجار و گمراہ اور فاسق و فاجر لوگوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

ہست دنیا خاکدانے وکہنہ ویرانۂ
غصہ جائے محنت آبادی ملامت خانۂ
ہر لئیمے ناسزائے ترک دنیا کے کند
سرفرازی رارسد دریادلی مردانۂ

دنیا ایک ویران و پرانا مٹی کا گھروندا ہے، محنت و مشقت کرنے کی جگہ اور ملامت خانہ ہے۔ کمینہ و نالائق آدمی ترک دنیا کب کریگا؟ دریادل جواں مرد ہی سربلندی و کامیابی حاصل کرتا ہے۔

[۲] ابونعیم حلیۃ الاولیا: ابونعیم نے کہا ہے کہ: جنید بن خلا نے محمد بن سعید سے تنہا روایت کیا ہے-منذری، الترغیب والترہیب: ۴/۱۳۰، منذری نے کہا ہے کہ: اس حدیث کو کسی طرح حسن قرار نہیں دیا جا سکتا-ہیثمی، مجمع الزوائد ۱۰/۲۵۰، ہیثمی نے کہا ہے کہ: اس کی سند میں محمد بن سعید بن حسان مصلوب ہے، وہ کذاب ہے-سیوطی، الجامع الصغیر حدیث نمبر ۳۳۴۲، سیوطی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے-ذہبی، میزان الاعتدال: ۳/۵۶۳، ذہبی نے کہا ہے کہ: اس حدیث کو کسی نے ضعیف نہیں کہا اور یہ ضعیف سے مشہور بھی نہیں ہے-حدیث میں "من ہموم الدنیا" کے الفاظ ہیں "من الدنیا" کے ساتھ کوئی روایت نہیں ملی۔

حدیث نمبر ۱۹/ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ ایک چٹائی پر آرام فرما تھے، اس چٹائی کا نشان آپ کے جسم مبارک پر پڑ گیا تھا، یہ دیکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما عرض گزار ہوئے: اگر آپ فرمائیں تو ہم آپ کی استراحت کے لیے اس بوسیدہ وسخت چٹائی سے زیادہ بہتر انتظام کر دیں، یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: ''مالی وللدنیا وماأنا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرة ثم ترکها وراح'' [۱] اس حدیث پاک میں ''مالی'' اور ''ماأنا والدنیا'' میں لفظ 'ما' کا ترجمہ 'نہیں' اور 'کیا' دونوں کیا جاسکتا ہے۔ پہلی صورت میں حدیث پاک کا ترجمہ ہوگا: مجھ کو دنیا کے ساتھ کوئی الفت ومحبت نہیں ہے اور دنیا کو میرے ساتھ کوئی الفت ومحبت نہیں ہے کہ میں دنیا میں رغبت رکھوں۔ اور دوسری صورت میں ترجمہ ہوگا: دنیا کے ساتھ میری الفت ومحبت کیا ہے؟ کہ میں دنیا میں رغبت رکھوں، میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کرتا ہے اور درخت اور سایہ کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

ہمارے مقتدا اور پیشوا حضرات نے یہی کیا، کبھی دنیا کیساتھ کوئی الفت ومحبت نہیں رکھی، ہمیں بھی چاہیے کہ دنیا کو محبوب نہ بنائیں اور اس سے الفت ومحبت نہ رکھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی اگر ہم اطاعت نہ کریں تو کل قیامت کے دن رسول پاک ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اور اللہ عزوجل کے فرمان ''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ

(۱) ترمذی، سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۳۷۷؛ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابن ماجہ، صحیح ابن ماجہ: نمبر ۳۳۳۳، ۴۱۰۹، ۴۱۰۷، بغوی، شرح السنۃ: ۷/۲۸۴، بغوی نے حسن صحیح کہا ہے، سیوطی، الجامع =

اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ'' [۲] میں جس متابعت کا ذکر ہے اس کی مخالفت کا کیا جواب دیں گے؟ اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت شرمندگی کا سبب اور آخرت میں نقصان کا باعث ہے۔

حدیث نمبر ۲۰/عن عائشة رضی الله عنها أنها قالت قال لی رسول الله ﷺ: ''یاعائشة ان أردت اللحوق بی فلیکفیك من الدنیا کزاد الراکب وأیاك ومجالسة الاغنیاء ولاتستخلفی ثوبا حتی ترقعیه'' [۱] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اے عائشہ! اگر تو کل روز قیامت مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو دنیا سے مسافر کے توشہ کے برابر تجھے کافی ہونا چاہیے اور مالداروں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے اور پرانے کپڑے کا استعمال اس وقت تک نہ چھوڑنا چاہیے جب تک اس میں پیوند نہ لگانا پڑے۔

اس حدیث پاک میں رسول کریم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دنیا ترک کرنے اور قناعت اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے۔

= صغیر: حدیث نمبر ۷۶۹۷، سیوطی نے صحیح کہا ہے۔ حلیۃ الاولیاء ۲/۱۱۱۹ اور شرح السنۃ ۷/۲۸۴ میں ان ہی الفاظ کے ساتھ مروی ہے، مگر ''ثم ترکها وراح'' کی بجائے ''ثم راح فترکها'' اور ''وترکها'' کی ترتیب ہے۔
[۲] آل عمران: ۳۱/۳ [۱] ترمذی، سنن الترمذی: ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔ بیہقی، شعب الایمان: ۵/۲۱۲۳، بیہقی نے کہا ہے کہ: اس میں صالح ابن حسان کا تفرد ہے، وہ قوی نہیں ہے۔ حاکم نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

دنیا کی لالچ میں دل کو پراگندہ کرنے کی مذمت

حدیث نمبر ۲۱/ قال النبی ﷺ: " اقتربت الساعة ولا یزداد الناس علی الدنیا الا حرصا ولا یزداد منهم الا بعدا " [۲] نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: قیامت قریب آچکی ہے اور لوگوں کا حرص دنیا میں بڑھتا جا رہا ہے اور [حق تبارک وتعالی سے] لوگوں کی دوری بڑھتی جا رہی ہے۔

اللہ کی پناہ!! خدائے تعالی سے دوری اور دنیا میں قیام غیر ضروری! کب تک؟ خواہشات نفس کی پیروی، ہوس پرستی اور خود پرستی، کب تک؟

حدیث کودکی وخود پرستی
رہا کن کان خماری تو زمستی

بچپن اور خود پرستی کی باتیں چھوڑ دے کہ تجھ جیسے مست سے یہ نشہ مناسب نہیں ہے۔

اچانک موت کا فرشتہ آئیگا اور بستر مرگ پر کھینچ لے جائیگا اور تو اللہ عزوجل کے پاس بے تعلق ہو کر پہنچ جائیگا۔

عبدی طهرت منظر الخلق سنین هل طهرت منظری سنة؟ اے میرے بندے! تو نے مخلوق کو دکھانے کے لیے اپنے ظاہر کو سالہا سال ستھرا کیا، کیا تو نے میرے مطمح نظر اپنے باطن کو مردار دنیا کی الفت ومحبت اور اسکے رنج والم کی

[۲] ابن حجر عسقلانی، اتحاف المہرہ: ۱۰/۲۶۷، عسقلانی نے کہا ہے کہ: اس حدیث میں ایک راوی بشیر ہیں ان کو بخاری نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن ہم نے قلص کی سند کے ساتھ روایت کی ہے [اس سند میں بشیر نہیں ہیں] سفارینی حنبلی، شرح کتاب الشہاب: ۲۷۵، سفارینی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ وداعی، الاحادیث المعلة، ۲۸۱، وداعی نے اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔

گندگیوں سے ایک گھڑی کے لیے صاف وستھرا کیا ہے؟ تو نے اپنی عمر کو کس کام کے لیے صرف کیا؟ اس خطاب الہی کا تم کیا جواب دو گے؟

اپنے پیر دستگیر سے یہ رباعی میں نے سنی ہے۔

اے عمر تبہ کرد ببازی بازی
صد گونہ گنہ کرد ببازی بازی
ہم موئے سپید کرد کردہ آسان آسان
ہم نامہ سیہ کرد ببازی بازی

عمر ضائع کردی اور لہو ولعب میں سینکڑوں گناہ کر لیا، بہت آسانی سے بال سفید کر لیے اور کھیل کھیل میں نامہ اعمال کالا کر لیا۔

یہ دو شعر بھی پیر دستگیر سے سنا ہے۔

اگر فردا پرسند از نکوئی
چہ آوردی چہ داری چہ گوئی
بغفلت می گذاری روزگارے
مگر در گور خواہے کردگارے

اگر کل بروز حشر نیکیوں کے بارے میں پوچھ لیا گیا کہ دنیا سے تو کون سی محبت لایا ہے تو کیا جواب دو گے؟ غفلت میں پڑ کر وقت گزارتا ہے مگر قبر میں خدا کو یاد کرے گا

میرے عزیز! کتنا بڑا ظلم اور کتنے بڑے افسوس وحیرت کی بات ہے کہ دل جو مثل ذات کے جمال کا آئینہ، انوار الہی کے اترنے کی جگہ، لامحدود اسرار ورموز

خزانۂ نور حق تبارک وتعالیٰ کا عرش ہے اسے تو فانی، کمینی اور گندی دنیا کے حرص وہوس کے زنگ سے آلودہ کر رکھا ہے۔ لایعنی باتوں میں مشغول اور زید وبکر کے خیالات میں مصروف کر رکھا ہے اور اسے مردار وگندگی کی جگہ بنا رکھا ہے۔

تنت بنیان رب شد تا درو عرش خدا باشد

تو دائم دل بداں دارے کہ گرد آں بنیان

تیرا بدن رب تعالیٰ کی بنیاد ہے تا کہ اس پہ عرش خدا کی تعمیر ہو اور تو اپنے دل کو ہمیشہ اس طرح رکھ کہ اس بنیاد کے لائق ہو سکے۔

تو نے اس عرش کو فرش کی طرح پائمال کر ڈالا ہے، کمینی دنیا کے رنج والم سے آلودہ کر رکھا ہے، لایعنی باتوں میں مشغول کر دیا ہے اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کی تعمیر نہیں کی ہے۔

مومن کا دل خدائے تعالیٰ کا حرم ہے

حدیث نمبر ۲۲/ قال النبی ﷺ: "قلب المؤمن حرم الله وحرام علی حرم الله أن يلج فيه غير الله" [ا] صاحب شرع ﷺ کی کوئی بات بیہودہ، بے فائدہ نہیں ہوتی، ان کی "خبر" "امر" کا درجہ رکھتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: مومن کا دل خدائے تعالیٰ کا حرم ہے اور خدائے تعالیٰ کے حرم میں

[ا] تلاش بسیار کے باوجود یہ حدیث نہیں ملی البتہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے اس سے ملتا جلتا ایک قول منقول ہوا ہے، وہ یہ ہے: "القلب حرم الله فلا تسكن حرم الله غير الله" "دل اللہ تبارک وتعالیٰ کا حرم ہے، لہٰذا حرم خدا میں غیر خدا کو جگہ مت دے"۔ حسن موسیٰ، کتاب معرفۃ النفس، فصل رابع، ص:۹۳ بحوالہ میزان الحکمۃ، ج:۲، ص:۲۱۲۔

غیر خدا داخل ہو جائے یہ حرام ہے۔ اور اس فرمان عالی شان سے اللہ کے رسول ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ مومن کو چاہیے کہ غیر خدا سے اپنے دل کو آلودہ نہ کرے جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے دل کی خوب خوب حفاظت کرے تا کہ غیر خدا اس میں داخل نہ ہو جائے اور اس کے وقت کا قیمتی سرمایہ چھین نہ لے۔

دل کو حق سے غافل اور غیر حق کے ساتھ مشغول نہ کرنا چاہیے۔ جس نے بھی کہا ہے اچھا کہا ہے کہ:

اگر صد جاں بری از من حلال است

اگر یک دم زنم بے تو حرام است

اگر تو سو مرتبہ میری جان نکالے تو حلال ہے اور اگر میں تیرے بغیر ایک سانس لے لوں تو حرام ہے۔

افسوس افسوس! حق تعالیٰ سے غفلت اور غیر حق کے ساتھ مشغولیت، کب تک؟ مخلوق سے نزدیکی اور یگانگی اور خالق سے دوری وبیگانگی، کب تک؟ اور غفلت کے میدان میں سرگردانی وحیرانی، کب تک؟

ع   دلے حدیست آخر آں جفارا

اے دل! اس ظلم کی آخر کوئی حد ہے۔

شراب الٰہی کے مست یعنی شیخ فرید الدین عطار نے اچھا کہا ہے۔

از قدم تا فرق نعمہائے اوست

عرض دہ با خویش نعمہائے دوست

تا بدانے کز کہ دور افتادہٗ

درجدائی بس صبور افتادہٗ

سرتابقدم اسی کی نعمتیں ہیں، دوست کی نعمتوں کو اپنے اوپر ظاہر کر، تاکہ تو جان لے کہ تو کس سے دور پڑا ہوا ہے اور جدائی میں بس صبر کیے ہوئے ہے۔

حق ترا پروردہٗ درصد عجز وناز

تو زنادانی بغیرے ماندہ باز

حق تعالی نے تجھ کو سینکڑوں عزت ووقار سے پالا ہے اور تو نادانی سے غیر کے ساتھ مشغول ہے۔

دنیا مومن کے لیے مہمان خانہ کی طرح ہے

حدیث نمبر۲۳/ قال النبی ﷺ:" کونوا فی الدنیا أضیافا واتخذوا المساجد بیوتا وعودوا قلوبکم الرقة واکثروا التفکر والبکاء ولاتختلف بکم الأھواء"[ا] نبی کریم ﷺ کے اس فرمان میں خطاب صحابہ کرام سے ہے اور حکم ساری امت کے لیے عام ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: دنیا میں مہمان کی طرح رہو یعنی دنیا کو اپنی قیام گاہ اور ٹھکانہ نہ سمجھو اور اس کے ساتھ دل نہ لگاؤ۔ دنیا میں فضول خرچی اور فضول کام نہ کرو کہ مہمان فضول خرچی میں مشغول نہیں

[ا] سیوطی، الجامع الصغیر: حدیث نمبر ۶۴۴۳، سیوطی نے ضعیف کہا ہے۔ سفارینی حنبلی، شرح کتاب الشہاب: ۳۶۷، سفارینی نے کہا ہے کہ: اس کی سند حسن ہے۔ لفظ" تختلف " کے ساتھ کوئی روایت نہیں ملی، لفظ" تختلف " کے ساتھ کئی روایتیں ہیں۔

ہوتا بلکہ ضروری اور لابدی پر اکتفا کرتا ہے۔ اور مسجد کو گھر کی طرح آباد رکھو، مسجدوں سے اپنی وابستگی اس طرح کرلو جس طرح تم گھر کے ساتھ وابستہ رہتے اور اپنے دلوں کو نرمی اور تفکر وتدبر کا عادی بناؤ، اس بات میں زیادہ سے زیادہ غور کرو کہ: کہاں سے آئے ہو؟ کہاں پڑے ہوئے ہو؟ کس سے دور ومجبور ہوگئے کس چیز میں اور کس کے ساتھ مصروف ومشغول ہو چکے ہو؟ کس کام کے لیے تم کو کیا گیا ہے؟ سرمایۂ زندگی کس کام میں صرف ہو رہا ہے ہو؟ مقصود میں سے کتنا حاصل کر چکا ہے اور مطلوب کی کونسی نشانی اب تک تمہارے ہاتھ لگی ہے؟ لہذا اسی غم گریہ وزاری کیا کرو۔ جس نے کہا ہے خوب کہا ہے۔

از نکتہء مقصود نشد فہم حدیثے

لادین ولادنیا بیکار بماندیم

نکتہ مقصود کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی، نہ دین حاصل ہوا نہ دنیا، بیکار رہ گئے [خوف کرو کہیں] اور تمہاری خواہشات تمہیں اختلاف میں نہ ڈال دے حیراں وسرگرداں نہ کردے۔

افسوس افسوس!! میدان ہوا وہوس میں تو سرگرداں ہے، شراب غفلت میں تو آوارہ پھر رہا ہے، دنیائے فانی کے رنج والم میں تو پریشاں ہے، بدعملی اور خرچی میں تو مبتلا ہے، میدان حیرت میں تو حیراں ہے، دوست کی نزدیکی جانے بغیر تو زندگی بسر کررہا ہے اور اپنے اقوال وافعال پر تو نادم وشرمسار بھی نہیں الوقت شیخ فریدالدین عطار نے کیا خوب کہا ہے کہ:

اے زغفلت غرق در دریائے آز
می ندانی کزکہ می مانی تو باز
ہر دو عالم درلباس تعزیت
اشک می بارید وتودر معصیت

اے غفلت کی وجہ سے حرص ولالچ کے دریا میں ڈوبے رہنے والے! تو نہیں جانتا کہ تو کس سے روگرداں ہے۔ دونوں عالم لباس تعزیت میں آنسو بہا رہے ہیں اور تو معصیت میں پڑا ہوا ہے۔

دنیا میٹھی اور دل لبھانے والی ہے

حدیث نمبر ۲۴/ قال النبی ﷺ:"ان الدنیا حلوة خضرة وان اللہ مستخلفکم فیھا فانظر کیف تعملون "[1] نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک دنیا میٹھی خوبصورت اور دلربا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم کو یکے بعد دیگرے اس میں لانے والا ہے، یعنی ایک کو دنیا سے اٹھاتا ہے تو دوسرے کو اس کی جگہ پر پیدا فرماتا ہے اور کسی کو دنیا میں ہمیشہ نہیں رکھتا، پس اللہ عزوجل تمہارے اچھے اور برے عمل کو دیکھ رہا ہے کہ تم کیسا عمل کرتے ہو۔

یہ حدیث اس بات سے خوف دلاتی ہے کہ دنیا جس کا منظر سراب ہے، جس میں

(۱) مسلم، صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۷۴۲، ترمذی، سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۱۹۱، ترمذی نے کہا ہے کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بغوی، شرح السنہ ۷/ ۲۷۸، بغوی نے کہا ہے کہ: یہ حسن ہے البتہ سند میں ایک راوی ابو امسلت ہیں وہ عبد السلام ابن صالح بن سلیمان بن میسرہ ہیں، محدثین نے ان میں کلام کیا ہے۔ اس حدیث کے شاہد بہت ہیں۔ لفظ "فانظر" کے ساتھ کوئی روایت نہیں ملی، "فینظر" "لینظر" اور "فناظر" کے لفظوں کے ساتھ روایتیں ملتی ہیں۔

رہائش خراب ہے، جس کا انجام فنا ہے، جس کا وجود عدم کے درجہ میں ہے، جس کی مٹھاس ایلوا کی مانند تلخ ہے، جس کا ظاہر ایلوا کی طرح اچھا اور باطن ایلوا کے باطن کی طرح برا ہے۔ مومن کو چاہیے کہ ایسی کمینی دنیا کی دلربائی وزیبائی اور اس کی لذتوں اور شہوتوں سے دھوکہ نہ کھائے۔ عقل مند آدمی ہرگز اس سے دل نہیں لگاتا اور غافل اس سے دل لگا لیتا ہے، عقل منداس کے مکروفریب میں نہیں آتا اور اس پر فریفتہ نہیں ہوتا ہے۔ تو بھی اس کو جائے آرام وقرار مت سمجھ اور اس کی زیبائی ودلربائی میں مشغول ومصروف مت ہو۔

چوں درین زنداں بسے نتواں نشست
خویشتن را بازکش از ہرچہ ہست

جب قید خانہ میں زیادہ دیر نہیں بیٹھا جا سکتا تو خود کو ہر چیز سے الگ تھلگ کرلے

ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ:

دنیا چو رباط ما درو رہگذرے
زنہار درو رنج فراواں نبرے
تو مرد مسافرے ودنیا چو رباط
بگذار رباط چون تو مروے سفرے

دنیا ایک سرائے کی طرح ہے اور ہم اس میں مسافر کی طرح، خبردار! اس کی الجھنوں میں بہت زیادہ نہ پڑ۔ جب دنیا مسافر خانہ ہے اور تو مسافر ہے تو مسافر خانہ کو چھوڑ دے، اگر تو واقعی مسافر ہے۔

مومن کو دنیا سے بقدر ضرورت ہی حصہ لینا چاہیے

حدیث نمبر ۲۵/ قال النبی ﷺ: "لیکن بلاغ احدکم من الدنیا کزادالراکب "[۱] رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: تم میں سے ہر ایک کے لیے دنیا سے بمقدار توشۂ مسافر کافی ہونا چاہیے۔ یعنی جس طرح مسافر کو کفایت بھر اور بقدر ضرورت توشہ کافی ہوتا ہے اور فضول وغیر ضروری سامان سے وہ پرہیز کرتا ہے، اسی طرح تو بھی دنیا میں بقدر ضرورت پر اکتفا کر کیوں کہ تو راہ سفر میں ہے اور سفر کے رہگذر پر چل رہا ہے، لہذا فضول وغیر ضروری سامان سے احتراز کر اور خود کو گراں بار مت کر۔

حدیث نمبر ۲۶/ قال النبی ﷺ: "نجا المخففون وھلك المثقلون "[۲] رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ہلکے بوجھ والے نجات پا گئے اور بھاری بوجھ والے ہلاک ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲۷/ قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم حاکیا عن اللہ تعالی: "یا ابن آدم عندك مایکفیك وتطلب مایطغیك "[۳]

[۱] بوصیری، اتحاف الخیرۃ المھرۃ: ۲/ ۴۲۶، بوصیری نے اس کی سند کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔ عراقی، تخریج الاحیاء: ۴/ ۱۳۲۔ [۲] ملا علی قاری، الاسرار المرفوعۃ: ۲۵۲، ملا علی قاری نے اس پر ریمارک لگاتے ہوئے کہا ہے کہ: کہا گیا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے یا یہ اصلا موضوع ہے۔ لیکن محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو حضرت ابودرداء کی روایت کردہ ایک حدیث کا معنی قرار دے کر صحیح کہا ہے۔ حضرت ابودرداء کی حدیث یہ ہے: "امامکم عقبۃ کؤدلا یجوزھا المثقلون" فانا ان اتخفف لتلك العقبۃ - حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ حضرت ابودرداء کے علاوہ یہ حدیث عویمر بن مالک، انس بن مالک اور عبدالرحمان بن صخر سے مروی ہے۔ [۳] سیوطی، الجامع الصغیر، ۶۵ رسیوطی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰/ ۲۹۲، ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں ابوبکر داہری ہیں، وہ ضعیف ہیں۔ ابن عساکر، معجم الشیوخ، ۲/ ۱۳۲، ابن عساکر نے ضعیف قرار دیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اللہ عزوجل نے فرمایا کہ: ا فرزند آدم! تیرے پاس اتنا ہے جو تجھے کفایت کریگا اور تو اس قدر تلاش کرتا ہے جو نافرمانی وگناہ میں مبتلا کر دیگا۔

حدیث نمبر ۲۸/ قال النبی ﷺ: "طوبی لمن یرزق کفافا و... اللہ بماآتاہ "[۱] نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: بشارت ہے اس کے لیے جسے بقد... کفایت رزق دیا گیا اور اللہ تعالے نے اسے اپنے دیئے ہوئے پر قناعت عطا کی۔ میرے عزیز! اگر تو عزت وقناعت کا مزہ چکھ لے تو بخدا سلاطین کے سا... حرص ولالچ کی وجہ سے سر نہ جھکائے اور دنیا کو ایک جو کے برابر بھی شمار نہ کرے۔

اگر از خوان گدایان نوالۂ بچشتی
بحبہ نشماری ہزار ملک سلطان- را

اگر فقیروں کے دسترخوان سے ایک نوالہ تو کھالے تو بادشاہ کی ہزار بادشا... ایک دانہ برابر شمار نہ کریگا۔

ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ:

گنج آزادگی وگنج قناعت ملکے است
کہ بشمشیر میسر نہ شود سلطان را

سرمایۂ آزادی وخزانہ قناعت ایسا ملک ہے جو بادشاہ کو تلوار سے بھی میسر نہیں... مذکورہ دونوں شعروں میں سے پہلے شعر میں "خوان گدایان" سے قناعت... درویشوں کی عالی ہمتی مراد ہے۔

[۱] لم اطلع علیہ

آنجا کہ قبول آمد درویشی سلیمان را

یک حبہ نمی ارزد صد ملک سلیمانی

یہ وہ جگہ جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کو درویشی پسند آئی، ہزار ملک سلیمانی ایک دانہ کے برابر نہیں ہے۔

قناعت اس کا نام نہیں ہے کہ تو ایک ٹکڑا روٹی ایک عدد بیوی اور ایک عدد پلنگ پر اکتفا کرے۔ بلکہ قناعت یہ ہے کہ حق تعالی کی محبت وشوق اور اس کے ذکر وفکر پر اکتفا کرے، دونوں جہان میں سے کسی کی طرف کوئی توجہ نہ کرے اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت وفرماں برداری ہی میں اپنا قدم باہر نکالے۔

مومن کا مقصود اعظم اللہ عزوجل کی رضا ہونا چاہیے

حدیث نمبر۲۹ / قال النبی ﷺ: "الدنیا لکم والعقبیٰ لکم والمولٰی لی"[۱] نبی کریم ﷺ نے فرمایا دنیا تمہارے لیے ہے، عقبیٰ تمہارے لیے ہے اور مولی میرے لیے ہے۔

اگر رشک وحسد برے بر ویراں

کین رشک بدست انبیارا

اے خلق حدیث او میگوئید

باقی ہمہ شاہدان شمارا

﴿قال اللہ تعالی ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً﴾[۲] اللہ

[۱] لم اطلع علیہ۔ [۲] سورۂ مزمل، آیت ۸۔

عزوجل نے فرمایا: اے نبی! اپنے پروردگار کو خوب یاد کر اور غیر خدا سے قطع تعلق کرلے، خدائے تعالے کے علاوہ ہرگز دنیا کی طرف التفات مت کر اور کونین کی طرف میلان ورجحان کی نظر بھی نہ ڈال۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس فرمان عالی کے جواب میں فرمایا: ﴿إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفاً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾[۱] یعنی میں نے غیر حق سے اپنا چہرہ پھیر لیا ہے، زمین وآسمان کے خالق کی طرف توجہ کرلی ہے، اطاعت خداوندی کے واسطے گردن جھکا دی ہے، اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ خدا کی محبت وجستجو اور اس کی بندگی میں دوسرے کو شریک کرلوں۔ حضرت رسالت پناہ ﷺ مومنوں کے مقتدا ہیں جو حکم ان کے لیے ہے وہ حکم مومنوں کے لیے بھی ہے۔ اور اللہ عزوجل کا فرمان "فَاتَّبِعُوْنِیْ" کے سبب ان کے افعال واقوال کی اتباع مومنوں پر لازم ہے۔ خصوصی دلیل اور عدم لزوم کی دلیل سے جو مستثنیٰ ہے اس کی بات ہی الگ ہے۔ لہٰذا مومنوں کو چاہیے کہ حکم اتباع کے بموجب دنیا کی طرف التفات نہ کرے صرف عقبیٰ سے راضی نہ ہو اور مولی کے علاوہ کسی پر اکتفا نہ کرے۔ ہمیشہ ذکر مولی اور محبت واشتیاق مولی ہی میں رہے اور مولی ہی کی طرف توجہ کرے۔

کفر کافر را ودین دیندار را

ذرۂ دردت دلے عطار را

کفر کافر کے لیے ہے اور دین دیندار کے لیے مبارک ہے، تیری محبت کے درد

[۱] سورۂ انعام، آیت ۷۹۔

کی کسک عطار کے دل کو حاصل ہو۔

الهی کفانی من نعیم الدنیا ذکرک و محبتك و شوقك، و کفانی من نعیم الآخرة لقائك و رضاك. اے اللہ! دنیاوی نعمتوں کی بجائے تیرا ذکر، تیری محبت اور تیرا شوق میری کفایت کرے، اور اخروی نعمتوں کی بجائے تیرا دیدار اور تیری رضا میری کفایت کرے۔

مشائخ نے کہا ہے کہ: الفقیر لا یلتفت الی الدنیا و لا یرضی بالعقبی و لا یکتفی الا بالمولی فقیر دنیا کی طرف التفات نہیں کرتا ہے اس لیے کہ دنیا گھٹیا و خسیس چیز ہے، مردار و گندگی کا گھر ہے۔ اور فقیر عقبیٰ سے راضی نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ عقبیٰ غیر مقصود ہے، معبود نہیں ہے بلکہ عطائے معبود ہے۔ حضرت شیخ شبلی سے مندرجہ ذیل حدیث کا مطلب پوچھا گیا:

حدیث نمبر ۳ "قال النبی ﷺ "أكثر أهل الجنة البله" [۱] زیادہ تر جنتی سیدھے سادے لوگ ہوں گے۔ جواب دیا کہ سیدھے سادے لوگ کیوں نہ جنتی ہوں گے کہ یہ لوگ [دنیاوی] نعمت دینے اور عطا کرنے والوں کو چھوڑ کر نعمت و عطا پر اکتفا کرتے ہیں اور صرف مولی تعالی ہی کو پسند کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہی مقصود و مطلوب ہے اور وہی معبود ہے۔

[۱] قرطبی، التذکرۃ للقرطبی: ص ۲۶۷، مصنف نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ذہبی، تلخیص العلل المتناهية: ۳۶۳، ذہبی نے کہا ہے کہ: اس کی سند میں سلامہ ابن روح ہیں، ان میں ضعف تھا۔ ابن رجب، ریاض القدس: ۳/۳۹۲، ابن رجب نے کہا ہے کہ: اس حدیث کی دو سندیں ہیں اور دونوں ضعیف ہیں۔ ہیثمی، مجمع الزوائد: ۱۰/۲۰۷، ۵۰۳، ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں سلامہ ابن روح ہیں، ابن حبان وغیرہ نے انکو ثقہ کہا ہے اور بہت سے محدثین نے ضعیف۔

گر دنیا و آخرت بیارند
کاین ہر دو بگیر و دوست بگذار
ما یوسف خود نمی فروشم
تو سیم سیاہ خود نگہدار

اگر لوگ دنیا و آخرت لے آئیں اور کہیں کہ تو ان دونوں کو لے لے اور دوست چھوڑ دے تو ہم اپنے یوسف کو نہیں بیچیں گے تو اپنے کالے دھن کی حفاظت کر۔

لا حول و لا قوۃ الا باللہ کی قوت اور حق تعالی کے شوق و محبت کی تقویت زخمی دل، اللہ والا فقیر اگر بلند ہستی کی نظر اپنی جانب اٹھائے اور اپنے آپ کو چیون زمرہ میں شمار کرے، تو بخدا وہ جھوٹا اور مدعی محض ہے۔

قومے کہ ہر دو کون بیک جو نمی خرند
ایشاں دم از محبت دنیا کجا زنند

جو لوگ دونوں جہاں کو ایک جو کے بدلے نہیں خریدتے یہ لوگ دنیا کی محبت کہاں دم مارنے والے ہیں۔

حقیقی محبت الٰہی کی نشانی کیا ہے؟

کیا تو جانتا ہے کہ اس قوم [دنیا و آخرت کو معمولی داموں میں نہ خریدنے اور مولی ہی پر اکتفا کرنے والوں] کی نشانی کیا ہے؟ اور اس **قوم کے افراد کون** ہیں؟ **ہر چیز کی ایک ظاہری نشانی اور کھلی دلیل ہوتی ہے** جس کے پاس وہ نشانی و دلیل نہیں **وہ جھوٹا اور محض دعوی دار** ہے اور بلا دلیل کا دعوی مقبول و محمود نہیں ہے۔

انیس
تو
کا شوق
من دھن
پہلا
بے چینی و
چھٹکارا کے
دل کو
اور در
نہ وہ پیر
دوسری
نہیں پاتے ہیں

دعویٰ کردی بما دلیلت باید

مہر موسیٰ وشوق خلیلت باید

گر صحبت آن یار خلیلت باید

مال وتن وجملہ سبیلت باید

تو نے ہمارا دعویٰ کیا ہے تمہارے پاس دلیل ہونی چاہیے، موسیٰ کی محبت اور خلیل کا شوق ہونا چاہیے۔ اگر تجھ کو اس دوست و خلیلؑ کی صحبت چاہیے تو اس کے راستے پر تن من دھن سب نثار کرنا چاہیے۔

پہلی نشانی یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ دنیا میں پرنم آنکھ، پریشان دل رکھتے ہیں اور بے چینی واضطرابی کے عالم میں حیراں وسرگرداں رہتے ہیں، دنیا سے بیزار اور دنیا سے چھٹکارا کے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ اور سوز جگر سے یہ شعر پڑھتے رہتے ہیں۔

نہ دل را جز تحیر پائے بندے

نہ جان را جز تمنا دلکشائے

دل کو بے چینی کے سوا کوئی چارہ نہیں اور جان کو تمنا کے سوا کوئی کشش نہیں۔

اور دردِ دل وغمِ زمانہ کے ساتھ یہ شعر گنگناتے رہتے ہیں۔

نہ پائے آنکہ از کرۂ خاک بگذارم

نہ دست آنکہ پردۂ افلاک بردرم

نہ وہ پیر ہے کہ سطح زمین سے گزر جاؤں اور نہ وہ ہاتھ ہے کہ پردۂ افلاک کو چیر ڈالوں۔

دوسری نشانی یہ ہے کہ یہ لوگ دونوں جہاں میں دوست کے بغیر کوئی آرام وقرار نہیں پاتے ہیں اور دونوں جہاں کی طرف گوشۂ آنکھ سے بھی نہیں دیکھتے ہیں، جان

و مال عزت وآبرو سب دوست کی طلب میں تج دیتے ہیں اور حق تعالیٰ کے بغیر کسی چیز میں مشغول نہیں رہتے ہیں اور اس شعر کو بزبان حال اپنا وظیفہ بنالیتے ہیں:

گر ہردو جہان دہند مارا

چوں وصل تو نیست ما فقیریم

اگر دونوں جہاں ہمیں دے دیں لیکن تیرا وصل نہ ہو تو ہم محتاج ہیں۔

فضیلت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

[جب آدمی اس حال میں پہنچ جاتا ہے] تو اپنی ''خودی'' سے نجات پا جاتا ہے اور دونوں جہان کی طرف مائل ہونے سے مردانہ وار نکل آتا ہے، ماسوی اللہ کی فکر سے آزاد ہو جاتا ہے، انوار الٰہی اس کے دل میں چمکنے لگتے ہیں، صفت بشریت سے نکل کر حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صفات سے متصف ہو جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ:

حدیث نمبر ۲۱/ ''من اراد أن ینظر الی میت یمشی علی وجہ الأرض فلینظر الی ابن ابی قحافة'' [ا] جو شخص زمین میں چلتا پھرتا مردہ دیکھنا چاہتا ہے وہ قحافہ کے بیٹے ابوبکر کو دیکھ لے۔ وجہ یہ ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مخبر صادق مبلغ واثق ﷺ کے حکم سے دنیا کو قید، قحط سالی اور سخت زندگی کا مرکز سمجھتے تھے، اس کو اپنا مسکن وجائے قیام شمار نہیں کرتے تھے، اس کی زیب وزینت کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے تھے، اس سے الفت ومحبت نہیں رکھتے تھے، ہمیشہ اس سے متنفر رہتے تھے، اس کے سرور وغرور سے مسرور ومغرور نہیں ہوتے تھے، اور دنیا کی جدائی کو قید خانہ

[ا] احمد المقری التلمسانی، نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب، ج ۱، ص: ۱۹۴، دار صادر بیروت لبنان۔

سے رہائی، تکلیف کی زندگی سے نجات اور قحط سالی سے چھٹکارے کا سبب سمجھتے تھے۔

اہل نظر کے نزدیک دنیا کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے

حدیث نمبر ۳۲/ قال النبی ﷺ: "الدنیا سجن المؤمن و سنته فاذا فارق الدنیا فارق السجن" [ا] رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ وقحط سالی ہے۔ جب مومن دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید، قحط سالی اور مفلسی سے نجات پا جاتا ہے۔ اس حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ مومن کو چاہیے کہ ہمیشہ دنیا میں ناپسندی ونفرت کے ساتھ رہے اور دنیا والوں سے کنارہ کش رہے۔

دنیا آں قدر نہ دارد کہ برو رشک برند
باوجود عدمش را غم بیہودہ خورند
نظر آں را کہ نہ کردند بریں مشتے خاک
الحق انصاف تواں داد کہ صاحب نظر اند
عارفاں ہرچہ بقائے ووفائے نکنند
گر ہمہ ملک جہان است بہیچش نخرند
ایں سرائے است کہ البتہ خلل خواہد شد
خنک آں قوم کہ دربند سرائے دگرند

[ا] ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱/۲۰۱، ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں عبداللہ بن جنادہ کے علاوہ سارے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں، اور وہ ثقہ ہیں۔ سیوطی، الجامع الصغیر، حدیث نمبر ۴۲۷۶، سیوطی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ احمد شاکر، مسند احمد، ۱۱/۸۰، احمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

دنیا وہ قدر و قیمت نہیں رکھتی کہ اس پر رشک کیا جائے اس کے فانی ہونے کے باوجود اس کی بے فائدہ فکر کی جائے۔ صاحب نظر وہ ہے جو اس مٹھی بھر مٹی [دنیا] کی طرف نظر نہیں کرتے، اور انصاف یہ ہے کہ وہی اہل نظر ہیں۔ عارفین کبھی بھی دنیا میں قیام اور اس کے ساتھ وفا نہیں کریں گے، اگرچہ پوری دنیا کی سلطنت انہیں دے دی جائے اسے کسی لائق نہیں سمجھیں گے۔ دنیا مسافر خانہ ہے یقیناً اس میں پریشانی ہوگی، آرام اس قوم کو ہے جو دوسرے مسافر خانہ کی فکر میں رہتے ہیں۔

بے وطن مومن اپنے پیارے وطن سے دور ومہجور پڑے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی دشمن دنیا کے ساتھ غیرت مند دوست کی مشغولیت سے راضی نہیں ہوتا اور بیچارے بے وطن کو دنیا کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ کہا گیا ہے کہ: 'دنیا کے ساتھ دین درست نہیں ہوتا اور دنیا میں دینار کے بغیر آرام نہیں ملتا'۔ اللہ تبارک وتعالی کمال غضب کے ساتھ فرماتا ہے:

حدیث نمبر ۳۳/ قال النبی ﷺ حاکیا عن اللہ تعالی: "من رضی عنا بدنیاہ عجلنا لہ مناہ وأوصلنا الیہ ہواہ ولکن بالفرقۃ قصواہ والجحیم ماواہ" [ا] جو بھی ہم کو چھوڑ کر دنیا سے راضی ہوگا یعنی دنیا پر اکتفا کرلے گا۔ ہماری طلب وجستجو، ہمارے وصال کے غم اور ہماری جدائی پر ماتم نہیں کرے گا تو اس کی خواہش کے مطابق ہم اس کی آرزوؤں کو جلدی پوری کر دیں گے، وہ ہم سے جدا ہوگا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

[ا] لم اطلع علیہ

آہ! کتنی بدبختی، کس قدر دائمی سخت دلی، کیا ہی لاعلاج مرض، کیا ہی ماتم فراق، کیا ہی بے انتہا حسرت، کیا ہی بے حساب نقصان اسکے نصیب میں ہے، جو حق تبارک وتعالی سے دور ومہجور ہو اور فانی دنیا سے مسرور ومغرور ہو۔ آہ! افسوس ہزار افسوس! نہ دنیا چھوڑنے کی طاقت نہ مولی سے ملنے کی صورت!!

نہ راہ شدن نہ روئے بودن
معشوق ملول ما گرفتار

جانے کا راستہ نہ رہنے کا خیال، معشوق رنجیدہ ہم گرفتار۔

جب تک مسافر اپنے وطن اور اپنے محبوب تک پہنچ نہیں جاتا ہے اس وقت تک تکلیف کی زندگی اور گوناگوں مصیبتوں میں گرفتار رہتا ہے۔ ہر روز خون کے آنسو روتا اور جگر پارہ پارہ کرتا ہے۔ ہر رات درد سے کراہتا اور جھلستا رہتا ہے۔

بناز خفتہ چہ داند کہ درد مند فراق
بشب چہ می گزراند علی الخصوص غریب

آرام سے سویا ہوا شخص جدائی کے درد کو کیا جانتا ہے کہ عاشق بالخصوص بے وطن کس طرح رات گزارتے ہیں۔

کتاب میں لکھا ہے کہ انسان جب شکم مادر میں آتا ہے تو حیض کا خون اس کی غذا بن جاتا ہے، اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ محبوب سے جدائی کی سزا خون کھانا اور جگر پارہ پارہ کرنا ہے، جب تک اپنے وطن سے دور اور اپنے محبوب سے مہجور رہیگا، قسم قسم کی مصیبتوں، گناگوں تکلیفوں اور رنج والم میں گھرا رہے گا، ہر لحہ جگر خون آلود اور آنکھیں اشک بار رہیں گی۔

دریاب دلے را کہ بہ روزے صدبار
خون می شود وباز جگر می بندد

اس دل کو حاصل کرلے جو ہر دن سو بار خون ہوتا ہے اور پھر جگر بنتا ہے۔

جو وصال وقرب کی قدر نہیں جانتا ہے وہ محبوب کو فراق میں ڈال دیتا ہے، اپنے ہجر وجدائی کی آگ میں اسے تپاتا رہتا ہے، قسم قسم کی مصیبتوں میں مبتلا کرکے اسے بے چین وبیتاب کردیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ فریاد کرنے لگتا ہے کہ:

ما قدر وصلت اے جان جہاں نشناختیم
لا جرم دربونہ ہجران تو بگداختیم

اے جان جہاں! ہم نے تیرے وصل کو پہچانا نہیں یقیناً ہم تیری جدائی کے غم میں گرفتار ہوگئے۔

بے وطن قید دنیا کی سختی میں تھوڑی مدت محبوس ومہجور رہتا ہے، جس کی مٹھاس زہر ہی زہر ہے، جس کا لطف سراپا قہر ہے، جس کا انصاف مکمل ظلم ہے، جس کی بنیاد بالکل ویران ہے، جس کا غم بے انتہا ہے، جس کا درد لاعلاج ہے، جہاں مطلوب تک پہنچنے کا راستہ منقطع ہے، جس کا وجود محبوب کی ملاقات سے روکنے کا سبب ہے، عقل مند اس کے مکر وفریب سے بے حال ہے اور غافل اس کے سامنے مجبور ہے، دل اس سے جلا ہوا ہے اور آنکھیں اس سے پرنم ہیں، عقل مند اس سے پریشان ہے اور غافل اس میں مست وبرباد ہے۔ تو اس میں مقید ومحبوس رہ کر یہ کلمات زبان سے ادا کر: دخلنا کارھین وکنا فیھا متحیرین وخرجنا منھا مضطرین۔ ہم دنیا میں بکراہت

آئے۔یعنی باغ وصال اور میدان قرب سے دنیا کے پنجرے وقید خانہ میں ہم مجبور ہوکر آئے ہیں۔ہزاروں آہیں نکلیں، دنیا کی قید میں ہزاروں حیرتوں میں پڑے رہے۔نہ قید خانہ سے چھٹکارہ ملنے کا کوئی بہانہ ملا اور نہ خود سے کوئی تدبیر ڈھونڈ سکے اور نہ دوست سے ملنے کی کوئی راہ نکال سکے۔اور جب روح کو بدن سے ایک گونا محبت والفت ہوچکی، بدن کے رگ وپا میں روح سما گئی تو فرشتوں نے روح کو سختی کے ساتھ کھینچ لیا، مجبوروں کو تلخی اور جان کی سختی کا مزہ چکھایا اور ہم دنیا سے بے اختیار و مجبور ہوکر نکل آئے۔اس حال میں دنیا سے نکلتے وقت بندہ پریشان ومضطر کیوں نہ ہوگا؟

موت کی سختیوں کا بیان

حدیث نمبر۳۴/ روی عن أبی هريرة رضی الله عنه أنه يبكی عند الموت فقيل له: لمَ تبكی؟فقال:لمَ لم أبك وقد سمعت رسول الله ﷺ قال:"ان الموت أشد من الطبخ فی القدر وأشد من القطع وبعد الموت سبعون هولا كل هول أشد من الموت سبعين درجة"[۱] مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ موت کے وقت رو رہے تھے،ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ جواب دیا: کیوں نہ روؤں! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ: موت ہانڈی میں پکانے سے زیادہ سخت ہے اور آرا سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جانے سے زیادہ دردناک ہے۔اور مرنے کے بعد ستر خوف ہوں گے اور ہر خوف موت سے ستر گونہ زیادہ سخت ہوگا۔

[۱] لم اطلع علیہ

میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ موت کی سختیوں میں سے ایک ذرہ پہاڑوں پہ رکھ دیا جائے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔ پہاڑ طاقت نہیں رکھتے آدمی بے چارہ کی تخلیق ہی تو سختی وتکلیف اور رنج وغم برداشت کرنے کے لیے ہوئی ہے تن آسانی وعیش وآرام کے لیے نہیں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ﴾[۲] ہم نے انسان کو رنج وغم برداشت کرنے کے لیے پیدا کیا ہے نہ کہ تن آسانی اور راحت کے لیے۔ بے چارہ آدمی کو خون کا گھونٹ پینے اور جگر پارہ پارہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

آدمی بہر بے غمی رانیست
پائے درگل جز آدمی رانیست
اے دل مرو بباغ بکنجے قرار گیر
بگذار ہرچہ ہست سر زلف یار گیر

آدمی بے غمی کیلیے نہیں ہے، آدمی کے سوا کسی کا پاؤں زمین میں نہیں ہے۔ اے دل! باغ میں مت جا، کسی گوشہ میں بیٹھ جا، ہر چیز چھوڑ دے اور زلف یار تھام لے۔

بیچارہ آدمی جب موت کی سخت تکلیفوں اور مصیبتوں کا مزہ چکھ لیتا ہے، دنیا کی قید سے ہزار وحشت وحسرت اور ندامت وکراہت کے ساتھ نجات پاتا ہے تو قبر کے تنگ وتاریک پنجرے میں داخل ہوجاتا ہے، جو کیڑوں، مکوڑوں، بچھوؤں اور سانپوں کا گھر ہے۔اس جگہ نہ آفتاب ومہتاب کی کرنیں داخل ہوتی ہیں اور نہ ہی کوئی چراغ روشن ہوتا ہے، روشنی کا کسی طرح کوئی گزر نہیں ہوتا۔ منکر ونکیر کے سوالات اور قبر کے

[۲] سورہ بلد:۴-

جھٹکوں کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ پھر یا تو جنت کی کھڑکیوں میں سے کوئی کھڑکی کھلتی ہے یا جہنم کے گڈھوں میں سے کوئی گڈھا ہوتا ہے۔

قبر کی پکار

حدیث نمبر ۳۵/ عن مقاتل بن سليمان أنه قال: "مكتوب في التورٰة ما من يوم إلا والقبر ينادي أنا بيت الدود أنا بيت الظلمة أنا بيت الحسرة، أنا بيت الوحشة، أنا بيت التراب، أنا بيت من دخل فيه لايخرج الى يوم القيامة، أنا بيت ماطلعت فيه الشمس ولاالقمر" [۱] حضرت مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ: توریت میں لکھا ہے کہ: کوئی دن ایسا نہیں گزرتا ہے مگر قبر ندا کرتی ہے کہ میں کیڑے مکوڑے کا گھر ہوں، میں تاریکی کا گھر ہوں، میں حسرت کا گھر ہوں، میں وحشت کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں وہ گھر ہوں جو میرے اندر داخل ہو جاتا ہے قیامت تک باہر نہیں نکلتا، میں وہ گھر ہوں جس میں چاند و سورج کبھی طلوع نہیں ہوتے۔

حدیث نمبر ۳۶/ روی عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أنه قال: ليس من ميت الا نادته حفرته: أنا بيت الظلمة والوحدة والانفراد، فان كنت مطيعا في حياتك فأنا عليك الرحمة، وان كنت عاصيا فأنا عليك النقمة، أنا بيت الذي من دخلني مطيعا خرج مني مسرورا، ومن دخلني عاصيا خرج مني مثبورا - [۲] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

---

[۱] ان لفظوں کے ساتھ یہ حدیث نہیں ملی البتہ اس معنی کی بہت سی حدیثیں وارد ہیں، دیکھیے: تخریج الاحیاء ۲۵۲/۵، حلیۃ الاولیاء ۳۹/۹، اور ذہبی کی العلم ص: ۲۸- [۲] مراجع سابقہ، دیکھیے حدیث نمبر ۳۵۔

روایت ہے کہ: ہر مرنے والے کو اس کی قبر ندا دیتی ہے کہ: میں تاریکی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، اگر تو زندگی میں مطیع و فرماں بردار ہوگا تو میں تجھ پر رحم کرونگی، اگر تو نافرمان و گناہ گار ہوگا تو میں تجھ کو سزا دونگی، میں وہ گھر ہوں جو میرے اندر فرماں بردار ہو کر داخل ہوتا ہے وہ شاداں و فرحاں نکلتا ہے اور جو میرے اندر نافرمان ہو کر داخل ہوتا ہے وہ دوزخی بن کر نکلتا ہے۔

حشر کی ہولناکیوں کا بیان

جب صور پھونکا جائیگا، سارے پیغمبر نفسی نفسی پکاریں گے مگر محمد ﷺ امتی امتی کہیں گے۔ جب معصوم پیغمبر حضرات ہیبت و دہشت کھائیں گے تو ہم گناہگاروں، مجبوروں، مفلسوں، بے آسراؤں اور بے قدروں کی حالت و کیفیت کیا ہوگی!

در آندم کہ از فعل پرسند قول
اولوالعزم را تن بلرزد زہول
بجائے کہ دہشت خورند انبیا
تو عذرے گنہ راچہ داری بیا

اس گھڑی جب کہ قول و فعل کے بارے پوچھا جائیگا اولوالعزم پیغمبروں کے بدن بھی خوف سے کانپ اٹھیں گے۔ جس جگہ انبیا خوف کھائیں گے [وہاں گناہگار سے کہا جائے گا کہ] تو اپنے گناہ کا کیا عذر رکھتا ہے پیش کر۔

حشر کی ہیبت و شدت اور سخت گرمی کے بارے میں کتاب میں لکھا کہ: گرمی محشر سے کچھ لوگ ٹخنہ تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے، کچھ گھٹنے تک، کچھ ناف تک، کچھ کمر تک، کچھ سینہ تک اور کچھ ہونٹ تک ڈوبے ہوں گے۔ مگر مومن کا ہونٹ سے زیادہ

پسینہ نہیں ہوگا کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی برکت، سے محفوظ رہے گا۔ اور دیگر مصیبتیں مثلاً: حساب، پل صراط، سوال، وزن اعمال، نامہ اعمال کی ساعت، فریق فی الجنۃ فریق السنار [ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں] کی ندا کی ہیبت اور اس قسم کی سختیاں اور مصیبتیں الگ سے جان پر پڑی ہونگیں۔ کتنی بدبختی وانتہائی شقاوت کی بات ہے کہ ہم دنیائے فانی کے غرور وسُرور سے مغرور ومسرور ہیں، غیر اللہ میں دلچسپی لے رہے ہیں اور ان مصائب وآلام سے غافل وبے خبر ہیں۔ جس کسی نے کہا ہے خوب کہا ہے:

شرط نبود کہ صاحب ماتم
بے خبر باشد از مصیبت خویش

یہ ضروری نہیں کہ غمزدہ شخص اپنی مصیبت سے بے خبر ہو۔

یہ تمام مصیبتیں اور پریشانیاں بے وطنی کا نتیجہ اور جدائی کی سزا ہے، اگر اپنے وطن اور اپنے محبوب سے دور پڑے نہ رہتے تو ان تنگیوں اور مصیبتوں میں گرفتار اور ان کے سزاوار نہ ہوتے۔

تا کہ از کوئے تو اے جان بجناح سفرم
فارغ البال نیم تیر بلا راسپرم

اے جان جاں! کب تک تیری گلیوں میں جسمانی سفر کی مشقتیں جھیلتا رہوں، فارغ البال نہیں ہوں مصیبتوں کا تیر تیرے حوالہ کرتا ہوں۔

پھر ان دو شعروں کو لکھ رہا ہوں جو پہلے لکھ چکا ہوں۔

گر دولت و بخت یار بودے مارا
در مسکن خود قرار بودے مارا

گر چشم بد زمانہ بما نہ زدی
در شہر کساں چہ کار بودے مارا

اگر دولت ونصیبہ ہمارا مددگار ہوتے تو اپنے مسکن میں ہمیں قرار نصیب ہوتا، اگر زمانے کی نظر بد ہم پر نہ پڑی ہوتی تو دوسروں کے شہر میں ہمارا کیا کام ہوتا۔

جب اس جاں گداز جدائی اور تکلیف دہ بے وطنی سے اللہ عزوجل کے فضل سے ہم نجات پائیں گے، اپنے وطن اصلی کو پہنچیں گے اور اپنے محبوب حقیقی سے ہم ملیں گے۔ عجائبات ونادراتِ دنیا کے خالق کے فضل وکرم سے مصیبتوں اور پریشانیوں سے ہمیں نجات ملی گی تو وہاں ہم کہیں گے الحمد لله الذی أذهب عنا الحزن۔

میرے عزیز نصوص ودلائل سے یہی ثابت ہے کہ نجات عمل سے نہیں ہوگی، اللہ عزوجل کے فضل وعنایت سے ہوگی۔

نجات کا مدار عمل نہیں ہے

حدیث نمبر ۳۷/ قال علیہ السلام: "لاینجی احدکم عملہ" قیل: وماأنت؟ قال: "ماأنا الا أن یتفضل لی" [۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا، پوچھا گیا: آپ کو بھی نہیں؟ جواب دیا، مجھ کو بھی نہیں مگر میرے ساتھ فضل کیا جائیگا۔

کہا جاتا ہے کہ فضل عمل کے بدلے نہیں ہوتا۔

خلقے چو من اندر طلبش رقص کنانند
تا دوست کراخواہد میلش بکہ باشد

(۱) بخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر ۵۶۷۳۔

یں قرار نصیب
ا کیا کام ہوتا۔
ل کے فضل سے
سے ہم ملیں گے۔
شانیوں سے ہمیں
ن۔
سے نہیں ہوگی، اللہ
ی احد کم عمله
ﷺ نے فرمایا: کہ تم
و بھی نہیں؟ جواب

مجھ جیسے بہت سے لوگ اس کی طلب میں رقص کناں ہیں کہ دوست کس کو چاہ لے اور اس کا رجحان کس کی طرف ہو جائے۔

لیکن عمل بیکار نہیں ہے بلکہ عمل کی فرضیت روشن دلیلوں اور قطعی برہانوں سے ثابت ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً﴾[١]۔

عمل کی اہمیت وافادیت

حدیث نمبر ۳۸/ قال رسول اللہ ﷺ: "ما منکم الا وقد کتب مقعده فی النار ومقعده فی الجنة" وقالوا: یارسول اللہ أفلا نتوکل علی کتابنا وندع العمل. قال: "اعملوا فکل میسر لما خلق له" [٢] رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانہ جہنم یا جنت لکھ دیا گیا ہے۔ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! تو پھر ہم کیا اس نوشتہ پر اعتماد نہ کرلیں اور عمل چھوڑ نہ دیں؟ یعنی اگر ہمارا ٹھکانہ جہنم ہے تو نیک عمل اور نیکیاں ہم کو فائدہ نہ دینگیں اور اگر ہمارا ٹھکانہ جنت ہے تو گناہ کے کام اور گناہ ہم کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عمل کرتے رہو اور عمل سے ہاتھ نہ کھینچو، اس لیے کہ ہر ایک کے لیے وہ چیز آسان اور میسر کردی گئی ہے جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ جس کو جنت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے جنت کا عمل آسان کردیا گیا ہے اور جس کو جہنم کے لیے

---

[١] سورۂ کہف: ١١٠۔ [٢] بخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر ٦٦٠٥، ترمذی، سنن الترمذی، حدیث نمبر ٢١٣٦، ترمذی اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ احمد شاکر، مسند احمد ٢/ ٢٧٨، احمد شاکر نے صحیح الاسناد کہا ہے۔ مذکورہ محولہ کتابوں میں "مقعده فی النار ومقعده فی الجنة" کی بجائے "مقعده من النار ومقعده من الجنة" کے الفاظ ہیں نیز "نتوکل" کی جگہ "نتکل" وارد ہے۔

پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے جہنمیوں کا عمل آسان کردیا گیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُّتْرَكَ سُدًى﴾[١] کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کو بیکار و مہمل چھوڑ دیا جائیگا [نہیں] بلکہ ہم انہیں "امر و نہی" سے آزمائیں گے۔ امر بجالائیگا اور نہی سے اجتناب کریگا تو اسکو جنت میں داخل کریں گے ورنہ ہاویہ دوزخ کے حوالہ کردیں گے۔ اس مضبوط اور بنیادی قاعدہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ عمل ضروری ہے۔ بے عملی مناسب کام نہیں ہے۔ عمل کا مقبول ہونا یا نہ ہونا ایک امر باطن ہے اس کو حجت نہیں بنایا جاسکتا۔ میرے عزیز! تو قیمتی اوقات کو غنیمت شمار کر، سرمایۂ عمر کی ہر گھڑی زوال پذیر ہے، اچانک موت کا فرشتہ آئیگا اور عمل کا موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔

سرمایۂ عمر کو غنیمت شمار کرنا چاہیے

حدیث نمبر ۳۹/ "مصابیح" میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قریب سے گزرے، ان کو دیکھا کہ اپنی ماں کے ساتھ دیوار لیپ رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: "ما تصنع"؟ فقال ابن عمر: نطین. فقال رسول اللہ ﷺ "الأمر أسرع من ذالك" [٢] تو کیا کر رہا ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: دیوار لیپ رہا ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: معاملہ اس سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ یعنی تو لیپا پوتی اور گھر

---

[١] سورۂ قیامہ: ٣٦۔ [٢] ابوداؤد، سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ٥٢٣٥۔ منذری، الترغیب والترہیب، ٤/ ٢٠٠، منذری نے اس حدیث کی سند کو صحیح یا حسن بتایا ہے۔ سیوطی، الجامع الصغیر، حدیث نمبر ٣٠٨٤، سیوطی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ محولہ بالا کتابوں میں "ما تصنع" کی بجائے "ما هذا" اور "نطین" کی جگہ "نصلحه" اور "أصلحه" کے الفاظ ہیں۔ منذری کے علاوہ دیگر محدثین اس واقعہ کا انتساب حضرت عبداللہ ابن عمر کی بجائے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی طرف کیا ہے۔

سازی میں لگا ہوا ہے اچانک موت کا فرشتہ آئیگا اور قبر میں کھینچ لے جائیگا اور کام بنائے بغیر تو دنیا سے چلا جائیگا اور حسرت وندامت اٹھائے گا۔

حدیث نمبر ۴۰/ قال عبد الله ابن عمر رضی الله عنهما: "اذا امسيت فلا تنظر الصباح واذا أصبحت فلا تنظر المساء، وخذ من صحتك لمرضك ومن حيوتك لموتك "[۱] حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تو شام کرلے تو صبح کا انتظار مت کر اور جب صبح کرلے تو شام کا انتظار مت کر اور اپنی صحت سے تھوڑا حصہ مرض کے لیے اور اپنی زندگی سے تھوڑا حصہ موت کے لیے بچائے رکھ۔ یعنی جب تو شام کرلے تو اسی کو غنیمت خیال کر، اسی میں آخرت کا توشہ تیار کرلے اور صبح کا انتظار مت کر اور جب تو صبح کرلے تو اسی کو غنیمت شمار کر، آخرت کے واسطے اسی میں توشہ تیار کرلے اور شام کا انتظار مت کر کہ یہ کاہلی ہے۔ موت کا فرشتہ اچانک آئیگا اور اس وقت تو فرصت پائیگا یا نہیں [کچھ کہا نہیں جاسکتا] اور اپنی صحت سے مرض کے لیے کچھ حصہ بچا کر رکھ لے یعنی اپنی صحت کو غنیمت شمار کر اور اس میں طاعت وعبادت کرنے میں کاہلی وسستی مت کر کہ حالت مرض میں تو کمزور ہو جائیگا اور عبادت نہیں کر پائیگا۔ اور اپنی زندگی کو غنیمت جان ان عزیز اوقات کو ضائع مت کر ورنہ موت کے بعد تو ندامت اٹھائیگا، اور صد ہزار حسرت میں مبتلا ہوگا۔ کہ یہ

[۱] بخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر ۶۴۱۶ - ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، ۳/۳۰۲، ابو نعیم نے کہا ہے کہ یہ اثر حضرت اعمش کی روایت سے علماء کے درمیان متفق علیہ ہے۔ [۲] سورۂ یونس: ۹۱

حسرت وندامت کوئی کام نہ آئیگی۔ اللہ تعالی کا فرمان پہنچے گا: آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ [۲] تو نے نافرمانی کی ہے، اب حسرت وندامت اٹھا رہا ہے۔ میرے حکم کی تو نے خلاف ورزی کی ہے اور میری اطاعت وبندگی میں تو نے کوتاہی کی ہے۔ یہ بدترین ندامت ہے اور بدترین معذرت ہے۔

حدیث نمبر ۴۱/ قال النبی ﷺ: "شر الندامة يوم القيامة وشر المعذرة حين يحضر الموت "[۱] رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: سب سے بری ندامت قیامت کے دن ہی کی ندامت ہے اور سب سے بری معذرت مرنے کے وقت کی معذرت ہے۔

نصیحت ہمیں است اے جان برادر
کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

اے بھائی! یہی نصیحت ہے کہ جہاں تک ہوسکے اوقات ضائع مت کر۔ دین کے کام اور توشہ آخرت کی تیاری میں کوتاہی وکاہلی مت کر، عبادت و طاعت سے روکنے والے حوادثات اور پیش آنے والی مصیبتیں بہت ہیں۔ گریبان جھانک کر دیکھ اور دامن سے ہاتھ جھاڑ کر تیار ہوجا، آج عمل سے باز مت رہ تاکہ کل اجل سے پیر نہ پھسلے اور شرمندگی وندامت نہ اٹھانا پڑے۔

[۱] سفارینی حنبلی، شرح کتاب الشہاب، ص: ۸۷۵ - سفارینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث مرفوعا وموقوفا دونوں طرح روایت کی گئی ہے، موقوف والی سند حسن ہے۔ حدیث میں "شر المعذرة" کی بجائے "شر المعذرة" ہے۔

حدیث نمبر ۴۲/ قال النبی ﷺ:" ماینتظر أحد کم من الدنیا الأمرضامفسداأو هرمامقترا أو موتا محهزا"[ا] تم میں سے کوئی شخص دنیا میں انتظار نہیں کرتا مگر ایسے مرض کا جو اعضا میں فساد پیدا کردے اور اس سے عبادت وطاعت میں کاہلی وخلل پیدا ہو، اور ایسے بوڑھاپے کا جو عبادت میں بے ضابطگی اور کمزوری لائے۔ حضرت پیردست گیر سے یہ مثنوی میں نے خود سنی ہے۔

نکردی در جوانی کاربارے
بہ پیری کے توانی کرد کارے
بہ غفلت می گذاری روزگارے
مگر درگور خواہے کردگارے
اگر خواہی خلاصی از اسیری
بکن ہم درجوانی کارپیرے
جوانی کو بود برطرز پیراں
ازو گردد دل ابلیس بیراں

تو نے جوانی میں مشقت کا کام نہیں کیا تو بوڑھاپا میں کیا کام کرپائیگا۔ غفلت میں دن گزار دئے مگر قبر میں خدا کو یاد کریگا۔ اگر قید سے رہائی چاہتا ہے تو جوانی ہی میں بوڑھاپا کا کام کرلے۔ جوانی بوڑھاپا کی طرح کب ہوتی ہے اسی سے ابلیس کا دل رنجیدہ ہوتا ہے۔

[ا] ان لفظوں کے ساتھ حدیث نہیں ملی، اس معنی کی بہت سی حدیثیں ہیں۔ دیکھئے: ترمذی حدیث نمبر ۲۲۳۹، شرح السنہ، حدیث نمبر ۳۹۳۴، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۸۷۲۲، ۲۰۷۶، شعب الایمان، حدیث نمبر ۹۸۶۸، ۹۸۶۹۔

تم میں سے کون شخص موت کا انتظار کرتا ہے؟ جو اچانک آئیگی اور تمہارا کام ابھی مکمل بھی نہ ہوپائے گا کہ تم کو دنیا سے اٹھالے جائیگی اور تمہارے سرمایۂ زندگی کو برباد کرڈالے گی۔ ابھی سے آتش شہوت پر ریاضت کا پانی ڈال دے، خواہشات نفس کے سر پر مٹی ڈال دے، صحت وفرصت کی نعمت کو غنیمت جان اور خود کو زبان کا مارا ہومت بنا تاکہ شرمندہ اور پریشان نہ ہونا پڑے۔

فرصت اور صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں

حدیث نمبر ۴۳/ قال رسول اللہ ﷺ:"نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ"[ا] رسول کریم ﷺ فرمایا کہ: اللہ عزوجل نے دو نعمتیں بندوں کو ایسی دی ہیں کہ بہت سے لوگ ان کو برباد کردیتے ہیں۔ پہلی نعمت صحت اور دوسری نعمت فرصت ہے۔ تو خواب غفلت سے بیدار ہوجا اور کام میں لگ جا۔ میں نے پیردست گیر سے سنا ہے:

برسر کار اے چرا خفتۂ
کار چناں کن کہ پذیرفتۂ
کار کن کاربگذار از گفتار
کاندریں راہ کار دارد کار

کام کے وقت تو کیوں سویا ہوا ہے، ایسا کام کر کہ تیری تعریف ہو۔ بات چھوڑ

بخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر ۶۴۱۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، حدیث نمبر ۲۰۸۶، سیوطی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ زرقانی، مختصر القاصد، حدیث نمبر ۱۱۴۶، زرقانی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

دے کام کر، اس راہ میں کام ہی کام آتا ہے۔

بغیر مشقت کسی کو خزانہ ہاتھ نہیں آتا، بغیر کانٹے کے پھول تک رسائی نہیں ہوتی اور بغیر محنت کسی کو آرام نہیں ملتا۔

مشقت اٹھائے بغیر جنت نہیں ملتی

حدیث نمبر ٤٤/قال علیہ السلام: "حفت الجنة بالمکاره وحفت النار بالشهوات" [ا] رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جنت کو مشقت ومحنت اور تکلیفوں نے گھیر رکھا ہے اور جہنم کو خواہشوں، لذتوں اور آرام نے گھیر رکھا ہے۔ یعنی تو جنت میں محنت ومشقت اور جانکاہی کر کے ہی پہنچ پائے گا اور شہوتوں، لذتوں اور آرام کی وجہ سے تو جہنم میں چلا جائے گا۔ اسی معنی کو پیر دستگیر سے میں نے سماعت کیا ہے کہ:

از کف ایں خاک بافسوں گرے
چارہ آں کن کہ جان چوں برے
مرغ نئی برتوانے پرید
تاکئی جان نتوانے رسید

جب تیری جان اس روئے زمین سے نکلے تو ایسی تدبیر کر کہ عمل کا توشہ ساتھ

[ا] مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۸۲۲ -ترمذی، سنن الترمذی، حدیث نمبر ۲۵۵۹، ترمذی نے حدیث کو حسن غریب کہا ہے، ابن کثیر البدایہ والنہایہ، ۲/ ۳۲۰؛ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے کیوں کہ اس کے شواہد بہت ہیں۔ عینی، عمدۃ القاری، ۱۰/ ۶۲۷-

رہے۔ چڑیا پر کے بغیر اڑ نہیں سکتی جب تک تو جاں فشانی نہ کرے منزل تک پہنچ نہیں سکتا۔

جانکنی و جاں فشانی یہ ہے کہ صحیح توبہ و مرشد کامل کی ارادت کے بعد سخت ریاضت، دل کو وردہ، رات کو نماز، کم خوراک، کم نیند، کم کلام، نوافل کی کثرت، نماز معکوس، صوم طے، قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت، لا الہ الا اللہ کے ذکر پر ہمیشگی، ریاضت ومجاہدہ، تزکیۂ نفس، برے اوصاف کو اچھے اوصاف سے، حیوانی صفتوں کو ملکوتی صفات سے تبدیل کرے۔ نفس امارہ کو مزکی کرے۔ اس طرح کا تصفیہ وتخلیہ اور تجلیہ کے بعد دل مشغول ہوتا ہے۔ تصفیہ یہ ہے کہ آئینۂ دل کو دنیا کے رنج والم کے زنگوں اور اسکی طرف میلان، اسکی خواہش ولالچ، الفت ومحبت اور بیکار وعبث اندیشہ سے پاک وصاف رکھے۔ تخلیہ یہ ہے کہ: دل اگر خستہ حال ہے تو اسے غیر حق کے نام لینے سے اور اللہ عزوجل کے علاوہ تمام چیزوں سے پاک کرلے۔ یعنی حق کے علاوہ کسی چیز کی فکر کو دل میں راہ نہ دے اگر دل میں کسی چیز کا گزر ہوتا ہے تو "نفی خاطر" کے عمل سے اس کو دور کردے۔

چو داری مونسے چوں قل ہو اللہ
خطے درکش بگرد ماسوی اللہ

جب قل ھو اللہ جیسا تیرا مونس ہے تو اللہ کے سوا ہر ایک سے خط فاصل کھینچ دے۔

تجلیہ یہ ہیکہ ذکر وشوق سے، محبت کے انوار سے، پروردگار عالم کے اسرار ورموز

سے تیرا دل منور و مجلی ہوجائے۔ جیسا کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ: "اعبد ربك كأنك تراه" [1] اپنی رب کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔

تجلیِ الٰہی کا مرکز دل ہے

میرے عزیز! اپنے دل کو مردار و ناپاک دنیا کی چاہت ومحبت اور اس کے رنج والم سے پاک وصاف رکھ۔ دل کی تختی سے غیر حق کے نقوش کو دھو ڈال، دل کے صفحہ میں اللہ کا نقش، نقش حجر کی طرح کندہ کرلے، دل کی آنکھ کو دنیا میں 'نظر خیال' کی طرح بھی نظر کرنے نہ دے۔ ایسا کرنے سے ممکن ہے کہ دنیائے فانی کی الجھنوں سے، لایعنی وفکر وخیال سے اور غیر حق کے خطرات سے تجھ کو نجات مل جائے، بکھرے خیالات کو تو جمع کرسکے اور 'پاس انفاس' کی عبادت تیرے ہاتھ آجائے۔ ع

اللہ بس است عاشقان را

عاشقوں کے لیے اللہ ہی کافی ہے یعنی غیر اللہ کے نقش کو مٹانے کے لیے اللہ کافی ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

نقش زیبا بتو آوردمرا بردرتو
فارغم کرد زنقش درودیوار مرا
گرتو ام یار شوی من نکنم یار دگر
گوشہ گیرم وہر گوشہ نہم کار دگر

تیری صورت زیبا نے مجھ کو تیرے در پہ لایا ہے، مجھے دوسرے در ودیوار کی صورت سے آزاد کردیا ہے، اگر تو میرا یار ہوجائے تو میں دوسرے کو اپنا یار نہ بناؤں

[1] بخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر ۴۷۷۷، ابن عربی، احکام القرآن، ۲۲۷/۴، ابن کثیر، تفسیر القرآن، ۱۷۹/۲۔

تیری چوکھٹ تھامے رہوں تیری چوکھٹ ہی سے مطلب رکھوں۔

کیا تو نہیں جانتا ہے کہ جو [redacted] ہے۔ اسی طرح دل جب کمینی، مردار اور ناپاک دنیا کے رنج والم اور اسکی چاہت ومحبت کی نجاستوں و ناپاکیوں سے ملوث ہوگا تو اس میں حق تعالی کے اسرار، اس کے مشاہدہ کے انوار، اسکی محبت ومعرفت کیوں کر سمائے گی؟ اس کے ذکر وشوق اس دل کو کیوں کر حاصل ہوں گے؟ حق تعالی کے مشاہدہ کے انوار، اسکی ملاقات کا شوق اور اس کی محبت ومعرفت اس دل میں کیوں کر آئیگی؟ دل کا دروازہ کھول تاکہ دل کشادہ ہوجائے، اسرار الٰہی اور رموز نامتناہی کی طرف قدم بڑھا تاکہ وہ ظاہر ہوجائیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ:

من بر دریچۂ دل بس گوش جان نہادم
چندان سخن شنیدم اما دو لب ندیدم

میں نے دل کے دریچہ پر کان لگادیا ہے، باتیں تو سنیں لیکن رخ نہ دیکھ پایا۔

کیوں کہ یہ دل دنیائے فانی کے حرص وہوس اور لایعنی باتوں میں مشغولیت کی بنیاد پر بتخانہ بن گیا ہے، جیسا کہ مشائخ ربانی کے اقوال سے ثابت ہے کہ "ما شغلك عن الحق فهو صنمك" جو تجھ کو حق سے موڑ دے وہ تیرا صنم ہے۔

دلے یکے منظر یست ربانی
خانۂ دیورا چہ دل خوانی

دل تجلی مولی کی جگہ ہے شیطان کے مسکن کو کیوں کر دل کہا جائے گا۔

قلب سلیم کسے کہتے ہیں

آیت نمبر ۱/ قال اللہ تعالی ﴿یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ﴾[۱] قیامت کے دن مال واولاد نفع نہیں پہنچائیں گے مگر جو خدائے تعالی کے حضور قلب سلیم کے ساتھ آئیگا۔ [redacted] ہے۔ شیخ عبداللہ انصاری نے کہا ہے کہ: دل کو اس طرح سلیم بنا کہ تو حق کو تسلیم کرلے۔ یعنی دل کو شک وشبہ، حرص ولالچ، دنیائے فانی کی محبت، لایعنی باتوں میں مشغولیت اور غیر حق سے پاک وصاف کرلے، اسے حق تعالیٰ کے سپرد کردے اور اس میں غیر حق تعالیٰ کا گزر نہ ہونے دے تاکہ اس میں اللہ عزوجل پروردگار عالم کے انوار واسرار کا نزول ہوسکے۔ جو دل بھی لایعنی باتوں میں مشغول اور دنیائے فانی کے حرص وہوس میں مبتلا ہوتا ہے وہ دل بیمار اور کمینہ ہے۔ اور جب ان بیماریوں سے نجات پاجاتا ہے تو پھر سلیم وکریم ہوجاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۵/ قال النبی ﷺ: "[۳]الا ان فی جسد ابن آدم مضغة اذا فسدت، فسد جمیع البدن، واذا صلحت، صلح جمیع البدن، الا وھی القلب"[۲] (رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: سنو! انسان کے بدن میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ صحیح رہتا ہے تو پورا بدن صحیح رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوجاتا ہے تو پورا بدن خراب ہوجاتا ہے، سنو، وہ دل ہے۔) جو دل بھی دنیائے فانی کی لالچ ومحبت اور لایعنی کاموں کی وجہ سے مردہ ہوگیا ہے اگر اس کو وعظ ونصیحت کی جائے

[۱] سورۂ شعراء:۸۹-[۲] مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۱۸۳۸۸-صحیح ابن حبان ص:۳۰۰-شعب الایمان حدیث=

قرآن واحادیث اور بزرگوں کے اقوال پڑھ کر سنائے جائیں تب بھی اس پر کوئی فائدہ مرتب ہونے والا نہیں ہے اور وہ بیدار ہونے والا نہیں ہے؛ بلکہ اس دل کو ان باتوں سے وحشت ہوتی ہے اور وہ سننے کو تیار نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ دنیائے فانی کی حد درجہ لالچ ومحبت اور اس کے برے اوصاف نے اس کو مردہ بنادیا ہے۔

دنیا طلب کرنے والے مردہ انسانوں کی طرح ہیں

آیت نمبر ۲/ قال اللہ تعالی: ﴿اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی﴾[۱] بیشک اے نبی آپ مردوں کو سنا نہیں سکتے۔ اس لیے کہ یہ سننے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ اگر آپ دنیا اور دنیا والوں کی کہانی اور فضول حکایتیں بیان کریں گے تو ہوش کے کان اور آرام سے سنیں گے اور ان میں لذت محسوس کریں گے۔ ہاں! گوبریلا کے واسطے گلاب کی خوشبو ہلاکت کا سبب ہوتی ہے اور گوبر وبدبو اس کے لیے حیات ونشاط کا سبب ہوتی ہے۔ شیخ فریدالدین عطار نے "اسرارنامہ" میں لکھا ہے کہ: ایک بھنگی عطر فروشوں کے محلہ سے گزرا، عطریات کی خوشبو اسکے دماغ میں پہنچی اور وہ بے ہوش ہوگیا اور اسکی جان منہ کو آگئی۔ عطر فروش حضرات اس کے چہرے پر عطر وعرق گلاب چھڑکنے لگے، اس سے اسکی بے ہوشی وبے چینی میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔ عین اسی وقت ایک حکیم وہاں پہنچ گئے، اس نے تھوڑا سا تر گوبر اسکی ناک پر رکھا، وہ اسی وقت

٭نمبر ۴۵- اس حدیث کو بیس سے زائد محدثین نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ان میں "ان فی جسد ابن آدم" اور "جمیع البدن" کے الفاظ کے ساتھ کوئی روایت نظر سے نہیں گزری۔ مرویات میں "فی الجسد"، "فی الانسان"، "فی ابن آدم" اور "الجسد کله، سائر الجسد، سائر جسده" جیسے الفاظ درج ہیں۔-[۱] سورۂ نمل:۸۰، سورۂ روم:۵۲-

ہوش میں آگیا اور اس کی طبیعت بحال ہوگئی۔

شیخ عطار ہی نے ''منطق الطیر'' میں لکھا ہے کہ: ایک دیوانہ ویران جگہ پر رہتا تھا ایک بار شہر میں پہنچ گیا، شہر میں وہ اپنی ناک پکڑے ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا: تو ناک کیوں پکڑا ہوا ہے؟ جواب دیا: گندگی دنیا کی بدبو کی وجہ سے۔

میرے عزیز! اس گندگی کی بو عرش کے ان پرواز کرنے والوں کے دماغ میں پہنچتی ہے جن کی روح وصال دوست کے گلستان کی خوشبو پاتی ہے، شہد معرفت کی مٹھاس، شہد کی مکھیوں کی طرح چوستی رہتی ہے، حق تعالی کی محبت وشوق کے گلزار کی ٹھنڈی ہوا ان کی مشام جاں کو معطر کرتی ہے، اور وہ اپنے صحن دل سے اغیار کے بتوں کے شور وشرابے کو مانند غبار اڑا دیتے ہیں۔

دل عرش اعظم است بکن خالی از بتاں
بیت المقدس است مکن جائے بتکدے

دل عرش اعظم ہے بتوں سے اس کو خالی کر، بیت المقدس ہے اس کو بت کدہ مت بنا۔

یہ خوشبو ان کے دماغ میں نہیں پہنچتی جو گبریلا کی طرح خود کو مردار دنیا سے آلودہ رکھتے ہیں، حق تعالی کی محبت کی خوشبو ان کے دماغ تک نہیں پہنچتی ہے جو دنیا کی ناپسندیدہ بو سے آلودہ ہو کر خود کو دنیا میں شامل کر لیتے ہیں، انھوں نے دنیا پر اپنی عزت وذلت تج دیا ہے، دین کا غم اپنے دل سے نکال دیا ہے، موت اور قیامت کے حالات کو بھول گئے ہیں، عمر عزیز کو غفلت میں ڈال کر برباد کر دیے ہیں، ان کی شہوت کی

آگ بھڑک اٹھی ہے، وہ دنیا کی طلب میں بے آبرو ہو گئے ہیں اور ذلت ورسوائی کی خاک اپنے سر پہ ڈال لئے ہیں۔ شہسوار میدان طریقت، شہباز گنبد حقیقت، مست شراب شوق حضرتِ غفار حضرت شیخ فریدالدین عطار نے بہت اچھا کہا ہے کہ:

درغم دنیا گرفتار آمدے
خاک برفرقت کہ مردار آمدے
تشنۂ مردار دنیا آمدے
لاجرم مہجور معنی آمدے
ہر کہ مشغولت کند از کردگار
بت بود درخاک افگن زینہار
ہست دنیا آتشے افروختہ
ہر زمان خلقے دگر را سوختہ
کار دنیا چیست بیکاری ہمہ
چیست بیکاری گرفتاری ہمہ

تو غم دنیا میں گرفتار ہو گیا، مرنے کے بعد فرقت کی مٹی ہی ہاتھ آئیگی۔ مردار دنیا کی پیاس تجھ کو لگی ہے، یقیناً تو حق سے دور ہو گیا ہے۔ جو شی بھی تجھ کو اللہ سے پھیر دے وہ بت ہے یقیناً اسے مٹی میں دفن کر دے۔ دنیا ایک روشن آگ ہے ہر لمحہ ایک دوسری مخلوق کو جلاتی رہتی ہے۔ دنیا کا سارا کام بیکار ہی ہے اور سب کا اس میں مبتلا ہونا بیکاری ہے۔

میرے عزیز! دل کی مراد کی تکمیل کے لیے ساری دنیا کو گلے لگائے رکھ، عیش و عشرت کے جام میں دنیا کا شراب پیتا رہ، نفس امارہ کی آرزوؤں اور اسکی خواہشوں کی تکمیل اس دنیا سے کرتا رہ، نعمتوں سے نوازنے والے رب کی قسم قسم کی نعمتوں اور دنیا کی دولت وعشرت کی لذتوں کو چکھتا رہ، ساری دنیا کو اپنے قبضہ وتصرف میں لے کر استعمال کرتا رہ، اپنے محلوں اور بلڈنگوں کو پھولوں سے سجائے رکھ، آخر کار تو مٹی کا قیدی ہوگا، بے قدر وقیمت کیڑوں کا لقمہ ہوگا، قبر کی شدت نہ چاہ کر کے بھی سہنا ہوگا، منکر ونکیر کے سوالات کے سامنے تو عاجز ودرماندہ ہوگا اس وقت کوئی چیز تیری مدد کے لیے دست گیر نہ ہوگی، اگر ہوگا تو صرف رب قدیر کا فضل وکرم ہوگا۔ امام المسلمین قطب الکونین حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

هب ان النفس قد بلغت مناها
الم تكن المنية منتهاها
رفيقك سار فاعتبروا اعتبارا
وعمرك طار فانتبه انتبهاها
صرفنا العمر فى لعب ولهو
فاها ثم اها ثم اها
احب الصالحين ولست منهم
لعل الله يرزقنى صلاحها

فرض کرلو نفس نے اپنی خواہشات پوری کرلی، کیا موت اس کی انتہا نہیں

ہے؟ تیرا ساتھی جا چکا، تم خوب عبرت حاصل کرلو، تیری عمر گزرنے والی ہے اچھی طرح سے ہوشیار ہوجاؤ۔ ہم نے عمر لہو ولعب میں برباد کردی، اب افسوس ہی افسوس ہے۔ پرہیزگاروں سے میں محبت کرتا ہوں اور خود ان میں سے نہیں ہوں امید ہے کہ اللہ تعالی مجھے اصلاح نفس کی توفیق دے گا۔

افسوس افسوس!!! ایک گھڑی کے لیے تو خواب غفلت سے بیدار ہوجا کہ ساری عمر مہلت دی گئی ہے، وقت مقرر ہے ورنہ موت کا فرشتہ بے خبری میں پہنچ جائیگا - خام، نیم پختہ اور پختہ سب کو اٹھا لے جائیگا، اس کے بعد دوسرے ایام میسر نہ ہوں گے۔ عمر پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے فرصت کبھی ملتی نہیں ہے "الفرصة تمر مر السحاب" کہ فرصت بادل کی مانند گزر جاتی ہے۔ "الفرصة غنيمة والغفلة غرامة" فرصت غنیمت ہے اور غفلت ندامت ہے۔

غافل مباش ار عاقلے دریاب گر صاحبدلے
باشد کہ نتواں یافت دیگر چنیں ایام را

اگر تو عقل مند ہے تو غافل مت رہ اگر صاحب دل ہے تو حاصل کرلے، ہو سکتا ہے کہ دوبارہ ایسے دن میسر نہ ہوں۔

دن اور رات کی پکار

حدیث نمبر ٤٦ حدیث شریف میں آیا ہے کہ: ہر آنے والا دن یہ جملہ کہتا ہوا طلوع ہوتا ہے کہ: "يا ابن آدم اغتنمنى وخذ حظك منى فمتى أفارقك لا أعود اليك أبدا" [۱] اے ابن آدم! مجھے غنیمت جان، مجھ سے اپنا حصہ لے لے

[۱] لم اطلع علیہ۔

یعنی نیکی و بھلائی کرلے جب میں تجھ سے جدا ہو جاؤنگا پھر واپس نہیں آؤنگا۔ جس کسی نے کہا ہے خوب کہا ہے کہ:

امروز کہ روزعمر برجا است
می باید کرد کار خود راست
فردا چو اجل عنان بگیرد
عذر من وتو کجا پذیرد

آج کا دن جو زندگی کا قیمتی دن ہے، چاہیے کہ اس میں اپنے کام درست کرلئے جائیں جب موت کے ہاتھ میں لگام ہوگا ''من وتو'' کا عذر قبول نہ ہوگا۔

آج حق تعالی کے سوا جو چیز بھی تیرا دل بند ہے کل وہ تیری معین ومددگار نہ ہوگی اور نہ راہ نجات کا ہادی اور نہ نجات دہندہ ہوگی۔ آج حق کے سوا جو چیز بھی تیرا محبوب ہے کل وہی تیری جان کی ہلاکت کا سبب ہوگی۔ آج حق کے سوا جو چیز بھی تیرا مونس ہے کل وہی تیرے لیے باعث وحشت ہوگی لہذا مرنے سے پہلے ہر چیز سے دل اٹھا لے، ''موتوا قبل أن تموتوا'' کا شربت نوش کرلے، غفلت کا پردہ چاک کردے، اور ہمت کرکے حق تبارک وتعالی کی طرف اڑان بھردے۔

اے دل ببر از ہرچہ تراپیوند است
زیراچہ ہمہ برجان تو فردابنداست
سودے طلب از عمر کہ سرمایہ عمر است
روزے چنداست وکس نداند چنداست

اے دل! جن چیزوں سے بھی تیرا تعلق ہے انھیں دل سے نکال دے، اس لیے کہ کل سب تیری جان کے لیے وبال ہوں گی۔ عمر سے فائدہ طلب کر کہ عمر سرمایہ ہے، دن تھوڑے ہیں اور کسی کو نہیں معلوم کہ کتنے ہیں۔

مصیبت میں مبتلا بے چارہ بے وطن، رنج والم میں گرفتار وبے قرار ہے، وطن محبوب تک رسائی دشوار ہے، راہ سفر کے آفات لامحدود اور خطرناک ہیں، سواری لنگڑی اور منزل دور ہے، محبوب بے نیاز اور غیرت مند ہے اور محبوب کے بغیر نہ جینا ممکن ہے اور نہ دوست تک پہنچنا مقدور ہے!!

راہ نہ ایمن است منزل دور
مرکب لنگ یار سخت غیور

راستہ پر امن نہیں ہے منزل دور ہے، سواری لنگڑی ہے اور دوست غیرت مند ہے۔

امید اور خوف کا حسین امتزاج

حدیث نمبر ۴۷

اوحی اللّٰہ تعالی الی داؤد: "یاداؤد! بشر المذنبین بأنی غفور وأنذر الصدیقین بأنا غیور" [۱] اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ: اے داؤد! گناہگاروں کو خوش خبری دے دو کہ میں گناہ بخشنے والا ہوں وہ زیادہ گناہ گاری وبد کرداری کی وجہ سے ناامید نہ ہوں، وہ اپنے ہاتھ ہماری مغفرت کی امید کی رسی سے باندھ لیں۔ منزل عصیان کے سرپھیروں کو اور شرکشی کی گلیوں میں چکر لگانے والوں کو بتادو کہ میں ان کو بخشنے والا ہوں اور

[۱] سید ابن طاؤس، اقبال الاعمال، ۱/۱۳۳- امام جمال الدین ابن جوزی، بحر الدموع، فصل اول، ۱/۴۱-

بھاگنے والوں کو[قربت کی نعمت دے کر] قبول کرنے والا ہوں۔ اور صدیقوں کو ڈراؤ کہ میں غیرت والا ہو خیرات وحسنات اور اپنی صداقت ودیانت داری کی بنیاد پر مغرور وفریب خوردہ نہ ہوں، اور نہ اسکی بنیاد پر خود پسندی میں مبتلا ہوں کہ یہ نیکیاں بھی میری توفیق وتخلیق ہی سے ہیں، ان کی اپنی ایجاد سے نہیں۔ اور انھیں تنبیہ کردو کہ میرے عدل وانصاف سے ڈریں کہ اگر میں فضل کروں تو نجات پائیں گے اور عدل کروں تو عاجز ودرماندہ ہوجائیں گے۔

گفتم نہ کنم، گنہ ہے کردہ شود
زہریست بے گمان ہمی خوردہ شود
گر عدل کنی آبردیم ببرے
ور فضل کنی کردہ نہ کردہ شود

ہم نے صرف باتیں بنائی ہیں کام نہیں کیا، گناہ ہی گناہ کیا گیا ہے، جو کھایا گیا ہے یقیناً وہ زہر ہے۔ اگر تو عدل کرے تو ہماری آبرو چلی جائے اور اگر تو فضل کرے تو کیا نہ کیا سب برابر ہوجائیں۔

[redacted]

مردان ریش اگر یکے واگر صد اند
ہمہ تشنگان خونِ خود خوداند

زخمی دل لوگ ایک ہوں یا سو، سب اپنے اپنے خون کے پیاسے ہوتے ہیں۔

بزرگوں کی ریاضتوں کی ایک جھلک

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: شیخ عبداللہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سالوں سے بھی زیادہ عرصہ تک زمین پر پہلو نہیں رکھا، کسی نے ان کو موت سے پہلے سوتے نہیں دیکھا۔ حضرت شیخ جنید خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تیس سالوں تک حضرت شیخ عبداللہ سری سقطی کی دہلیز پر رہ کر اپنے دل کی پاسبانی کرتا رہا یعنی دل میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی چیز کا گزر نہ ہونے دیا اور تیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتا رہا، میرے دل میں خیال گزرا کہ میں بقا تک پہنچ چکا ہوں، ہاتف غیب نے آواز دی: جنید! ابھی تو میں نے صرف تیرے گوشۂ زنار کو تجھ سے دور کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: میرا جرم کیا ہے؟ جواب آیا: 'وجودك ذنب حيوتك ذنب ولا يقاس بها ذنب' یعنی تو ابھی تک اپنی ہستی ہی کو دیکھ رہا ہے اور ہم میں فانی نہیں ہوا ہے۔ پیر دستگیر نے مجھ فقیر سے ارشاد فرمایا کہ:

چنان در اسم اوکن جسم پنہاں
کہ می گردد الف در بسم پنہاں

اس کے نام میں جسم کو اس طرح چھپا دے جس طرح الف بسم اللہ میں چھپ گیا ہے۔

ایک آدمی نے حضرت سلطان بایزید بسطامی سے درخواست کی کہ: جو ریاضتیں راہ حق میں آپ نے کی ہیں ان میں سے کچھ ہمیں بھی بتائیے۔ جواب دیا: تم سننے کی

انیس الغر
طاقت نہیں رکھتے
وجہ سے میں کہتا
ہوگیا، میں نے
پلاؤں گا، دو رکعت
ہے، دوسری بار دو
بھی دل پسند نہیں
کہ نماز صبح کی اذان
، میں نے روزہ کی
دیدار الہی شیخ فخر الد
جو لوگ عشق کی

طاقت نہیں رکھتے۔ اپنے نفس کو جو بھی ہلکا پھلکا اور تھوڑا ادھا میں نے زخمی کیا ہے اس کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ: ایک روز میں روزہ دار تھا شام کی نماز کے وقت نفس پیاسا ہوگیا، میں نے کہا کہ: دو رکعت پہلے حضور قلب کے ساتھ ادا کرلوں پھر تجھ کو پانی پلاؤنگا، دو رکعت میں نے ادا کی پھر کہا کہ: یہ دو رکعت اللہ کی بارگاہ کے لائق نہیں ہے، دوسری بار دو رکعت ادا کرونگا [تب تجھے پانی دونگا] میں نے پھر کہا کہ: یہ دو رکعت بھی دل پسند نہیں ہے یہاں تک کہ رات کے آخری حصہ میں اس طرح دو دو رکعت ادا کی کہ نماز صبح کی اذان کی آواز سنائی دینے لگی، پھر میں نے کہا: اللھم انی نویت الصوم، میں نے روزہ کی نیت کرلی اور نفس کو پانی نہ پلایا، شراب شوق کے متوالے، عاشق دیدار الٰہی شیخ فخر الدین عراقی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ:

انانکہ گوئے عشق زمیدان ربودہ اند
بنگر بوقت کارچہ جولان نمودہ اند
خودرا چوگوئے درخم چوگان فگندہ اند
گوئے مراد از خم چوگان ربودہ اند
کشت امید را زورچشم آب دادہ اند
بنگر سرش ازانچہ فراتوان درودہ اند
دروسع آدمی نبود آنچہ کردہ اند
ایشان مگر زطینت انسان نبودہ اند

جو لوگ عشق کی گیند میدان سے نکال لے گئے ہیں، دیکھ کام کے وقت کیا ہی

جوش و جذبہ دکھائے ہیں۔ خود کو چوگان کے گیند کی طرح پانسہ میں ڈال دئے ہیں، مراد کی گیند چوگان کے پانسے سے نکال لئے گئے ہیں۔ امید کی کھیتی کو آنکھوں سے سیراب کئے ہیں، دیکھو ان کی خواہش نے کتنی بلندیاں حاصل کی ہیں۔ جو انھوں نے کئے ہیں انسان کے بس سے باہر ہے [ایسا لگتا ہے کہ] یہ لوگ انسانی فطرت ہی کے نہیں ہیں۔

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی کسر نفسی

ہائے کیا کیا جاسکتا ہے؟ اقبال و بلندی کی ٹوپی ان کے سر ہے۔ سعادت و نیک بختی کی قبا ان کے جسم پر ہے، دولت کا کمربند ان کی کمر میں درست اور چست ہے، یوسف کو آسانی سے توفیق مل گئی، ہم کوئیں میں ہی رہ گئے ہیں، ہماری قسمت کی گدڑی سیاہ ہے، نصیبہ ہماری راہ سے دور ہے، دوری اتنی کہ کام کرنے کو ہے اور تکلیف راس نہیں آتی ہے، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ جگر پر آگ ڈال لیں، آنکھوں میں آنسو بھر لیں، اور سر پر مٹی ڈال لیں، ہمیں ہوا کی پیمائش نہیں کرنی چاہیے۔

جمالیا بتکلف سپید نتوان کرد
گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ

اے جمال! ایسے شخص کی گدڑی جس نے اس کو سیاہ بُنا ہے بزور و تکلف اسے سفید نہیں کی جاسکتی ہے۔

جو بد بخت دوری و مجبوری کے واسطے پیدا کیا گیا ہے، اگر لاکھوں حیلے بہانے تراشے، ہر راہ میں ہزاروں ترانے و بہانے سے دوڑ لگائے تو بھی بدبختی کے پتھر کے سوا راستے سے کچھ حاصل نہ کر پائے گا اور توفیق کی زنجیر سے اپنے آپ کو باندھ نہیں پائے گا۔

گرچہ چارہ کنم چون زبخت یاری نیست
وگرنہ ہجر تودانی کہ اختیاری نیست
ہزار چارہ برانگیختم وصال ترا
ولے چہ سود کہ دولت بزورزاری نیست

اگرچہ تدبیر ڈھونڈوں جب نصیبہ مددگار نہیں ہے[کیا حاصل ہوگا] ورنہ تو جدائی کے بارے میں تو جانتا ہی ہے کہ اختیاری نہیں ہے۔ تیرے وصال کی خاطر ہزاروں راہ نکالیں لیکن کیا فائدہ! کہ یہ دولت بازو کی قوت سے نہیں ہے۔

جس نے کہا ہے خوب کہا ہے کہ:

گلیم بخت کہ کسے را بافتند سیاہ
سپید کردن آن نوعے از محالاتست

ایسا شخص جس کے نصیبے کی کملی سیاہ بنی ہوئی ہے اسے سفید کرنا ایک طرح سے محال ہے۔

لوگ کعبہ کا قصد کرتے ہیں، گرم پتھروں کی راہ پر چلتے ہیں، ہر حال میں کعبہ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں، چہرۂ مطلوب کا دیدار کرتے ہیں۔ ہم نے بھی کعبہ کا قصد کیا ہے، اسکی محبت کی راہ پر قدم رکھا ہے، میدان حیرت میں گیند کی طرح حیران وسرگرداں رہے ہیں، [لیکن] چوگان کی طرح سر ڈال کر شرمندہ ونامراد ہوگئے ہیں، حیرت میں رہنے والے اور نشہ خوری کرنے والے جو نہ پکے مسلمان ہیں اور نہ حقیقی نصرانی کے مثل ہوگئے ہیں،۔؟ جب وصل کی خوشی سے محروم ہوگئے تو ہجر کے غم میں

ماتم کیوں نہ کریں، مصیبت کے ہاتھ سر پر کیوں نہ رکھ لیں، اور مستی وخوشی سے پاؤں کیوں نہ کاٹ ڈالیں۔ شیخ فریدالدین عطار نے کہا ہے کہ:

چون نداری شادی از وصل یار
خیز برخود ماتم ہجران بدار

جب وصل یار کی خوشی تجھے میسر نہیں تو جلدی اٹھ اور جدائی کا ماتم کر۔

[مذکورہ بالا بیان میں نشہ خوری کرنے والے لوگوں سے مراد] وہ لوگ ہیں جو دنیا کے کاروبار اور دنیا حاصل کرنے میں حیران وپریشان ہیں، اور دنیا کی خواہش ولالچ کی شراب کے نشہ میں چور چور ہیں، اس میں اس طرح مست ہیں کہ دین کی رسی ہاتھ سے چھوڑ چکے ہیں، نہ کامل مسلمان ہیں اور نہ حقیقت میں نصرانی ہیں۔ یعنی ان کی حقیقی حالت بھی دنیا کے پجاریوں اور دنیا داروں کی طرح حیرانی وپریشانی میں ہے۔ [حیرت میں رہنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں] جو مکار وغدار دنیا کی قید وبند سے رہائی پانے، بدکردار نفس امارہ کے مکر وشر سے نجات پانے اور بشریت سے خلاصی پانے کے واسطے حیران ہیں۔

راہ سلوک میں چلنے والے اور اللہ عزوجل کے عشق میں رہنے والے سارے حضرات بھی اپنے وجود کے قید وبند کی وجہ سے ماتم کناں رہتے ہیں۔ چنانچہ شیخ فخر الدین عراقی فرماتے ہیں کہ:

القصہ بجانم از عراقی
مگذاز کزو بماند آثار

تاجملہ تو باشی وتو گوئی

اوکم کند از میان گفتار

مختصر یہ کہ عراقی سے میری جان مت نکال کہ اس کی نشانی باقی رہے، سب میں تو ہی رہے اور سب تو ہی کہے اور وہ درمیان میں کوئی بات نہ کرے۔

[اور مذکورہ گفتگو میں جو یہ کہا گیا کہ وہ] نہ پکے مسلمان ہیں اور نہ حقیق نصرانی ،اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دو معبود ماننا شریعت میں شرک ہے اسی طرح دو موجود ماننا حقیقت [تصوف] میں شرک ہے۔

درشہر بگوئے باتو باشی بامن

کاشفتہ بود کارولایت بدو تن

شہر میں میرے ساتھ تو ہی تو رہے کہ کار ولایت دو جسموں سے انجام پاتا رہے۔

سالکین راہ جب تک اپنے وجود میں ہوتے ہیں تو شریک ٹھہرانے اور شرمندگی اٹھانے میں بتلا رہتے ہیں، جب فانی ہوجاتے ہیں تو کامل مسلمان ہوجاتے ہیں، سالکین راہ اور مقربین بارگاہ الٰہ کا حال عالم وحدت میں حیران رہنے والوں اور شراب سے مست حالوں کے حال کی طرح ہوتا ہے، ﴿وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ [۱] ان کے رب نے ان کو پاک شراب پلایا۔ یہ نہ مسلمان نہ نصرانی! اس لیے کہ یہ حضرات خود کو بھلا چکے ہیں اور خود کو مخلوق سے باہر کر لیے ہیں۔ اسلام اور کفر علی الترتیب مسلمان اور کافر کی صفت ہے۔ جب ذات فانی ہوگئی تو اب صفت باقی کہاں رہی۔ شیخ شرف

[۱] سورۃ دہر: ۲۱۔

الدین پانی پتی نے اسی معنی کو اس طرح مفہوم کا جامہ پہنایا ہے۔

در میکدہ مستان رادیدم بہ پریشانی

نے کفر درو پیدا نے مسلمانی

میکدہ میں مست کو میں نے پریشانی میں دیکھا اس میں نہ تو کفر ظاہر ہے اور نہ مسلمانی کی کوئی بو۔

میرے عزیز! جو اس مستان کی قدر و قیمت کو جانتا ہے، اس خسیس دنیا کی محبت و لالچ کی شراب کی مستی سے باخبر اور خواب غفلت سے بیدار ہے، غیر حق تعالی کے سارے اصنام [دنیاداروں کی دنیاداری] سے بیزار ہے، عشق و محبت کے درد میں گرفتار ہے، اللہ کردگار کے دیدار میں مست ہے اور دونوں جہان کو ننگ و عار محسوس کرتا ہے، ایسے شخص کی روح اس مئے اور میکدہ کی لذت محسوس کر سکتی ہے

اگر مردے برو ترک جہان گیر

جہان بگذار تا گردے جہان گیر

اگر تو مرد ہے تو دنیاداری چھوڑ دے، جہاں چھوڑ تا کہ تو جہانگیر بن جائے۔

حضرت پیر دستگیر نے مجھ سے فرمایا کہ: اگر تو خدا کے ساتھ رہ سکتا ہے تو خدا ہی کے ساتھ رہ ورنہ ہرگز ہرگز دنیا میں مت رہ، شیخ الاسلام شیخ نصیر الحق والدین محمود خلیفہ شیخ نظام الحق والدین نے فرمایا کہ: مجھے مخلوق پر تعجب ہی تعجب ہے کہ خدائے تعالی کے بغیر کیسے جی لیتی ہے۔ یعنی اسکی محبت و شوق، اسکے ذکر میں استغراق کے بغیر اور پروردگار عالم کے مشاہدہ کے بغیر کیوں کر جیتی ہے، ان کی روح کی غذا کیا ہے؟ اور

ان کے دل کا مونس وغم خوار کون ہے؟

اے بے تو حرام زندگانی
خود بے تو کدام زندگانی

تیرے بنا زندگی حرام ہے، تیرے بغیر زندگی ہی کہاں ہے۔

جو کچھ قلم سے ظاہر ہوتا ہے وہ حال سے ہوتا ہے قال سے نہیں۔ کہ قال حال کے بغیر کل وبال ہی وبال ہے اور روندے جانے کے قابل ہے۔ میں رزق اور زبان کو بیچتا نہیں ہوں، اپنے دل کا حال ظاہر کر رہا ہوں، رب العزت خدا کی قسم! میں غیر کی پروا نہیں کرتا، دوست کے علاوہ دل کسی کے سپرد نہیں کرتا، دوست کے بغیر دونوں جہان کو عار سمجھتا ہوں، غیر حق تعالی سے دل کی حفاظت کرتا ہوں جب تک جسم میں جان رہے گی دوست کے درد کا ذرہ ہوگی، میں اس کو دونوں جہان کے بدلے نہیں بیچونگا، دوست کی خواہش کی آگ اس میں ہمیشہ جلاتا رہوں گا، دوست کے دریائے عشق میں ہمیشہ غوطہ زن رہا کرونگا، ہر لحظہ شراب مست پیتا رہونگا۔ جس کسی نے کہا ہے خوب کہا ہے کہ

سر اندازاں چو در خلوت ز موج عشق در جوشند
یکے گوہر ازاں دریا بہفت اقلیم نفروشند
حجاب ماسوی اللہ رابیک نعرہ براندازند
چو در میخانہ وحدت شراب بیخودی نوشند
نہ در بازیچہ دنیانہ در اندیشہ عقبی
نہ در سودے امروزین نہ در اندیشہ دوشند

باستغناء حق خودرا کند از غیر خود عریان
ولیکن در صف طاعت لباس فقر در پوشند

خلوت میں سر ڈالنے والے لوگ موج عشق میں پُر جوش رہتے ہیں، اس دریا کا ایک موتی بھی سات ملک کے بدلے نہیں بیچتے ہیں۔ ماسوی اللہ کے حجاب کو ایک نعرہ سے اٹھا دیتے ہیں، میخانہ وحدت میں بیخودی کی شراب پیتے ہیں۔ نہ دنیا کے سود وزیاں سے کوئی مطلب نہ عقبی کی کوئی فکر، نہ آج کا خیال نہ کل کا اندیشہ۔ خدائے تعالی سے طلب بے نیازی میں خود کو غیر سے الگ کر لیتے ہیں لیکن طاعت وبندگی کے صف میں لباس فقر میں ملبوس ہوتے ہیں۔

مست رہنے والے مستانوں کی قدر جانتے ہیں، دیوانے دیوانوں کی اہمیت سمجھتے ہیں، [عشق الہی میں] جلنے والے، جلنے والوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور عشق کرنے والے لوگ ہی عاشقوں کی قدر وقیمت سمجھتے ہیں۔

برو اے بے خبر کہ مغروری
عاشقان قدر عاشقان دانند

باہر نکل اے بے خبر تو مغرور ہے، عاشق ہی عاشق کی قدر جانتا ہے۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں کہ

دلے کز عشق جانان دردمند است
ہمون داند کہ قدر عشق چنداست

جو دل عشق جاناں میں دردمند ہے وہ دل ہی جانتا ہے کہ عشق کی قدر کتنی ہے۔

اللہ تعالی بلن

حدیث

ویبغض اسافلھ
کو پسند فرماتا ہے
جو خالق کو مخلوق پر،
اس کا الٹا کرتا ہو۔
خالق سے ہمیشہ تعلق
بن کر رہتا ہو۔ قال
بالمخلوق فبقیت
خالق سے متصل رہ
واجنبی ہی رہتی ہے۔

قیام کرنا ہمت
ملک سلیمانی حاصل کر

[۱] مذکورہ الفاظ کے ساتھ یہ
سے مروی ہے، وہ یہ ہے: ان
حدیث نمبر ۲۸۲۹، ابن عدی
زائد شواہد ہیں محدثین نے مر

اللہ تعالیٰ بلند ہمتوں کو پسند فرماتا ہے

حدیث نمبر ۴۸/ قال النبی ﷺ: "ان اللہ یحب عالی الھمم ویبغض اسافلھا"[۱] رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل بلند ہمتوں کو پسند فرماتا ہے اور کم ہمتوں اور کمزور ہمتوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔ بلند ہمت وہ ہے جو خالق کو مخلوق پر، رزاق کو مرزوق پر، قادر کو مقدور پر اور قوی کو عاجز پر ترجیح دیتا ہو نہ کہ اس کا الٹا کرتا ہو۔ پرندۂ ہمت کو دنیا و آخرت دونوں جہان سے اڑا دیتا ہو اور اپنے خالق سے ہمیشہ تعلق ہموار رکھتا ہو، ہر دو جہان سے بے تعلق ہو کر الگ تھلگ اور اجنبی بن کر رہتا ہو۔ قال المشائخ الھمۃ غریبۃ لأنھا لاتتصل الی الخالق ولاتسکن بالمخلوق فبقیت الھمۃ غریبۃ' مشائخ نے کہا ہے کہ ہمت اجنبی ہے اس لیے کہ وہ خالق سے متصل رہتی ہے مخلوق کے ساتھ آرام وقرار نہیں لیتی، لہذا وہ ہمیشہ غریب واجنبی ہی رہتی ہے۔ جس کسی نے کہا ہے خوب کہا ہے کہ:

در مقامی خانۂ رندان باہمت ورائے

تا بہ بینی از گدا ملک سلیمان باختن

قیام کرنا ہمت والوں اور اہل رائے کے لیے قید خانہ ہے یہاں تک کہ تو فقیر کو ملک سلیمانی حاصل کرتے دیکھ لے۔

---

[۱] مذکورہ الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہیں ملی، اس سے قریبی معنی کی ایک حدیث حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ یہ ہے: ان اللہ یحب معالی الامور واشرافھا ویکرہ سفسافھا [طبرانی، المعجم الکبیر، حدیث نمبر ۲۸۲۹/ ابن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال حدیث نمبر ۲۲۷۲/] اس حدیث پاک کی ۶۰/ سے زائد شواہد ہیں محدثین نے مرسلا ومرفوعا دونوں طریقے سے روایت کی ہیں۔

خانہ خال نیست جان عزیز

کوئے عشق است پر خطر باشد

جان عزیز! نہال نہیں ہے، کوچہ عشق ہے خطرناک ہوگا۔

عشق کرنا خطرناک کام ہے، میدان عشق میں گیند کی طرح سر رکھنا ہے۔ عاشقوں کی بزم میں جان دے دینا ایک حقیر تحفہ ہے۔ غیر دوست سے جدائی وتجرد ایک تنگ راستہ ہے۔ دو جہان سے بے تعلق ہو جانا اسکی دوسری نشانی ہے۔ دوست کے بغیر زندگی بیل گدھا کی زندگی ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

من باتو ہم نرد خطر خواہم باخت

ہر چند ہمی بری دگر خواہم باخت

تا ظن نبری کہ مختصر خواہم باخت

جز عشق تو ہر چہ ہست خواہم باخت

میں تیرے ساتھ خطرے کا کھیل کھیلونگا، تو جتنا بھاگے گا پھر بھی کھیلونگا۔ ہرگز گمان مت کر کہ کم کھیلونگا، تیرے عشق کے علاوہ جو کچھ بھی ہے سب ہار جاؤنگا۔

میرے عزیز! نیکی کی تلاش وجستجو اور غور وفکر کیا کر، منصف بنکر رہ، قرآن کریم میں، احادیث مبارکہ میں اور علما ومشائخ فصحا وحکما، اور شعرا کے اقوال میں جس جگہ بھی لطافت وظرافت اور بے وفا دنیا کے صفا ووفا کرنے کا ذکر آیا ہے، اس کا مقصد صرف اور صرف یہ کہ حقیر دنیا کی قباحت ووقاحت اور اس کی بیوفائی وجدائی کی نشانی ظاہر

کردی جائے۔ جو بھی دنیا میں آیا ہے وہ روتا ہوا آیا ہے، جو بھی دنیا میں ہے وہ حیران و پریشان ہے، جو بھی دنیا سے گیا ہے سرگرداں ہو کر گیا ہے۔ آبدیدہ ہو کر، آتش کدۂ حیرت میں جل کر، دل میں حسرت لے کر، سر پہ شرمندگی کی خاک ڈالکر اور نامرادی کی ہوا کا احساس کر کے گیا ہے۔ کوئی بھی شخص دنیا میں شاداں وفرحاں نہ رہا اور نہ شاداں وفرحاں ہو کر دنیا سے گیا۔ ہاں شہباز [عرش] جس نے دنیا کو تج دیا ہے، دنیا سے ہاتھ آلودہ نہیں کیا ہے، اور دوست کی طلب میں دنیا سے آسودہ نہیں ہوا ہے، ہمیشہ قیدی کی طرح دنیا کی قید میں جھلستا رہا ہے [وہ دنیا میں شاداں وفرحاں رہے اور شاداں وفرحاں ہو کر گئے ہیں۔]

اللہ عزوجل کی مخلوقات میں یقین کی آنکھ سے جتنا میں نے دیکھا ہے اور اس میں غور وفکر کیا، اسکی قباحت وقاحت کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا۔ اس کی ایک خوشی میں ہزاروں غم ملے ہوئے ہیں، ایک لذت میں ہزاروں شدت لاحق ہیں، ایک آرام میں لاکھوں زخم ہیں، ایک گھونٹ میں ہزاروں زہریلے ڈنک ہیں، تو کون عقلمند ہے جو اس سے دل لگائے گا، اسکے ماتم میں کون گرفتار ہوگا، اور اسکی وجہ سے کون رنجیدہ وغمگین ہوگا۔ کاش ایک بار تو بھی یقین کی نظر اور دل کی آنکھوں سے تفکر کرتا، احوال دنیا کی تبدیلی اور افعال دنیا کی رذالت کا مشاہدہ کرتا اور خود اپنی ذات میں غور وفکر کرتا [کہ رسول اللہ ﷺ نے غور وفکر کرنے کو ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر فرمایا ہے۔]

اللہ کی ذات وصفات اور مخلوقات میں غور وفکر کرنا نفل عبادت سے بہتر

حدیث نمبر ۴۹/ قال النبی ﷺ: "تفکر ساعة خير من عبادة ستين سنة" [۱] رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک لمحہ کی فکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔ اس حدیث میں "ایک لمحہ کی فکر" سے احتمال یہ ہے کہ دنیا کی قید سے نجات، دنیا کی طرف مائل ہونے، اس کے مکر وفریب اور حرص ولالچ سے چھٹکارہ پانے کے لیے فکر مراد ہے اور یہ ساٹھ سال کی عبادت بہتر ہے۔

حدیث نمبر ۵۰/ قال النبی ﷺ: "تفکر ساعة خير من عبادة الثقلين" [۲] نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ساعت غور وفکر کرنا جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اللہ اعلم۔ اس حدیث کا احتمالی معنی یہ ہے کہ دل کو دنیا کے خطرات و خیالات سے پاک رکھنا اور دنیا سے عداوت ودشمنی رکھنا جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے، اس لیے کہ دوست کا دشمن اپنا دشمن ہوتا ہے، جیسا کہ دوست کا دوست اپنا دوست ہوتا ہے، پس دنیا کی دشمنی خدائے تعالی سے دوستی کی نشانی وعلامت ہے اور خدائے تعالی کی دوستی جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

[۱] عراقی، تخریج الاحیاء، ۱۶۱/۵۔ عراقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے۔ اسکی ایک روایت "ستين سنة" ہے وہ اس سے زیادہ ضعیف ہے۔ سفارینی حنبلی، شرح ثلاثیات المسند، ۵۵۷/۱، سفارینی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں متہم ہے بلکہ موضوع ہے۔ سیوطی، اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، ۲۷/۲، سیوطی نے اس حدیث کو موضوع کہنے والوں کے جواب میں کہا ہے کہ عراقی نے تخریج الاحیاء میں اس کے ضعف پر اقتصار کیا ہے اور دوسری حدیث اس کی شاہد ہے۔ [۲] "من عبادة الثقلين" کے الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہیں ملی، اس معنی کی دوسری مرویات اس طرح ہیں [الف] خير من عبادة سنة [ب] خير من ثمانين سنة [ج] خير من ستين سنة [د] تفكر ساعة في اختلاف الليل والنهار خير من عبادة الف سنة [ه] خير من قيام ليلة۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک ساعت غور وفکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اللہ اعلم بالصواب۔ اس کا احتمالی مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں، زمین وآسمان کی خلقت وپیدائش میں، موجودات وذرات میں، احوال وحالات کی تبدیلی میں اور مصنوعات کے وجود میں غور وفکر کرنا مراد ہے۔ کیوں کہ ان میں سے ہر ایک میں اللہ تعالیٰ کے وجود پر مضبوط وروشن دلیل ہے۔

حدیث نمبر۵۱/ قال النبی ﷺ: " مارأیت شیأ الا رائت اللہ فیہ "[۱] رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مخلوقات میں سے کسی چیز کو میں نے نہیں دیکھا مگر اللہ تعالیٰ کو اس میں نے دیکھا ہے۔

ایںست کمال مرد درراہ یقین

درہرچہ نگہ کند خدارا بیند

راہ یقین میں مرد کا کمال یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھے اس میں خدا کا جلوہ نظر آئے۔ یہ فکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے کیوں کہ اس سے متفکر کا دین دلائل ظاہرہ اور براہین باہرہ سے مستحکم ہوجاتا ہے۔

حدیث نمبر۵۲/ قال النبی ﷺ "تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ "[۲] واللہ اعلم بالصواب۔ عالم باطن میں، روح، نفس اور دل کی تخلیق میں، صفات واخلاق کی تبدیلی وتغیر پذیری میں، ایک ذات میں مختلف صفات واخلاق ہونے میں، خیال کو پاک وصاف رکھنے میں اور ساری کائنات کے اندیشہ میں غور وفکر کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

[۱] لم اطلع علیہ۔ [۲] دیکھئے حدیث نمبر ۴۹ و ۵۰

حدیث نمبر۵۳/ قال النبی ﷺ: "تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین "[۱] واللہ اعلم۔ نفس، روح اور دل کی معرفت میں، ان کو مصفیٰ رکھنے میں، دل کو ماسوی اللہ کے زنگ سے "عمل نفی خواطر" سے صیقل کرنے میں، لاالہ الا اللہ کے کلمہ میں، اللہ کے انوار واسرار کے ظہور میں غور وفکر کرنا جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے۔

نفس کی معرفت سے اللہ عزوجل کی معرفت حاصل ہوتی ہے

حدیث نمبر۵۴/ قال النبی ﷺ: "من عرف نفسہ عرف ربہ "(۲) [نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا] اس لیے کہ حدیث نبوی اور قول مصطفوی کی روشنی میں جن وانس کی تخلیق سے مقصود اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ لہٰذا تو اپنے آپ میں غور وفکر کر کہ تمہاری تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ تیرا محبوب کون ہے؟ اور دنیا میں تو کس کام کے لیے آیا ہے؟ تو کہاں سے آیا ہے؟ تو کہاں ہے؟ اور تجھے کہاں جانا ہے؟ اور تجھ کو کس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟ حدیث قدسی ہے کہ:

[۱] دیکھئے، مرجع سابق۔ مشائخ نقشبندیہ اور چشتیہ کے یہاں ذکر کے تین طریقے ہیں [۱] ذکر قلبی [۲] ذکر جہری اور [۳] ذکر فکری۔ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے غور وتفکر کے سلسلے میں کئی حدیثیں درج فرمائی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کے اس ذکر کی اہمیت آپ کے یہاں بہت زیادہ ہے۔ یہی ذکر "عبادت پاس انفاس" اور "عمل نفی خاطر" کی بنیاد ہے۔ [۲] اس حدیث کی تخریج نودی، صغانی، سیوطی اور ملا علی قاری نے کی ہے۔ دیکھئے: نودی کی المنثورات، ۲۸۶، صغانی کی موضوعات الصغانی، ۳۵، سیوطی کی تدریب الراوی، ۲/ ۱۶۷، ملا علی قاری کی الاسرار المرفوعۃ، ۳۳۷۔

حدیث نمبر۵۵/ قال النبی ﷺ: "عن اللہ تعالی کنت کنزا مخفیا فاحببت أن اعرف فخلقت الخلق لاعرف" [۲] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کی تخلیق کی۔

معلوم ہوا کہ مخلوق کی تخلیق سے مقصود اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ نہایت افسوس اور بہت دکھ کی بات ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی شناخت و معرفت کو مہمل اور معطل چھوڑ دیا ہے اور دنیا و اہل دنیا؛ زید عمرو اور بکر کو پہچاننے میں لگ گیا ہے۔ مقصود کو بھول گیا ہے اور عمر عزیز کو لایعنی کاموں میں مشغول کر رکھا ہے۔

سعدی از عشق بناز وچہ کند ملک وجود
حیف باشد کہ ہمہ عمر بباطل برود

سعدی تو عشق پر ناز کر سلطنت خدائی کیا کریگا، افسوس ہوگا جب ساری عمر بیہودہ کاموں میں گزر جائیگی۔

حدیث نمبر۵۶/ قال النبی ﷺ: "سافروا فان الماء اذا وقف نتن" [۱] (سفر کرو اس لیے کہ پانی جب ٹھہرا رہتا ہے تو بدبودار ہو جاتا ہے) میرے عزیز! ٹھہرا ہوا پانی دنیا کی نالی میں گندہ ہو جاتا ہے اور بہاؤ کا صحیح راستہ تلاش کرتا ہے۔ اسی طرح تو بھی تیز چلنے والی ہوا کی طرح تیز رفتار رہ کر [redacted]

[۱] ان لفظوں کے ساتھ حدیث نہیں ملی، ان الفاظ سے بہت قریب روایت یہ ہے: کنت کنزا مخفیا لا اعرف فاحببت أن اعرف فخلقت خلقا الخ - دیکھیے، ملا علی قاری، الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، محمد بن طاہر الفتنی، تذکرۃ الموضوعات، سخاوی، المقاصد الحسنۃ فیما اشتہر علی الالسنۃ- [۲] الم اطلع علیہ-

[redacted] جس نے کہا ہے بہت خوب کہا ہے کہ:

در عشق یگانہ باش واز خلق چہ باک
معشوقہ ترا است بر سر عالم خاک

عشق میں تو یگانہ ہو جا دنیا سے کیا ڈرنا ہے معشوق تیرا ہے اور دنیا کے سر پر مٹی ہے۔

اس فقیر کے پیر دست گیر کبھی کبھی اس شعر کو وجد میں پڑھا کرتے تھے۔

رقص وقتے مسلم است ترا
کاستین بر دو عالم افشانے

تیرے لیے رقص و سرور اس وقت بجا ہے جب تو دونوں جہان سے دامن جھاڑ لے۔

یہ خاکسار، باتوں کا پکا کاموں کا کچا بھی شیخ فریدالدین عطار کی طرح سالوں [سے مرض عشق میں] گرفتار ہے:

من چناں در درد خود درماندہ ام
کز ہمہ آفاق دست افشاندہ ام

میں اس طرح اپنے درد میں عاجز ہوں کہ ساری دنیا سے ہاتھ جھاڑ چکا ہوں۔

جب تک تو دونوں جہان سے دست بردار نہیں ہوگا، دنیا کے خس و خاشاک میں آگ نہیں لگائے گا، اپنی ذات اور اپنے گھر کے ساز و سامان سے بے نیاز نہیں ہوگا، اپنے کاموں کو درہم و برہم نہیں کریگا، لذت دنیا کی شکر کو زہر قاتل شمار نہیں کریگا، وصال دوست کی شراب کا گھونٹ نہیں پیئے گا، دنیا اور لذت دنیا کی تلخی جو حق تعالیٰ کی

دوستی کی علامت ہے کو اپنے اوپر محسوس نہیں کریگا تو خدا کے خدائی کی قسم! تو اس وقت تک کمینی دنیا کے رنج والم سے نجات اور زندگی مین راحت نہیں پائیگا کہ الدنیا کلھا غموم دنیا مکمل غم ہی غم ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

حدیث نمبر۵۷/ یا دنیا مری علی اولیائی ولاتحلوئی لھم فتفتنیھم۔ [ا] اے دنیا! میرے دوستوں پر تلخ بن جا، ان کے لیے شیریں نہ بن کہ ان کو تو فتنہ میں مبتلا کر دے گی۔

لذت دنیا اگر زہرت شود
شربت خاصان درگاہش دہند

دنیا کی لذت اگر تیرے لیے زہر بن جائے تو اس کی بارگاہ کے مقربین کا شربت تجھ کو دیا جائے گا۔

اپنا محبوب خود ساقی ہے، جتنے دن زندگی کے باقی ہیں شراب محبت نوش کرلے، آتش شوق بھڑکالے، دل کو درد عشق میں زخمی کرلے اور اس درد کے شکر میں ہزاروں جانیں قربان کردے۔

تا نہ گردی بے نشان از ہر دو کون
کے نشان آن حرم گاہت دہند

[ا] شہاب قضاعی، مسند الشہاب، حدیث نمبر ۱۳۴۳۔ سیوطی، اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، حدیث نمبر ۲۲۴۹۔ شوکانی، الفوائد المجموعۃ، ص: ۶۱۔

روزے کہ بود دلت زجانان پردرد
شکرانہ ہزار جان خدا باید کرد
دلے مردان دین پردرد باید
زمحنت فرق شان پرگرد باید

جب تک تو دونوں جہان سے بے نشان نہیں ہو جائے گا اس وقت تک تم کو حرم کی نشانی کون بتائے گا۔ جس دن تیرا دل دردِ محبوب سے پُر درد ہو جائے اس دن تجھ کو اس شکر میں ہزار جانیں خدا کے لیے قربان کر دینی چاہیے۔ دین داروں کا دل پُر درد ہونا چاہیے ان کی پیشانی محنت ومشقت سے گرد آلود ہونی چاہیے۔

مختلف عمر کے لوگون کو تنبیہ بلیغ

حدیث نمبر۵۸/ قال النبی ﷺ: "ان للّٰہ ملکا ینادی یاابناء الأربعین لا تغتروا مع المغترین واحذروا من اللہ حق الحذر، یاأبناء الخمسین زرعکم فدنا حصادہ، یاأبناء الستین ھلموا الی الحسنات، یاابناء السبعین لاعذرلکم یاابناء الثمانین الرحیل، ألا یالیت الخلق لم یخلقوا، تفکروا فیھا بینھم، ولم تخلقوا أتتکم الساعۃ الحذر الحذر الحذر" قال ثلث مرات۔ [ا]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ ہے جو ندا کرتا ہے کہ: اے چالیس سالہ انسانو! غرور کرنے والوں کے ساتھ غرور مت کرو اور اللہ تعالی سے کما حقہ

[ا] ان لفظوں کے ساتھ یہ حدیث نہیں ملی، اس معنی کی بہت سی حدیثیں ہیں، دیکھیے: المعجم الاوسط حدیث نمبر ۸۱۴۶۔ ابن عراق کنانی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ، ابن طاہر فتنی، تذکرۃ الموضوعات۔

خوف کرو، اے پچاس سالہ انسانو! تمہاری کھیتی کامل ہو چکی ہے اب تمہارے کاٹنے کا وقت قریب آچکا ہے، اے ساٹھ سالہ انسانو! نیکیاں جلدی کرو، اے ستر سالہ انسانو! تمہارا کوئی عذر مقبول نہیں ہوگا، اے اسی سالہ انسانو! تم راستہ چلنے والے بنو۔

اے کاش مخلوق کو پیدا نہ کیا گیا ہوتا! تم آپس میں غور کرو کہ تم کو کس لیے پیدا کیا گیا ہے؟ قیامت تم سے قریب آچکی ہے، غصہ و دشمنی کے اسباب سے پرہیز کرو، خدائے تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو، رسول کریم ﷺ نے الحذر [ڈرو] کا لفظ تین بار ارشاد فرمایا۔ یعنی آپس میں غور و فکر کرو اور سوچو کہ اللہ عزوجل نے تم کو اپنی شناخت و بندگی کے لیے پیدا کیا ہے، دنیا کی شناخت اور دنیا و اہل دنیا کی طاعت کے لیے پیدا نہیں کیا اور نہ خواہشات نفس کی پرستش کے لیے تمہاری تخلیق کی ہے۔ ہر کس و ناکس اور خسیس چیزوں سے اپنے آپ کو آلودہ نہ کرو اور چاپلوسی و تملق نہ دکھاؤ، کہ پیر دست گیر سے میں نے خود سنا ہے کہ: جب بندہ ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾[۱] پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آتی ہے: اے میرے بندے! تو نے جھوٹ کہا ہے، تو مخلوق کی بندگی کرتا ہے اور مخلوق سے مدد طلب کرتا ہے اور تو کہتا ہے کہ میں صرف تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔ میں نے تجھ کو دوسری مخلوق پر برگزیدہ کیا ہے اور ساری مخلوقات سے زیادہ تجھ ہی کو عزیز رکھا ہے اور تیرے فائدے کے واسطے ساری چیزوں کو پیدا کیا ہے ﴿خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾ [۲] (میں نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں تخلیق کی ہیں) اپنی قدر و قیمت پہچان اور اپنے آپ کو ذلیل و خوار مت کر تیری شان میں اللہ عزوجل کی یہ ندا آتی

[۱] سورۂ فاتحہ: ۴، ر۔ [۲] سورۂ بقرہ: ۲۹، ر۔

ہے: یا مختار القدر اعرف قدرك، انما خلقت الاكوان لاجلك، اقبل علي فاني عليك مقبل، متى تشاء تطلبني فاطلب عندك ماهذا لاضرار ملحقنا في معاصيك، انما المراد صيانتك ولانفع لنا من طاعتك انما المقصود ربحك، تدبر امرك۔ [۱] اے، میرے برگزیدہ بندہ! اپنی قدر پہچان! مخلوقات کو صرف تیرے نفع کے لیے پیدا کیا گیا ہے، میری طرف چلے آ، میں تیری طرف توجہ کروں گا۔ جب بھی تو مجھے پکارے گا مجھے اپنے پاس پائے گا، میرے قریب آنے پر تیرے گناہوں کا ضرر تجھ کو لاحق نہیں ہوگا، اس سے میری مراد صرف تیری نگاہ داشت ہے تیری اطاعت گزاری سے مجھے کوئی فائدہ نہیں ہے، تیرا ہی فائدہ ہے۔ لہٰذا تو اپنے کاموں میں خود ہی غور و فکر کر اور اپنی قدر کی خود ہی جستجو کر، میری طرف جلدی سے آ اور میری ساری مخلوقات سے کنارہ کش ہو جا۔ فقیروں کی طرح ہر در پہ اپنی آبرو تار تار مت کر۔

اللہ عزوجل کی پناہ سب سے مضبوط پناہ ہے

آیت نمبر ۳/ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے ﴿فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ﴾[۲] یعنی غیر خدا سے گریز کر کے خدائے تعالیٰ کی طرف دوڑو۔ مطلب [redacted] گے۔

[۱] الم اطلع علیہ [۲] سورۂ ذٰریٰت: ۵۰، ر۔

تو گداؤں

آپکو ستامت،

اللہ عزوجل

ویا ملتفتاء

ہمارے بدلے

تو نے اپنا چہرہ کر

میں دے دیا ہے

لیا ہے؟

افسوس افسو

[redacted]

(ابن عربی الاندلـ

جو بھی چیز تیـ

کا کوئی بدل نہیں۔

[۱] الم اطلع علیہ

مگر بہر گدائے کہ تو خاصہ زان مائی
مفروش خویش ارزاں کہ تو بس گرانبہائے

تو گداؤں کی طرف مت دیکھ کیوں کہ تو میرے خاصوں میں سے ہے، اپنے آپکو سستا مت بیچ کیوں کہ تو بیش قیمت ہے۔

اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آتی ہے: 'یا معرضا عنا بمن تعوضت ویا ملتفتا عنا الی من أعرضت' [۱] اے ہم سے چہرہ پھیر لینے والے! تو نے ہمارے بدلے میں کس کو لے لیا ہے؟ اے ہم سے روگردانی کرنے والے! کس طرف تو نے اپنا چہرہ کرلیا ہے۔ یعنی ہم سے بہتر تو نے کس کو پایا ہے کہ ہمکو اس کے بدلے میں دے دیا ہے؟ اور ہم سے بہتر کس کو پایا ہے کہ ہمکو چھوڑ کر اسی کی طرف توجہ کر لیا ہے؟

افسوس افسوس! حاشا وکلا قسم خدا کی [redacted]

(ابن عربی الأندلسی)

لکل شيء ان فارقته عوض
ولیس للہ ان فارقته عوض

جو بھی چیز تیری گم ہو جائے اس کا بدل ہے، اگر تو اللہ عزوجل کو چھوڑ دے تو اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

[۱] الم اطلع علیہ

بہ ذیل دوستاں گیرند امان
ولیکن شاہد ما بے نظیر است

دوستوں کے دامن میں لوگ امان لیتے ہیں لیکن میرا محبوب بے مثال ہے۔

کتاب ''طراز الوعظ'' میں لکھا ہے کہ: 'ما أثر علیك شیأ أنت توثر علیه کل شيء فکب راس الندامة قبل العقاب فمالك عن هذا جواب' [۱] اللہ تبارک وتعالی نے مخلوقات میں سے کسی کو تجھ پر برگزیدہ نہیں کیا اور تو اللہ تعالی پر ہر چیز کو برگزیدہ بنا لیتا ہے؟! کل جب عتاب ہوگا تو پہلے سر ندامت جھکانا ہوگا۔ تمہارے پاس اللہ عزوجل کے مذکورہ سوال کا کوئی جواب نہیں ہوگا۔ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ: 'یا مطلقا وصالنا راجع یا محلفا علی هجرنا کفر انما ابعدنا ابلیس لانه لم یسجد لك فواعجبا کیف صالحته ویحك لك عندنا من القدر مالا یعرف لیلة القدر' [۲] یعنی اے میرے وصال کو چھوڑ دینے والے! واپس آجا، اور اے میری جدائی پر قسم کھانے والے! قسم توڑ دے اور کفارہ دے دے۔ بیشک میں نے ابلیس کو دھتکار دیا ہے صرف اس لیے کہ اس نے تجھ کو سجدہ نہیں کیا، ہائے تعجب تو نے اس کے ساتھ کیسے مصالحت کر لی اور اس کی وجہ سے ہم سے جدا ہو گئے، یعنی اس کے فرماں بردار ہو گئے اور ہمارے حکم کے نافرمان ہو گئے، تجھ پر افسوس ہے! ہمارے نزدیک جو تیری عزت وقدر ہے وہ عزت وقدر شب قدر کو بھی حاصل نہیں ہے اور نہ ہی اس عزت

[۱] لم اطلع علیہ [۲] لم اطلع علیہ

تک شب قدر کی رسائی ممکن ہے۔ پھر تو اپنی عزت شناسی خود کیوں نہیں کرتا اور اپنی قدر ومنزلت خود کیوں نہیں پہچانتا، اپنے آپ کو ذلیل وخوار کرتا ہے، کمینی، رذیل اور مردار دنیا جو گبریلے کی مانند ہے خود کو اس میں الجھایا ہوا ہے اور اس سے قطع تعلق کی طاقت نہیں رکھتا، گلشن وصال کی خوشبو سے تو محروم ہے، تو نہیں جانتا کہ تیرا طالب کون ہے؟ اور تیرا مطلوب کیا ہے؟، اپنے لیے غلط مطلوب کا انتخاب کر کے اللہ تعالی کی دشمن کمینی مردار دنیا کی طلب میں عمر برباد کر رہا ہے، دنیا و دنیاداروں کو مقصود ومعبود سمجھ لیا ہے اور اپنے مقصود ومعبود میں مشغول نہیں ہوا ہے، دنیا کی طرف رخ کیا ہوا ہے اور آخرت کو پس پشت ڈال دیا ہے، اپنی عمر سے فائدہ نہیں اٹھایا ہے، توشۂ آخرت اور اندیشۂ موت سے تو غافل ہو گیا ہے، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور دنیا سے لطف اندوز ہونے میں تو مشغول ہو گیا ہے، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ:

آیت نمبر ٤/ ﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾[١] اے نبی! ان کو چھوڑ دے، کھائیں اور دنیا سے لطف اٹھائیں، ان کو انکی امیدیں لہو ولعب میں مشغول کر دے، یعنی ان کی امیدیں اللہ تعالی کی عبادت، اس کے ذکر وفکر، توشۂ آخرت اور اندیشۂ موت سے ان کو غافل اور دنیا میں مشغول کر دے پھر انجام خود ہی جان جائیں گے جب ہمارے پاس پہنچیں گے کہ کتنی شدتوں اور

[١] سورۂ حجر:٣/١٥

عذابوں کے مزے چکھیں گے اور کتنی مشقتوں اور تکلیفوں کو برداشت کریں گے۔

آیت نمبر ٥/ قال اللہ تعالی: ﴿كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُجْرِمُونَ﴾[١] کھاؤ اور دنیا سے کم سے کم لطف اٹھاؤ بیشک تم گناہ گار ہو اور میری رحمت سے دور پڑے ہوئے ہو۔

آیت نمبر ٦/ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَى عَذَابٍ غَلِيظٍ﴾[٢] انہیں دنیا سے کم لطف اندوز ہونے دونگا پھر سخت عذاب کی طرف ان کو پھیر دونگا۔ پیر دست گیر سے میں نے خود سنا ہے کہ: "کیمیائے سعادت" میں لکھا ہے کہ: میرے عزیز! تیرے اور بیل کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، کیوں کہ بیل بھی جب بھوکا ہوتا ہے تو چارہ کھاتا ہے، پیاسا ہوتا ہے تو پانی پیتا ہے اور جب اسکی شہوت غالب آجاتی ہے تو اپنے جوڑے کے پاس جاتا ہے۔ اور پیر دست گیر سے سنا ہے کہ:

اے کہ شدہ خشنود بیک بارگی
چوں خر وگاوے بعلف خوارگی

اے انسان! تو گدھا اور بیل کی طرح چارہ کھانے سے یکبارگی خوش ہو گیا!۔

مشائخ نے کہا ہے کہ: "ان المتقدمین یاکلون للعیش وانا نعیش للاکل" [٣] پہلے کے لوگ زندہ رہنے اور عبادت وطاعت بجالانے کے لیے کھایا کرتے تھے۔ اور ہماری زندگی کھانے اور گناہ کرنے کے لیے ہے۔ جس کسی نے کہا ہے بہت اچھا کہا ہے کہ:

[١] سورۂ مرسلات:٤٦/٧٧ - [٢] سورۂ لقمان ٢٤/٣١ - [٣] لم اطلع علیہ

زین گونہ کہ حال ناپسندیدۂ ماست

حسن رخ تو چہ لائق دیدۂ ماست

وصلت کہ بکیقباد وکسری نرسید

عود است کہ در دماغ شوریدۂ ماست

ہماری حالت ایسی ناپسندیدہ ہے کہ ہماری آنکھیں تیرے رخ زیبا کے دیدار کے لائق نہیں ہیں۔ تیرا وصل جو عود ہے کیقباد اور کسری کو حاصل نہ ہوا اور ہمارے شوریدہ دماغ کو حاصل ہے۔

ایک دردمند صوفی کی فریاد

ہائے بدنصیبی! جسکو دوری ومہجوری، جگر جلانے، جگر خون کرنے اور خونِ جگر پینے، دردِ جدائی کا مزہ چکھنے، تنہائی کا رنج جھیلنے، زمانے کے غم برداشت کرنے اور جدائی کے زہر کے پیالے پینے کے واسطے پیدا کیا گیا ہے وہ کس نیک بختی کی بنیاد پر شربت وصال پیئے گا؟ کس سعادت کی بنیاد پر محبوب کو در پہ بلائے گا؟ اور کس خوبی کی بنیاد پر اس کی آنکھیں محبوب کے رخ زیبا کے جمال کا دیدار کریں گی؟

مازمہر سوز ہجرانیم کے یا بیم وصل

دوزخ آشامان چگونہ شربت کوثر خورند

چون من زبرائے دردور نجم

راحت بکدام روئے سنجم

ہم تو ہجر وفراق کی سوزش میں مبتلا ہیں وصل کب پائینگے؟ دوزخ کی تلچھٹ پینے والے جام کوثر کیوں کر پیئیں گے۔ جب ہم درد وغم کے واسطے ہی ہیں راحت وآرام کس منہ سے دیکھیں گے۔

آنکھیں، نالائق ومردار دنیا واہل دنیا کے دیدار کرنے، سانپ وبچھو کی طرح ایذا پہنچانے والے، کانٹوں کی طرح چبھنے والے غیروں کو دیکھنے، کوا وچیل کی طرح بے مراد چیزوں کے مشاہدہ کے لیے بنائی گئی ہیں، وصال محبوب کے گلزار کے واسطے کب کھلیں گی، قرب محبوب کے گلشن کی طرف کیوں کر نظریں اٹھائیں گی، تو پھر کیوں اپنی ہی جلائی ہوئی آگ کی وجہ سے ہزاروں درد انگیز آہیں نہ نکلیں، آنکھوں سے خون کے آنسو نہ ٹپکے اور اپنے حالات پر ہزاروں گریہ وزاری کیساتھ ماتم نہ کریں۔

آن دل نماند کش سر بستان وباغ بود

گوئی ہمیشہ سوختن درد داغ بود

روزے نشد کہ جلوۂ طاؤس بنگری

ایں دیدہ را کہ روزے زاغ وکلاغ بود

وہ دل ہی نہیں ہے جسکے خیال میں باغ وبہار ہو، اسے ہمیشہ دردِ فراق ہی میں جلنا ہے۔ تجھے توفیق نہ ملی کہ مور کا جلوہ دیکھے، ان آنکھوں کو کوے اور چیل ہی کے دیدار کی توفیق ملی ہے۔

یہ خاکسار، شرمسار، زیادہ بولنے والا، کم اخلاق والا نے لوگوں کے جن احوال واقوال کو تحریر کیا ہے ان کا حال بھی نیک لوگوں اور نیک عورتوں کے حال کی طرح نہیں

ہے۔ع

اے نیک زنان حدیث مردان چہ کنی۔

اے نیک عورتو! مردوں کی باتوں کو سنکر تم کیا کروگی۔ ہاں عورتوں کو مردوں کی حکایت وشجاعت اورانکی بہادری کے واقعات سننا اچھا لگتا ہے اگرچہ وہ بہادری ومردانگی ان کے اندر نہیں ہے۔

گیرم کہ نزد تو نیرزیم حبہ
درکوئے امید تو می زنم دیدۂ
مستان شراب شوق تو بیسار اند
باشد کہ بما نیز رسد مشربۂ

میں نے مانا کہ میں تیرے نزدیک ایک دانہ برابر نہیں ہوں، تیری امید کی گلیوں میں آنکھیں نہارے ہوا ہوں۔ شراب شوق کے مستانے تو بہت ہیں، ہوسکتا ہے کہ ہمیں بھی وہ شراب مل جائے۔

اے بے نیاز واحد ویکتا خدا! مجھ حقیر بندہ کو ہوشیار دل اور بیدار آنکھ دے دے تاکہ زمانے کا غم رکھوں اور اپنی جان پر نوحہ کناں ہوجاؤں، کیوں کہ عمر کا سورج غروب ہوا چاہتا ہے، کام ہاتھ سے نکل چکا ہے، امید کی کمر دوہری ہوچکی ہے، حال میرا تباہ ہے اور نفس امارہ کو امان نہیں ہے۔ نفس کا مزاج پاگل کتا کی طرح قابل اصلاح ہے، اپنے کام سے شرمندہ نہیں ہوتا ہے، حیلہ وتدبیر تلاش نہیں کرتا ہے، اور جوگیوں کی طرح سر میدان حیرت میں ڈالے ہوئے رہتا ہے۔

چون باز نیامد زبت بتکدہ خسرو
اصلاح مزاج سگ دیوانہ چگوئیم

جب خسرو بتکدہ سے باز نہیں آیا تو پاگل کتا کے مزاج کا علاج مجھ سے کیوں کر ہو پائیگا۔!

سویا مقدر والا، نامراد، ہزار حیلہ وچارہ سے بیدار نہ ہوا، اپنے کردار وگفتار اور کاموں پر خود شرمندہ نہ ہوا، دھوکا باز، مکار اور فنا ہونے والا زمانہ کی گردش سے سبق نہیں لیا اور غیر کے بتوں سے شرم وعار محسوس نہیں کیا۔

زین بخت خفتہ ہرگز کاریم برنیامد
کارے ازو نیامد چندانکہ آزمودم

اس سویا مقدر سے میرا کام پورا نہیں ہوگا، بہت آزمایا اس سے کام نکلنے والا نہیں ہے۔

زخمی دل فقیر کے لیے دوست کے ذکر کے بغیر ہر لذت بے مزہ ہے، ہر آرام دوست کی خدمت کے بغیر بے کلی ہے، ہر سرور دوست کے قرب کے بغیر فتور وغرور ہے، ہر خوشی دوست کی ہم نشینی کے بغیر ناخوشی ہے، ہر کام دوست کے ساتھ معاملہ کئے بغیر بیکار مشغلہ ہے، یقیناً صد ہزار اضطرار وبیقراری کے ساتھ اس استغفار کی تکرار کرنی چاہیے: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللھم انی أسئلك استغفرك من كل لذة بغير ذكرك، ومن كل راحة بغير خدمتك، ومن كل سرور بغير قربك، ومن كل فرح بغير مجالستك، ومن كل شغل بغير معاملتك، وصلى الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين۔

مارا ذکر معاملہ باہیچ کس نماند

بیعے کہ بے حضور تو کردم اقالہ است

ہمیں کسی شخص کے ساتھ معاملہ نہیں چاہیے، تیری موجودگی کے بغیر جو 'بیع' کی ہے وہ منسوخ ہے۔

میرے عزیز! شیخی بغیر شوخی کے قابل تسلیم نہیں ہے۔ جو شیر مرد ہے وہ راہ جاناں میں جاں نچھاور کرتے ہیں، دل کو دوست کے غم واندوہ اور درد میں مبتلا رکھتے ہیں، آنکھوں کو دنیا وآخرت سے اٹھا لیتے ہیں، بدن کو محبوب کے اشتیاق کی آگ میں ڈال دیتے ہیں، اپنی خودی کے ساتھ اڑتے نہیں ہیں، دنیا کے کام اور اس کی تدبیر کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور دنیا کے لیے کوئی حیلہ وچارہ جانتے ہی نہیں ہیں۔

دنیا سے غرض رکھنے والے ہی دنیا کا حال جانتے ہیں

حدیث نمبر۵۹/ قال النبی ﷺ: "أنتم أعلم بامور دنیاکم" [۱]

یعنی تم اپنے دنیا کے کاموں کے بارے میں زیادہ جانتے ہو۔ اپنے گھربار سے ہاتھ دھو لے اور حق تعالی کے سوا کسی کی جستجو مت کر جیسا کہ سلطان العارفین فرید الحق والشرع والدین فرماتے ہیں:

بادل خود از خانمان خود بر کن

باتمنائے عشق کمتر کن

گر مراد زوصل می طلبی

ہمہ تدبیر خویش ابتر کن

[۱] مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۳۶۳۔

تو نہ مردے عشق بازے ما

برو اے خواجہ کار دیگر کن

اپنے دل کو اپنے گھربار سے آزاد کردے۔ عشق کی تمنا میں خود کو کمتر کردے۔ اگر وصل کی مراد تو چاہتا ہے تو اپنی ساری تدبیروں کو چھوڑ دے۔ تو ہم سے عشق کرنے والا انسان نہیں ہے۔ جا اے خواجہ! اپنا دوسرا کام دیکھ لے۔

[راہ سلوک] میں اپنے کو بھول جانا چاہیے۔ غیر حق کے تعلقات کو آگ لگا دینی چاہیے، اللہ عزوجل کا قیدی ہو جانا چاہیے، اپنی تدبیر چھوڑ دینی چاہیے، اپنی خواہش واختیار کو دھو ڈالنا چاہیے، اپنے کام کو خالق کے سپرد کر دینا چاہیے اور اپنے جگر کو خون کر دینا چاہیے۔ پیر دستگیر سے سنا ہے کہ:

سیر آمد زخویشتن می باید

برخاستہ زجان وتن می باید

در ہر قدمے ہزار بند افزون است

زین گونہ روی بند شکن می باید

اپنے آپ کو بھول جانا چاہیے، اپنے جسم وجان سے ہاتھ دھو لینا چاہیے۔ ہر قدم پر ہزار پابندیوں سے زیادہ ہیں اس قسم کے خیالات کو توڑ دینا چاہیے۔

لفظ شیخ کی حسین وضاحت

لفظ شیخ کا شین اگرچہ شہد، شکر، شریں اور شادی جیسے لفظوں کے شین کی طرح ہے۔ اور لفظ **خے** خوشی وخرمی کو بڑھاتا ہے مگر درمیان میں لفظ **یا** حرف علت ہے،

جس کا مطلب ہے کہ بیماریاں خوشیوں سے زیادہ ہیں اور آفتیں وبلائیں اس راہ میں پیش آنے والی ہیں، مخلوق خدا میں مقبولیت اوران کا رجوع آہنی زنار ہے مگر اللہ تعالی کی عنایت سے یہ ٹوٹ جائیگا، شیر دل اور صادق انسان کو چاہیے کہ اس میں مشغول نہ ہو اور اس شعر کو اپنے ورد میں رکھے:

از رد وقبول دگرانم چہ تفاوت
بیچارہ کسی کرد زتو گردد مردود

دوسروں کے قبول کرنے یا رد کرنے سے مجھے کیا فرق پڑتا ہے، جو تجھ سے مردود ہو جائے بیچارہ کیا کرے۔

شیخی وہ گہرا کنواں ہے جس میں لاکھوں بری طرح ڈوب چکے ہیں، وہ آگ کا دریا ہے جس میں بہت سے جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔ شیخی کی خواہش نے کتنوں کو برباد کر دیا ہے، ان کی عزت وآبرو چلی گئی ہے اور وہ مٹی ہو گئے ہیں۔ تو پاکبازی وبزرگی اللہ عزوجل سے تلاش کر اور پاکبازی وبے نیازی کسی بھی حیلہ وبہانے مخلوق سے کبھی نہ مانگ۔

تزکیۂ نفس اللہ تعالی کی توفیق سے حاصل ہوتا ہے

اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ﴾[۱] (تم اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کرتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے تزکیہ

[۱] سورۂ نساء: آیت ۴۹۔

عطا فرماتا ہے) حدیث شریف میں ہے کہ: الا رب مكرم لنفسه وهو مهين بها [۱] (خبردار! بہت سے لوگ اپنے آپ کو عزت والے سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ذلیل ہیں) کوئی قطب الاقطاب کہلاتے ہیں، کوئی قدوۂ اصحاب کہلاتے ہیں۔ اور وہ خود انجام کار نہیں جانتے ہیں کہ لوگوں کی تعریف ونیک نامی سے آدمی مغرور اور گھمنڈی ہو جاتا ہے۔ دل میں یہ خیال تو آتا ہے کہ ظن المومنين لا يخطئ [۲] (مومن کا گمان غلط نہیں ہوتا) اور یہ خیال نہیں آتا کہ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ [۳] (بعض گمان گناہ ہیں) خاتمہ پوشیدہ ہے، خطرے میں ہے، عقل اس سوچ وفکر میں پریشان ہے۔ لاتغتروا بثناء الناس فان العاقبة مبهمة، لوگوں کی تعریف سے مغرور مت ہو، کیوں انجام کار پوشیدہ ہے۔ [کسی کو نہیں معلوم کہ] پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوگا اور تاریک رات میں کس کا نصیبہ جاگ اٹھے گا۔

ہر شب دو دیدگان من خون آید
کز پردۂ غیب تاچہ بردن آید

ہر رات میری دونوں آنکھیں روتی ہیں کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہو۔

شہرت دنیا کی حیثیت ووقعت

حدیث نمبر ۶۰/ قال النبی ﷺ ان العبد ليتشر له الثناء بين المشرق والمغرب ولا يوزن عند الله جناح بعوضة [۴] یعنی بہت سے

[۱] لم اطلع علیہ [۲] لم اطلع علیہ [۳] سورۂ حجرات: آیت ۱۲ ر۔ [۴] لم اطلع علیہ

بندے ایسے ہوں
عزوجل کے نزدیک
جس طرح کوئی قد
تعالی کے نزدیک ش
افسوس افسو
مطلوب رجوع خلق
دین کی سلامت
خفیہ تدبیر ہی سے اما
ہی پناہ مانگتا ہوں [
سے نجات عطا فرما
الرحمن الرحیم
مهجورین، ولا
بالدین، برحمتك
رحم فرمانے والا ہے
دبندگی سے ہمیں دور
دین کے بدلے میں

فسه وهو مهين
ہیں حالانکہ وہ ذلیل
تے ہیں۔اور وہ خود
ی مغرور اور گھمنڈی
یخطی [۲] (مومن
لم" [۳] (بعض گمان
چ وفکر میں پریشان
یف سے مغرور مت
سے کیا ظاہر ہوگا اور

یا ظاہر ہو۔

لبتشر له الثناء بين
ۃ [۴] یعنی بہت سے

بندے ایسے ہوں گے جن کی شہرت مشرق ومغرب کے درمیان پھیلی ہوگی اور اللہ عزوجل کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر اسکی وقعت نہ ہوگی یعنی مچھر کے پر کی جس طرح کوئی قدر وقیمت نہیں ہوتی ہے [اسی طرح ان کی بھی کوئی قدر وقیمت اللہ تعالی کے نزدیک نہیں ہوگی]۔

افسوس افسوس! اگر مقصود شہرت ہے تو ابلیس سب سے زیادہ مشہور ہے، اگر مطلوب رجوع خلق ہے تو پتھر کی مورتیاں مرجع خلائق اور معبود ہیں!۔

دین کی سلامتی معتبر ہے، ایمان کے ساتھ خاتمہ کا اعتبار ہے اور اللہ عزوجل کے خفیہ تدبیر ہی سے امان ہے۔ اللهم انی أعوذ بك منك۔ [اے اللہ میں تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں] گناہوں کو معاف کرنے والے خدا! غرور اور جھوٹی تعریف کی خوشی سے نجات عطا فرما اور اپنے کمال فضل وکرم سے اسپر مغرور ومسرور نہ بنا۔ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم اَللّٰهم لاتجعلنا بِثَناءِ النَّاسِ مَغْرُوْرِين، وَلَاعَنْ خِدْمَتِكَ مَهْجُوْرِيْنَ، وَلَا بِنِعْمَتِكَ مُسْتَدْرِجِيْنَ ،وَلَا مِنَ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوالَ الدُّنْيا بِالدِّيْنِ، برحمتك ياارحم الراحمين۔ [اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے ،اے اللہ! لوگوں کی تعریف سے ہمیں مغرور نہ بنا، اپنی طاعت وبندگی سے ہمیں دور نہ رکھ، اپنی نعمت سے ہمیں محروم نہ کر اور ان لوگوں میں نہ کر جو دین کے بدلے میں دنیا کا مال کھاتے ہیں] اگر فرصت نے وفا کی، موت نے مہلت

دی تو نوحہ کناں رہونگا اور زمانے کا ماتم کرونگا، **انیس الغربا.** کے ساتھ **مونس الفقراء.** [ا] کو بھی جوڑ دونگا انشاء اللہ تعالی وماتوفیقی الا باللّٰه ۔اے کریم ورحیم! میرے ہاتھ اور پیر کو تو نے طلب کرنے سے کاٹ دیا ہے، میرے دل کو تو نے زخمی کر دیا ہے، میری جان کو تو نے جلا دیا ہے، میرے خون جگر کو ہر مژہ کے پرنالہ میں بہا دیا ہے، میرے بدن کو جدائی کے گھڑیا میں رانگ پگھلانے کی طرح پگھلا دیا ہے، میرے دل وجان کو تو نے بے غمی سے اچاٹ دیا ہے، میدان حیرت میں گیند کی طرح سرگرداں اور جوگیوں کی طرح حیرت میں سر جھکایا ہوا بنا دیا ہے، کسی جگہ مجھے آرام وقرار نہیں ہے۔ جس کسی نے کہا ہے خوب کہا ہے:

بیغماں بری دل رانشایداین سرفرازی
تراخود سہل می آید بجان عاشقان انبازی
بسا سرہائے مشتاقان کہ گردد گوئے چوگانت
بجعدہ ہم چو چوگانت زسرہا گوی می بازی

اے بے غمو! دل کے لیے یہ سربلندی مناسب نہیں ہے، تیرے واسطے عاشقوں کی جان سے کھلنا آسان ہے، تیرے بہت سے مشتاق کے سر چوگان کی گیند کی طرح

[ا] اس جملہ میں حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے "مونس الفقرا" تصنیف فرمانے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اس عظیم کارنامہ کو بعد میں آپ نے انجام دیا یا نہیں۔ اگر نہیں دیا تو اسکے اسباب کیا تھے۔ اس پر مترجم کی جستجو جاری ہے۔ انشاءاللہ مترجم کا غیر مطبوعہ رسالہ "شیخ نور قطب عالم حیات اور کارنامے" میں اس پر گفتگو کی جائے گی۔

ہوگئے، چوگان کے مانند سروں کے زلف سے بھی تو کھیلتا ہے۔

شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی رقت انگیز دعا

اے دست گیر! اے کارساز! میرا کام بنادے، میرا ہاتھ تھام لے کہ حیلہ و تدبیر سے میرا کام نکل چکا ہے، میرے نصیبہ کی نابینا آنکھوں کو بینائی دیدے، جدائی کی تاریک رات کو روشنی عطا کردے، میرے مشام جان کو گلشن وصال کی خوشبو دے دے، میری قسمت کو نحوست کے ہاتھ سے چھٹکارا دے کر سعادت کی فیروز مندی عطا کردے۔

خداوندا شبم را روز گردان
چو روزم در جہاں فیروز گردان

خدایا! میری رات کو دن کردے اور دن کی مانند مجھے دنیا میں روشن کردے۔

اے میرے اللہ! اپنے برے افعال اور بری زبان کی وجہ سے مشائخ و پیران کرام کے نام نہیں لے سکتا ہوں، اگر تو گنہگاروں، کمزوروں اور مسکینوں کو دوزخ سے نجات اور شدائد سے چھٹکارا دیتا ہے تو اس ناچیز کو بھی ان ہی گناہگاروں کے کام میں لگادے اور ان ہی کے صدقے بخش دے، میری خواہشات و شہوات کو تو ختم کردے، مجھے ندامت سے چھٹکارا دیدے، زمانے میں اپنے کرم کے ساتھ رکھ، نفس کے مکر سے مجھے امان دیدے، جب دنیا میں ستاری کی ہے تو آخرت میں غفاری کر اور

جب دنیا میں چھپایا ہے تو آخرت میں رسوامت کر۔ لَاتَفْضَحْنِی سَیِّدِی عَلٰی رُؤُسِ الْخَلَائِقِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ خَاصَّةً فِی یَوْمِ الْمَوْعُوْدِ [میرے مولیٰ! لوگوں کے سامنے دنیا وآخرت میں خصوصاً قیامت میں مجھے رسوامت کر] جو کچھ بھی میرے گناہ تو دیکھ رہا ہے اسے تیرے عفو و درگذر کے سوا کوئی معاف نہیں کرسکتا، اور جو کچھ میں نے کیا ہے وہ تیرے فضل وکرم سے ہی معاف ہوسکتے ہیں۔

آنہا ز من خدائے من می بینند
گر منع نیند بصحبتم نہ نشینند
گر قصہ خویش سگے برخوانم
سگ دامن پوستین ز من پر چینند

میں بیچارا نور سگ عقور باتوں میں پکا کردار میں کمزور، وعدہ کرنے میں درست عمل میں سست ذات میں ناتواں صفات میں کمینہ، عظیم گناہوں کا مرتکب، کریم کے عفو وکرم کا ملتجی ہوں۔

در ہیچ فن درست نہ نا یدکارم
خود را بغلط کس ہمیں پندارم
چون نیک بکار خویشتن میگرم
واللہ کہ کمتر از سگ بازارم

کوئی فن اچھا ہے اور نہ کسی لائق ہوں، خود کو غلطی سے کسی لائق سمجھتا ہوں۔

اچھوں کی طرح اپنے کام کو پسند کرتا ہوں، بخدا بازاری کتے سے بھی کمتر ہوں۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ غُرْبَتِي وَأْنِسْ وَحْشَتِي وَكُنْ لِي اَنِيسًا فِي كُلِّ وَحْشَةٍ وَجَلِيسًا فِي كُلِّ وَحْدَةٍ وَمُؤْنِسًا فِي كُلِّ شِدَّةٍ وَكُرْبَةٍ برحمتك ياارحم الراحمين وصلى الله على خير خلقه محمد واله وصحبه اجمعين۔ اے اللہ! اے سب سے زیادہ رحم کرنے والا خدا! اپنی رحمت سے میری بے وطنی پر رحم فرما، وحشت میں محبت فرما، ہر وحشت میں تو میرا دوست بن جا، ہر تنہائی میں میرا رفیق بن جا، ہر مصیبت و تکلیف میں میرا آسرا بن جا، اور ساری مخلوقات میں بہتر سیدنا محمد ﷺ، ان کی آل اور ان کے سارے صحابہ پر رحمت نازل فرما۔

تمت بالخیر

﴿ فرمانِ امامنا مہدیِ موعود علیہ السلام ﴾

اگر ہمارے لوگ پڑھنا چاہیں تو مبتدیوں کو چاہیئے کہ انیس الغربا (مولفہ شیخ نورؒ) اور مرغوب القلوب (مصنفہ شمس الدین تبریزیؒ) کا مطالعہ کریں۔ اور منتہی لوگ زاد المسافرین اور نزھتہ الارواح (مولفات سادات حسینیؒ) کا مطالعہ کریں۔ (شواہد الولایت، معارج الولایت)